

ڈاکٹر ابو الخیر کشتی

اخلاق محمد ﷺ

قرآن مجید کے آئینے میں

اخلاقِ محمد ﷺ قرآنِ حکیم کے

آئینے میں

مؤلف: ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

۹۲	اہل شرب سے رابطہ
۹۹	معراج
۱۰۱	معراج، ہجرت اور عالم گیریت
۱۰۷	مدینہ میں بیٹاق
۱۱۲	مدینہ میں اسلامی معاشرے کا قیام
۱۱۷	مدینہ منورہ کا اسلامی معاشرہ
۱۲۳	انسانی زندگی کی غیر معمولی صورت حال - جنگ
۱۲۷	غزوات - امن کا راستہ
۱۳۳	غزوہ بنو قریظہ
۱۳۸	غزوہ اُحہ، اس کے سبق
۱۴۶	غزوہ احزاب
۱۵۲	کلمہ کی نئی سکت عملی
۱۵۳	ایک کے بعد دوسرا حملہ
۱۵۷	غزوہ کا سرسبز، مہمانوں کے چار حاندرو بیٹے، اور حکیم ترین برأت
۱۷۲	صلح حدیبیہ - فتح نبین
۱۸۰	فتح خیبر، حدیبیہ کی تکمیل
۱۸۵	یہودی سرکوبی فتح حدیبیہ کی تکمیل
۱۸۷	دعوت - سکنت اور سعادت کے ساتھ
۱۹۳	مدینہ منورہ کا معاشرہ
۱۹۵	نظام بدل
۲۲۰	مدینہ منورہ میں تفریحات
۲۲۳	مدینہ منورہ کی اجتماعی زندگی میں خواہش کا حصہ
۲۳۳	مدنی معاشرے کے دوسرے پہلو اور اخلاقیات

۲۳۹	مہذبہ نبوی، صحابہ کرام کی زندگی کا مرکز
۲۴۴	مدنی معاشرے میں ہر طرف رسول اللہ ﷺ کا نقش قدم
۲۵۱	جنگ موت، فوق البشر عسکری معرکہ
۲۶۱	غزوہ تبوک
۲۷۷	صدق کی دو باتیں
۲۸۴	اسلام کی فتح نبین - فتح مکہ
۳۰۵	غزوہ تبوک
۳۱۱	ہوازن کا وفد، خدا سے رسول اللہ ﷺ میں
۳۱۳	ہزارہ مدینے کی طرف
۳۲۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب
۳۴۴	خطبہ حبیبہ، الوداع، آفاقی منشور اخلاق و حیات انسانی
۳۷۲	رفیق اخلاقی - ملاقات کے لئے بے قراری

کے قریب بیٹھ کر اس تحریر کا آغاز کیا شاید وہ سبھی کی نویں یا دسویں تاریخ تھی۔ اس تحریر نے ایک مضمون کی شکل اختیار کی اور یہ مضمون سارہ ڈائجسٹ اور لاہور کے کسی شمارے میں شائع ہوا، پتہ نہیں کہسے بعض حصے حذف ہو گئے، بعد میں یہی مضمون ایک مختصر کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا، ”عکس محمدی ﷺ قرآن کے آئینے میں“ (ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشتی، حیات محمد قرآن حکیم کے آئینے میں، دارالاشاعت، کراچی ۲۰۰۶ء میں ۷)۔

اس کتاب کا یہ سفر جاری رہا، ۱۹۷۰ء میں کشتی صاحب تدیس کے سلسلے میں جاپان گئے تو وہاں پھر اس جذبہ سیرت نگاری کو قوی ہوئی اور اس کتاب کے پانچ کوبڑے حصے اور نئے انداز سے لکھنے کا خیال آیا اور کام شروع کر دیا۔ اس کتاب کا پہلا مسودہ ۱۹۷۰ء میں مکمل ہو چکا تھا، مگر اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آ سکی، اور اشاعت الخوا کا شمار ہوتی رہی، حتیٰ کہ ۱۹۹۰ء آ گیا۔ ۱۹۹۰ء میں دادا بھائی ٹاؤنڈیشن کے تحت حیات محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں پہلی بار شائع ہوئی۔

کشتی صاحب نے جب ”عکس محمدی“ سے سیرت نگاری کا آغاز کیا تو آپ کے ذہن میں سیرت طیبہ کو قرآن حکیم کے آئینے میں پیش کرنے کے سلسلے میں ایک واضح خاکہ موجود تھا۔ اس سلسلے کی دوسری کتاب مقام محمد ﷺ کے اہدائے ”حرف اول“ کے تحت لکھتے ہیں:

حمد اس رب العزت کے لئے جس نے انسان کو علم کے ذریعہ علم دیا
اور اس سلسلے کو جاری رکھا، جس نے ہمیں تحقیق فرمایا اور جان کی قوت
دلائی تاکہ یہ قوت و صلاحیت اس کے اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر،
قرآن حکیم کی تعلیمات کی اشاعت اور انسانی زندگی کی تعمیر کے لئے
صرف کی جائے۔ (ایضاً)

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے معصوف کی یہ خواہش پوری کی اور تینوں حصوں کی تکمیل وہ

پیش گفتار

سید عزیز الرحمن

الحمد للہ معروف محقق، صاحب اسلوب ادیب، عالم دین اور سیرت نگار ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشتی کی آخری تالیف ”اخلاق محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں“ کا ترجمہ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس سے قبل اس سلسلے کی دو کتب ”حیات محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں“ اور ”مقام محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں“ دارالاشاعت کے سی زیر اہتمام شائع ہو کر اہل علم سے تحسین و تحریک حاصل کر چکی ہیں۔

کشتی صاحب بنیادی طور پر ادب کے آدمی تھے مگر جب وہ سیرت نگاری کی طرف متوجہ ہوئے تو پھر شاید ہی کے ہو رہے، ادب سے تعلق ان کا برقرار رہا، ادب پر لکھتے بھی رہے، مگر یہ سیرت کی برکت تھی کہ بھر سیرت نگاری اور نصحت و تنبیہ نصحت ہی ان کی پہچان بنی۔ اور ادب سے (حرف عام میں مراد لے جانے والے ادب سے دور نہ تو واقعے کے نزدیک خود سیرت طیبہ پر ان کی تینوں کتابیں سیرت کے ساتھ ساتھ ادب عالیہ کا بھی شکار ہیں) ان کا تعلق پس منظر میں چلا گیا۔

کشتی صاحب کی سیرت نگاری کی ابتدا تو بہت پہلے ہو چکی تھی۔ سیرت طیبہ پر اپنی پہلی یا قاعدہ کتاب ”حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن حکیم کے آئینے میں“ کے ابتدائے میں ”حرف اول“ کے تحت کشتی صاحب خود گہرے فرماتے ہیں:

زیر نظر کتاب کا آغاز ۱۹۶۶ء میں مدینہ منورہ میں ہوا گنبد حضرت کے جلووں کو نظر دین میں آپاد کے سرور و دنیاؤ دین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضری دی اور صلوٰۃ والسلام کا ذکر اذاعتیں کیا پھر مشغ

اپنے لکم سے فرمائے۔ البتہ تیسرا حصہ کتابی شکل میں آپ کے سامنے اشاعت پذیر نہ ہو سکا۔ یہ مصداق قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

”مقام محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں“ کی طرح موجود کتاب بھی ششماہی مجلے ”السیر“ عالمی میں قسط وار شائع ہو چکی ہے، اس کی آخری قسط حسن اخلاق سے جناب کشتی رحمہ اللہ نے ”السیر“ میں اشاعت کے لئے اپنے انتقال سے چند روز قبل راقی کے حوالے کر دی تھی۔ اس طرح یہ کتاب مصنف کے اپنے متعین کردہ خاکے کے مطابق مکمل شکل میں اشاعت کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔

میرت علیہ السلام کے حوالے سے اردو میں موجود بے مثال ذخیرے میں یہ کتاب اپنے سلسلہ کتب کی دونوں جلدوں کے ساتھ نمایاں اور ممتاز ہے، جس کا بنیادی سبب مصنف علام کی محبت نبوی ﷺ، علاوہ ایمانی، سوز و گداز اور اخلاص کے ساتھ ساتھ مصنف کا مخصوص اسلوب اور پیرایہ بیان ہے، جس کے سبب کسی قائل کے بغیر کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب اور سلسلہ کتب کا بڑا زخمہ و جاوید رہے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور مصنف مرحوم، ناشر اور امت مسلمہ کے لئے نافع اور سبب شفاعت بنائے۔ آمین

سید عزیز الرحمن

ریجنل دھوا سنٹر (سندھ) کراچی

دھوا کینڈی، زمین الاوقامی اسلامیاتی وراثی، اسلام آباد

۳ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

اخلاق محمد ﷺ

قرآن حکیم کے آئینے میں

نبی کریم ﷺ کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (۱)

اور بے شک آپ (ﷺ) اخلاق کے اعلیٰ پائے اور مرتبے پر فائز

ہیں۔

اس آیت کریمہ کی اہمیت و عظمت کی تفسیر کے لئے سورۃ الفہم کی پہلی تین آیتوں کو سمجھنا

اور ان کے پس منظر میں مرتبہ محمد ﷺ اور آپ کے اخلاق عالیہ کا بڑا غور کرنا مناسب ہوگا۔

وَالْعِلْمُ وَمَا يُصْطَفُونَ ۚ هَٰذَا أَنتَ بِمُتَحَنِّنٍ ذٰلِكَ بِمُتَجَنِّبٍ ۚ

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ (۲)

ن اور قلم کی قسم اور ان کے لکھے واپس کے گلے کی کہ آپ اپنے رب

کے فضل و کرم سے بھون نہیں ہیں اور آپ کا اجر تو بھی قسم ہونے والا

نہیں ہے۔

یہ آیات کریمہ کہ معجزہ کے اس دور میں نازل ہوئیں جب نبی اکرم ﷺ کی دعوت

کی طرف لوگ متوجہ ہونے لگے تھے۔ حج کے موقع پر اطراف و اکناف سے آنے والے زائرین کو قبول حق سے روکنے کے لئے قریش کے بھی استہزاء کے ساتھ آپ کے لئے دین اور دعوت کا ذکر ان سے کرتے۔ قریش کہہ سرور کائنات کی بے داغ زندگی اور جو کام آپ پیش کر رہے تھے، اس کی اس فصاحت سے بے حد پریشان اور شائف تھے، جس کی مثال انہیں کلام بشر میں نہیں ملتی تھی۔ عرب اپنی فصاحت و بلاغت اور شاعری پر بے حد گامزن تھے۔ لیکن کے الفاظ میں عربوں کی ہر سانس شاعری سے عبارت تھی۔ وہ اپنے علاوہ ساری دنیا کو کھینچتے تھے۔ ان کے سامنے جو کام رسول اللہ ﷺ پیش کر رہے تھے اسے کوئی ایک نام دینے پر وہ اتفاق نہ کر سکے۔ لیکن ان کی پریشان دہائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ آیات کے کسی اور جہاں سے متحقق ہونے کا ثبوت تھا۔

کسی نے آپ کو مارت کہا کہ آپ کا کام دلوں کی دنیا کو اپنی گرفت میں لے لینا تھا۔ کسی نے آپ کو مہر کہا کہ اس کام کا سرچشمہ کوئی عظیم بادو تھا جو آپ کے ہونٹوں سے بول رہا تھا۔ اور جب کچھ کچھ میں نہ آیا تو آپ ﷺ (معاذ اللہ) جتوں کہنے لگے۔ لیکن آیات الہی کے سننے والے ان سے سرور و تہنیتوں پر کان دھرنے کی جگہ یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے کہ یہ تو کام نہایت ہے اور اس میں جن اخلاقی اقدار اور تصورات حیات انسانی کو پیش کیا جا رہا ہے ان پر تو ایک نئے معاشرے کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

ان آیات میں نظر بظاہر تو صحابہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، لیکن حقیقی مخاطب قریش کے ہیں۔ نبی تو مسلم اول ہوتا ہے، اپنے پیغام پر اس کا یقین اتنا ہی مستحکم ہوتا ہے جتنی اس کی ذات۔ ذات کے استحکام کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس کلام کو برداشت کرنے کی قدرت پہنچاؤں میں نہیں، اسے قلب رسالت برداشت کر سکتا ہے۔ نبی اس کبھی قسم نہ ہونے والے اجر سے بھی واقف ہوتا ہے جو اسے کثرت کے سلسلے میں آزمائشوں اور تعقیبوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے، اور اس کے اخلاق عظیم کا اندازہ اسی بات سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اس کی جان کے دشمن ہوتے ہیں، جو اس پر عرصہ حیات تک کرنے کے لئے نیت نے عظیم ایما دکر رہے ہیں، وہ انہیں کی فدا کی خاطر اپنی دعوت کو جاری

رکھتا ہے، اور انہیں کی اصلاح کی خاطر اپنے رب کے حضور دعائیں پیش کرتا ہے، راقوں کو جاگ کر راہزنہوں کو اپنی صداقت کا مصداق بنا کر۔

سورہ مبارکہ کا آغاز حرف "ن" سے ہوا ہے۔ یہ ایک رحیم ہے، اللہ تعالیٰ اور رسول کے درمیان۔ ہم اس کے مطہر کی تلاش میں زبان و دماغ کی گہرائیوں اور پہنائیوں میں اپنے آپ کو سرگرداں نہیں رکھتے اور اس ایمان کو اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں کہ یہ حرف راز اس مطہر سے پوری طرح وابستہ ہے۔ یمن کے بن کی مثال ہے، جو حقیق کائنات کا اشارہ ہے، کیونکہ نبوت کا ادارہ اور بالخصوص نبوت محمدی کائنات کی تکمیل ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم قلم کی حس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قلم کے تھوک کی تقدیر لوح محفوظ پر نکلی، مٹی، قلم سے صحیفہ کائنات لکھا گیا، اور جب قلم رفتوں کے ہاتھ میں ہمارے اقبال لکھ رہا ہے، اور اسی قلم سے قرآن مجید لکھا جا رہا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ جیسا مفسر قرآن اور تحفہ رسالت، قلم اعمال ہی کو مایہ سطوروں کا مفہوم سمجھتا ہے، اور بعضوں نے اس کو کتاب الہی کا لکھا جانا قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن یہ بات بھی تفسیر پارائے کے دائرے میں نہیں آئے گی کہ مایہ سطوروں میں اعمال کا لکھا جانا بھی شامل ہے، قرآن حکیم کا لکھا جانا بھی اس کے دائرے میں داخل ہے، اور صحیفہ کائنات میں مسلسل اضافہ کی عبارت بھی اس کے مطہر سے باہر نہیں۔

ان شاء اللہ آگے چل کر ہم ان اخلاقی اقداروں اور ان اخلاقی صفات پر متحکموں گے، جن کی تجسیم ذات محمد ربی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، اور جو آپ کی زندگی اور سیرت کے حامل انسانیت کو عطا ہوئی ہیں۔

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ضروری ہے کہ عام انسانوں کے اخلاق پر متحکموں کرتے ہوئے سیرت، جبلت، ماحول، موروثی اثرات اور تعلیم جیسے مسائل و مباحث پر نظر ان ضروری اور تاثر ہوگا لیکن انہی کے کرام اور بالخصوص سرور کائنات ﷺ کے اخلاقی عالیہ کے سلسلے میں یہ نکتہ بنیادی ہے کہ ان کا اخلاق علیہ رہائی ہے، جو ان کی زندگی کی آزمائشوں اور واقعات کے پس منظر میں ابھر کر انسانوں کے سامنے آچکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں، اس لئے آپ کی سیرت ہر دور کے انسانوں کے لئے کامل

کائنات کے حکم سے اپنے اسرار کھولنے لگتی ہیں۔ قلبی رسالت، رسولوں کی زندگی عام انسانوں کی طرح گزرتی ہے۔ وہی رشتے بناتے، وہی لوگوں سے معاملات، ویسے ہی دوستیاں اور تعلقات لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کی شہادت دیتے ہیں کہ اس کی زبان، نبوت سے پہلے بھی جوش اور دلوں باتوں سے پاک تھی، انہوں نے اس کے تسلی کی دنیا خیر خواہی کے سوا کچھ نہ تھی، وہ دوستوں اور دوسروں کو کھلائی کا حکم دیتا تھا۔ کفار اس واضح فرق کو نہیں دیکھ پاتے اور اسی لئے اعلان نبوت کے بعد بھی ہمیشہ نکالنے اور اجزات کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس حقیقت تک پہنچ نہیں پاتے یا پہنچنا نہیں چاہتے کہ رسول کوئی نسانی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر جیسا نہیں کر سکتا، کیونکہ رسول اسی لئے آتا ہے کہ لوگوں کی زندگی کا رتبہ بار کائنات کی طرف بڑھے۔

وَلَقَدْ أَوْسَلْنَا شَرِيعَةً لِّكَ لِقَابِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ آيَاتًا وَاجِبَةً
وَمَا كَانَ لِمُزْجِلٍ أَنْ يَتَّبِعَهُ بِالْأَمْرِ إِبْرَاهِيمَ اللَّهُ (۵)

اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور انہیں نبی نہیں دیا بلکہ ہمارے رسول میں یہ طاقت نہیں تھی کہ وہ اللہ کے حکم اور ان کے بغیر کوئی تعالیٰ کو راہ دے سکے۔

اللہ تعالیٰ جن منتخب اور برگزیدہ امتوں کو نبوت کے لئے منتخب فرماتا ہے، ان کی زندگی کا ایک ایک کام اس کے ازلی وابدی کعبہ میں منظم (Food) ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرعون و فرعونیت سے انسانیت کو نجات دلائی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرعون کے گل میں ان کی پرورش اور تربیت کے مواقع فراہم کر دیئے تاکہ انہیں آداب و اسرار ملوثیت اور خدا بننے والے شہنشاہ کی تمام نفسیاتی کمیتوں کا علم ہو سکے۔ اپنے مہد اور برہم کو بدل دینے والے رسول کو اس نے نظر بظاہر ہر بینی سہارے سے محرم رکھا، تاکہ دنیا پر آپ ﷺ کے بدترین دشمنوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ رسول کی حفاظت اس کے رب کے دے ہے، اور وہ اس کے لئے کافی ہے۔

رسالت کا انتخاب صرف اللہ کے دے ہے، وہ جسے اپنے پیغام سے سرفراز فرمانا چاہتا ہے اسے اس منصب کو اٹھانے کا حرف صلا کرتا ہے، یہ حقیقت قرآن کریم میں پوری طرح کھول

کہ بیان کی گئی ہے

مَا جَاءَكَ مِنَ النَّبِيِّ نَبَأٌ لَّا تَقُولُ إِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ عَلَىٰ مَا أَنذَرْتُكُمْ عَلَيْهِ سَخِي يَوْمَئِذٍ
الْخَبِيثَاتُ مِنَ الْعُقُوبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِبُ مِنْ دُونِهِ مَن يَشَاءُ (۶)

اللہ مومنوں کو اس حال میں ہرگز نہیں رہنے دے گا، اچھا اس وقت تمہاری حالت ہے۔ وہ پاک لوگوں کو پاکوں سے الگ کر کے رہے گا، لیکن اللہ تعالیٰ کا طریق کار کبھی کہ وہ کوئی غیب پر مطلع کر دے۔ وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے غیب کی باتیں جانے کے لئے منتخب کر لیتا ہے۔

ہم نے اس آیت عظیم کو اس کے پھیلاؤ اور معانی کی وسعت کی وجہ سے بکھانا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور طریق کار کو واضح کرتی ہے۔ مومنوں کو اللہ اس حال میں نہیں رہنے دے گا کہ منافق ان میں گھسے لے رہیں اور حق تعالیٰ سے ان کے دلوں کا پھپھا ہوا اتفاق غیب کی بات ہے، جس سے صرف اللہ تعالیٰ کسی طور پر واقف ہوتا ہے، لیکن وہ اپنے رسولوں میں سے جن کو منتخب کرتا ہے ان پر منافقوں کے اتفاق اور بعض دوسرے امور غیب کو آشکارا فرمادیتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حیات غیب کے کئی واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امور غیب سے آپ کو جب مناسب سمجھتا مطلع فرمادیتا تھا، مثلاً غیب کی طرف ہجرت کرنے وقت راستے میں سراقہ بن مالک کا قاتل کرنا اس کے کھڑے کا وہاں بارگاہ اسے یقین ہو گیا کہ وہ سرور کائنات ﷺ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آخر اس نے رسول کو سامان سفر اٹھا کھانے کی چیزوں کی پیش کش کی، جو آپ نے قبول نہیں کی اور صرف یہ وعدہ لیا کہ تمہاری راہ راداری کرنا اور خبری نہ کرنا۔ اس وقت زبان رسالت نے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ میں تمہارے ہاتھوں میں کسری کے نکلنے کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مہد میں امیر ان کی فتح کے بعد جب کسری کے نکلنے مال قیمت میں آئے تو حضرت فاروق اعظم نے وہ نکلن سراقہ کو دے دیئے۔

غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے ایک سخت چٹان ایسی آگئی کہ صحابہ کرام کی کھائیں اس پر پڑ کر اچھٹ جا گئیں۔ صحابہ کرام نے سرود کا نکتہ ﷺ کو اطلاع دی، آپ تعریف لائے، آپ نے اس پر اپنے رب کا نام لے کر اس چٹان پر ضرب لگائی۔ چٹان کے چٹری چٹک ریاں اٹھیں اور اس کا ایک بڑا ٹکڑا الگ ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے مجھے ملک شام کی نیکیاں عطا فرمادیں اور میں شام کے سرخ کھلاڑ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہہ کر اس چٹان کو دوسری ضرب لگائی، چٹری چٹک ریاں منتشر ہو گئیں اور زبان رسالت سے یہ بات ادا ہوئی کہ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ میرے سپرد کر دیا گیا اور اس وقت (ان چٹک ریاں میں) ماہرین کا تعریض و کیر ہوا ہوں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے تیسری ضرب لگائی تو چٹان پاش پاش ہو گئی۔ اس سے نکلے والی چٹک ریاں نے فضا کو روشن کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر! مجھے یمن کی نیکیاں عطا کی گئی ہیں۔ میں اس وقت صفاء کے چھاٹک کو (کھا ہوا) کیر ہوا ہوں۔

اس آیت سے یہ بات تو واضح ہو چالی ہے کہ نبوت اللہ کا انعام اور انسانوں کے لئے بلند ترین انعام ہے۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ اس کلمے کو بھی واضح فرمادیا گیا کہ امتیاء کے حقیقات اور سرچے میں بھی فرق ہے:

لَئِكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ (۷)

یہ ہمارے رسول ہیں جن میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

نبوت کی ماہیت سے بے خبر نگار نے مجھ اپنے رسولوں کا تسخیر اڑایا۔ مادیت میں ذہ ہے، ہوسے ہے لوگ دولت دنیا کی ہر اعزاز کی بنیاد سمجھتے ہیں اور اسی لئے رسالت کو بھی اپنا حق جانتے تھے۔ ان کی اسی ذہیت اور اعزاز کو قرآن حکیم نے اس طرح چیل فرمایا ہے:

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ فَلَاؤُا لَنْ يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمْ بَيِّنَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ

وَسُئِلَ اللَّهُ أَتَعْلَمُ خَيْثَ يَبْعَثُ (سُورَةُ ۸)

اور جب ان کو کوئی آیت پہنچتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، جب تک ہم کو بھی کوئی ایسی چیز (رسالت، عظام الہی) نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے۔

رسالت کے سرچے کا ذکر رسولوں کو عطا بھی کر کے کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ يٰمُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَبِعِلْمِي هَٰذَا فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ (۹)

(ہم نے موسیٰ سے فرمایا) اے موسیٰ! میں نے دوسرے انسانوں پر تمہیں اپنی رسالت عطا فرما کر اور تم کو اپنے کام سے سرفراز فرما کر امتیاز (اور برتری) دیا ہے۔ پس میں نے جہر تکو (اپنی آیات اور اپنی وحی سے) عطا کیا ہے اس کو لئے اور شکر گزاروں میں شامل ہو جاؤ۔

کام الہی کا آغاز یہ ہے کہ چند نعمتوں میں رسالت کے سرچے، وحی کو اپنے ذہن اور کردار کا حصہ بنانے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا طریقہ اور اس امتیاز پر اپنی شکرگزاری کے اظہار کے امتیاز میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اس لئے عطا فرمائی کہ وہ نبی اسرار تک کو جاہت فرمائیں، اور اپنی ہم کلامی سے انہیں امتیازی یقین عطا کیا ہے، اور ان انعامات پر شکر بخانے کا حکم بھی اپنے رسول اور اس کے قبیلین کی جاہت کا وسیلہ ہے۔

رسل عظام تبہم السلام پر وحی کی طریقوں سے مائل فرمائی گئی، کبھی کام کے ذریعے، کبھی رسول کے لب طہر پر وحی مائل فرمائی گئی، کبھی جھینڈوں کی آوازوں کی آواز کو گنتی، اور اکثر حضرت جبریل دی کے تعریف لاتے۔ یہی فرشتوں میں جبریل امین کا امتیاز ہے اور اس امتیاز کے لئے فرشتوں میں سے اللہ جل جلالہ نے حضرت جبریل کا انتخاب فرمایا:

أَلَمْ نَصْلُكْ مِنْ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْذَرًا ۚ وَمِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ ۝۱

اخلاق محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں

کی تکمیل کرتے ہیں اور ہر Meeting Season کہا جاتا ہے۔ اس زمانے میں اعلیٰ فصل کی سبزیوں کے ایک اہم اٹیچمنٹ کے کٹوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک یا کچھ کھن کرتے ہیں۔ ان کے بعد اچھی جوت کے تحت برقیہ برقیہ کو لٹکانے پر آمادہ ہوا کرتی ہیں۔ اختتام کے بعد اس زمانے میں آپ بوس کی آبی کی آبی پر بند چلا دیتے ہیں اس کو کن کر جلیاں تاکہ پانی پتی ہیں۔

نہیں بدل کر تلواریں ہے جسے شعور، انسانی نفس اور اپنی ہیبت کا پورا پورا
اور سے دائرہ انسانییت میں دیکھنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ آج کے دور میں سے انسانی کی وجہ سے بیشتر
انسان اور مسلمان بھی اس اختیار سے باخبر نہیں اور وہ میدانوں کی طرف اپنی اپنی خوشنویسی کی
تعمیل کے لئے گھما رہے ہیں۔ جرم سے سرگم ہو چکے ہیں۔ روزانہ ہمیں اخبارات میں جو جرمیں
نظر آتی ہیں ان کو دیکھ کر شرف انسانیت پر یقین حائل ہو جاتا ہے۔ اور کادو اور قہقہہ ہونے
سے بڑھ کر، انہیں جب یک آواز سے سونے زیادہ بچوں کو گت کر دیا جاتا ہے۔ ان معصوم بچوں
کے ساتھ ریادتی کے واقعات اس کثرت سے ہمارے سامنے آ رہے ہیں کہ دل برداشتہ ہے۔
کئی بچیاں تو اس کی عمر سے بھی کم ہوتی ہیں۔ اسی طرح غیر مسلم مکوں میں رہتے والے
مسلمانوں کی آخرت کی بات میں حد حریم کا نہیں دیکھی اور جو کہ ہے آپ کو ان سے
بھی وابستہ رہنا ہے جن پر وہ بھی میرا بچہ گوشت کے لئے کیسے کیسے شفیق اور جفاکش کرنے میں
مصرور رہتے ہیں۔

قرآن مجید اور احادیث نبوی کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مسلمان
میں طرح پر اپنے اختیار، روادے، شعور اور حریت کے ذریعے حیوانی جبلت پر غالب آجاتا
ہے۔ جب جان پر کی جوتو حرام چیز حلال ہوجاتی ہے، مگر ایسی حد تک کہ جسم و جان کا شرف قائم
رہے۔ یہ ہے جبلت پر شعور اور ایمان کی کڑی ہے۔

ایک اور نقطہ جو کہ نہایت درجہ استعجاب ہونے والے الفاظ میں شامل ہے وہ کردار ہے، جو حیرت، گھمبیرت اور حادثات و اطوار، حیرت کے لئے استعمال ہوتا ہے، مگر اس سلسلے میں مختلف تصورات اور ادوار معانی (Meaning Shades) کا اظہار کرتے ہوئے۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک ڈھنچکا (Loose) لفظ یا اصطلاح ہے۔ اس کے پیداوار کا

انلاق محمد ﷺ قرآن خیمے آئے ہیں۔
انماز و فرائض کی مثالوں سے کہیں۔

- [illegible]

میں نے جس نے علیہ وسلم میں محمد و آلہ (فی رسول اللہ) کے رسولی جلال اور
اطہار کی ساری حرمین اور اصابت و توقہ کی شان پوری حرم کجاہ کی نہیں سمجھتے۔ مگر میں
بات ہی کی بات رانی کی کہ کوئی کوئی میں نے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
محمد و آلہ میں جو خدا کی اور جو خدا کی چار چار چیزیں رکھتے ہیں اور جو جاتے ہیں
کہ وہاں جس نے علیہ وسلم کا جلال کی دنیا سے میں نے سے خدا و آخرت سے جو اونچے اور
بڑی رکھتی گا انہما کی ہی سے اور ان میں رسول کریم ﷺ کا ایک پہلو بھی ہے کہ ایسا حال
نہی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پہلی کو کج رہن کی طرف ہرگز نہ جاتے ہیں اور پھر اس سے کہیں نہ لگاتے ہیں جس (کی یہ بات) سے ان کے چہرے اور یہ جوڑھتا ہے۔

اور ہاں تاہی حد تک ہمدردی، بلکہ یہ ہوشیاری سے اس کے ایک اور بعد کی ضرورت کو مشروبِ غافل کی صورت میں چاہا کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ یہ غافل کی علامت ہے انسان پر اس میں ہم سے چون چرن مشفق نہ رہی ہے۔ یہ یہ ساقی تہرہ سے سے ساقی اور صحت حاصل نہ کرے گا درجہ ہیں۔ صحت کا مفاد استیعاب معالیٰ اور صحت رکھنے سے اس کا ایک واضح منسوب ہے کہ شاید حق رحمت و کائنات سے مشابہہ درمیان سے شیخ علی غرض و غایت کو پا لیا۔ قرآن حکیم کے مصنفوں و محدثین قدرت کے مظاہر سے صحت حاصل کرے کی بار بار تعلیم دی ہے۔ طاعت و بااوقی الانصار وان لنگم فی الاعداء لغزاً فسیبکم منہ فی نظرونہ من میں

فروا و دم لنا عاصلاً سائغاً للقرنین (۱۷)

تہارے لئے چہ پاؤں میں بھی (شرکرگزار) کے لئے ہائی صحت ہے کہ ہم تمہیں ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اس میں سے گوار اور خرقہ کے درمیان سے غافل دودھ پاتے ہیں، جو آسانی سے پیا جاتا ہے

اور جو دوسری حالت ہے۔

قرآن حکیم سے یہ بھی فرمایا ہے کہ مومنین میں تہارے سے اور بہت سے فوائد ہیں۔ اور تہارے سے رستہ نیز بھی ہیں اور اس سے بھی حاصل کرتے ہو تو امن پر سواری بھی کرتے ہو اور اس مقام تک تہارے سات باپ کے ہیں جن تک خربہ مدھشت کے بغیر نہیں لے پا سکتے تھے۔

مومنین کے یہ نو بڑی مددک سورہ سبکی کی تین آیات میں ملے ہوئے ہیں

اولم یسرونا حلفاً لہم منما عیمت ائیمنا انما لہم لہا

مسلکون (۱۸) ولہم فیہا مائع و مشارب افلا یفکھون (۱۹)

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں ہائی ہوئی چیزوں ان کے لئے جو پائے بھی خلق کے ہیں جن کے یہاں تک ہو گئے ہیں اور ان مومنین کو ہم نے ان کے زعفران بنایا ہے، ان میں بعض تو ان کی سواری کے کام آتے ہیں اور بعض کا یہ گوشت کھاتے ہیں ورنہ میں ان کے لئے (اور) نہ بھی ہیں۔ نہایہ پر بھی شکر اور انہیں کریں گے۔

افلا یسکون کے معنی کا ہے، دیکھتے ہو۔ ان کے منافع کے ذکر کا سبب بھی یہاں لایا گیا ہے۔ درود سے شکر گزار کی، شکر کا ادا کرنا ایک بڑی اور اہم اخلاقی صفت ہے۔ مومن ہمیشہ یہ سب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ سب کے کام کی تعازی صفت ہے، پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا شکر گزار اور کون نہان ہو سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر فرماتے تھے کہ اگر ایک دن کھاؤ نوش فرماؤں تو دوسرے دن غیابی فاقہ فرماؤں۔ اور اس لئے تو انکار کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور صابر بندہ کہیں نہ ہوں۔ صبر اور شکر عظیم اخلاقی صفت ہیں اور ایک دوسرے کا ضمیر ہیں۔ ان کی خود اخلاقی صفت سے بڑھ کر کہاں نظر آئے گی؟

یوں کہ پہلی آیت میں ان کا چہرہ زہریلی سموتے ہو انہیں سے کرام اور خاص طور پر حضور اور ہم یہی مصلو اور اسلام کو انہوں نے نص میں دے کے لئے اس سے بڑا اور امت کرنے کے لئے عطا کیا گیا۔

رسالت سے پہلے ”صلح“ کی دائمی قدر

نبی کریم ﷺ نے بھیجن اور لڑائیوں کی زندگی میں آپ کے وہ اخلاق اور خصائص اظہار کرنے آئے تھے جن سے آپ کو اپنے معاشرے میں جہاں گناہ اور مختلف منکرات کا ماحول سمجھا جائے گا۔ عرب اگر چہ ایک ایسا جوا کو، مانتے تھے جو حقائق کے برخلاف لیکن اس کے کارکنان اور اختیار میں ایسے لوگوں سے ملے اور شریک بن گئے تھے۔ ان کے یہی ان کے معبود بن چکے تھے۔ انکی سے چلی عادت، روایت کی، تحکیم، گنگی باتیں، ایسی ہی تھیں کہ انکی حقیقت میں ہی سے ان کے معاشرہ پر چاہوں کی باتیں جن میں ان سے اختلاف پوشوں سے تھے جو محمد (ﷺ) نے اپنی زندگی سے کسی جھڑپ میں (بھیجیں اور لڑکیں سے لگی تو سر سے ہوتے ہیں) کسی سے سامنے نہ آئیں جو چاہے اور نہ ہی سے کہ آپ کو جس کی طرف تشریف لے گا۔ آپ نے بھیجن اور لڑکیں میں بھی بے صلہ نہیں کیجئے جن پر اپنی معصومانہ اخلاق سے تھے۔ آپ نے لڑکیں میں صرف اور موافقیت سے تھے جن میں اور سے قوموں کے جو آپ ﷺ نے تشریف لے کر تھے شریعت کے بار اور انکی۔ انکی رشتہ کیون کو قبیحہ و اعلان اور سب گھراؤں کی اور اپنی طرف سے انکی رشتہ کی تھیں نہ تھا۔ لیکن دوں میں چہ نہ سے فیضی کی وجہ سے ان تہنوں میں شریک ہیں ہوتے۔ یہاں سے یہ رسول کی زندگی کے لئے وسوسہ اور چھٹا ہے۔ اور عیاں کوں معمولی باتوں سے لگی پڑتا ہے جو کہ چہ ان کے معاشرے میں صرف اور نہ تھی ہیں۔ لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ صلح کی باتیں۔ ایسے اور دوسری کی پوری دنیا میں ایسا لمحہ حاضر کی طرح ان کے رب کے سامنے ہوتی ہیں۔ یہ بات عام انسانوں کی سمجھ میں ان کے اعلان

رسول اللہ ﷺ، انسانیت کے لئے صلح کے سب سے بڑے شہسوار اور پیغمبر تھے۔ صلح کو اس کے وسیع ترین مفہوم میں کیجئے، جس میں عام انسانوں کی اصلاح بھی شامل ہے۔ اس میں عام انسانوں کی کیوں اور ان میں کو دور کر کے کامل بھی داخل ہے، اور یہ انسان فرد اور معاشرے میں توازن قائم کرنے سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ جنگ کے مقابل صلح کا نظریہ علوم کو اُچھا کرتا ہے۔ زندگی، جنگ کے عام میں اپنے توازن سے محروم ہو جاتی ہے۔ مگر اگر چاہتے ہیں استقامت پالنا ہو جاتی ہیں زندگی اپنی قدر و قیمت کھینچتی ہے۔ درخت و دریا کے شجر و دریا کے دریا سے جاتے ہیں۔ انھیں لے کر عام کو انکی توازن کے برقرار رکھنے کے لئے جنگ بھی کرتا ہے۔ چاہے وہ اس وقت تک کہ قرآن حکیم کے بیان کے مطابق جنگ اپنے صحیح اور اس (ﷺ) کی زندگی اور قرآن حکیم کی تعلیمات کے گھر سے صلح سے یہ بات گھر سے سامنے آتی ہے کہ احوال صلح سے مراد ایسے عمل ہیں جن سے دنیا کا توازن برقرار رہے، صلح معاشرے کی، فائدہ کی اور انفرادی زندگی متوازن بن سکے، اور انسان کو نفس مطمئن حاصل ہو سکے۔

سورۃ احزاب میں صلح کا لفظ گھر چہاں پہلی کے تعلقات کو احسن گوارا دے کے صلحے میں داخل ہوا ہے مگر اس سے ہمیں ایک دائمی قدر حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے
وَالطَّلُوعِ غَيْرُ (۱)
صلح بہت اچھی چیز ہے۔

اس دائمی قدر سے انسان کی زندگی کا توازن برقرار ہے۔ یہ آیت پر اظہار پر اظہار ہے اور ہر فرد اپنے دامن میں ایک اصول اور حکم رکھتا ہے۔ اور سے در تیسرے اظہار میں انسانوں کو ایک دائمی قدر صلح سے مل گئی ہے اور انسانی فطرت کی اس کو ردی کو اظہار کر دیا گیا ہے جو صلح کے دامن کو بار بار چاک کرتی ہے

وَابْشُرُوا عِبَادَ اللَّهِ الَّذِينَ اسْلَمُوا مِنْكُمْ فِي الْغُلَاظِ فَلَا عُدَاوَةَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَكُمْ

دور کے کافروں اور مکروں کا احاد کر لیں گے

وَالَّذِي مَقَّنَ اَعْلَانَهُمْ خُفْيَا ۖ قَالِ يَقُومُ الْغَيْثُ ۚ وَاللّٰهُ مَا لَكُمْ مِنْ
اِلٰهِ غَيْرُهُ ۚ وَلَا تَسْقُطُوا الْمِثَالُ ۚ وَالْمِيزَانُ الَّذِي اَنْزَلْتُمْ بِهِ
اَنْتُمْ اَعْدَافٌ عَلَيْهِمْ ۚ عَذَابٌ يَوْمَ تُحْجَرُونَ ۚ وَيَقُومُ الْوَلَدُ
الْمِثَالُ ۚ وَالْمِيزَانُ ۚ بِالْفِطْرِ ۚ وَلَا تَحْسَبُوا النَّاسَ شَيْءًا ۚ هُمْ وَلَا
تَعْلَمُوْنَ اِلَّا الْاَاضَافُ ۚ مَقَّنَ ۚ اَللّٰهُ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ ۚ مَا اَنْ عَلَيْنَكُمْ مَقْنَطَرٌ ۚ قَالُوا ۚ يَهْتَفُونَ بِهٖ
لَا تُفْرِكُ ۚ نَسْكَكُم بِمَقْنَطَرٍ اَوْ اَنْ تَقْعَلَ ۚ اَنْتُمْ اَوْ اَنْتُمْ
نَسْكَوْنَ ۚ اِنَّكُمْ لَآتَى الْاَعْلَانُ الْغَيْثُ ۚ (۱)

اور مدین (والوں) کی طرف ہم نے اُن کے ہمالی شیب کو بھیجا۔
انہوں نے (اپنی قوم والوں سے) کہا کہ اسے میری قوم اللہ کی
عبادت کرو کہ تمہارے لئے اُس کے سوا کوئی شیوہ نہیں ہے۔ اور آپ
قول میں نہ کرو۔ میں تمہیں سود حاصل دے گا، ہوں اور مجھے تم پر
اُس دن کے عذاب کا خوف ہے، جو تمہیں گھر لے گا۔ اور سے میری
قوم اہم انصاف کے ساتھ پوری پوری آپ قول کرو اور لوگوں کو اُن کی
چیزیں (بدیافتی سے) کم نہ دو اور زمین پر نفاذ نہ کئے گا۔ اگر تم
سواں ہو تو اللہ تعالیٰ کا طاعل کیا ہوا جو چاہے تمہارے لئے بہت بھر
ہے اور میں تم پر کھپانہ اور دار دہنوں ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ
اسے شیب کیا تمہاری صلوٰۃ جسے بھی عجز دیتی ہے کہ ہم ان ضروروں
کو چھوڑ دیں جنہیں ہمارے آداب اور ادب چاہتے تھے اور ہم اپنے لوگوں
میں بھی یہ تصرف نہ کر سکتے تھے کہ چاہتے ہیں، تم تو بے پردہ اور
نیک گردانہ والی ہو۔

کافرانہ زندگی کا ہر شعبہ خطرے کی زد میں

قریش تجلی کی ابتداء سے تھی اُن تبدیلی کو سمجھنے میں کامیاب ہو گئے جس
"نئے" بننے سے نئے پیدا ہو گئی تھی۔ انہیں دس "دھڑے" میں نظر آیا۔ دس "پاسی
نہیں بلکہ زندگی کے سارے رسم و رواج، سارے معاشی، سارے اور سب سے بڑا راجہ
قبائلی نظام، مابقی احساس تہ ذریعہ اسلام کی تعلیمات میں اضافی اصلاحات و مسودات
کے پہلو کو آج کے ردائی مسودوں سے بھی زیادہ واضح طور پر نمودار کیا۔
"میں نے یہ طور پر اس پہلو کو بھی کھلی کر دکھائی ہے۔ مشہور عالم کے ہاں
میں شامل کرنا چاہتا ہوں، پھر وہ اپنی آغوش اور چاندنی آغوش کے ساتھ مسد کیوں۔
ہو۔ جیسے جیسے اسلام کا چرچا، حد، قریش کی مخالفت بھی نہ کی۔ تم دو رسم و رواج پر اسلام
کی ہر جہت اور ہر گہر قریش کو توڑ نہیں سکتے۔

انہوں نے انہیں بھی اپنے اپنے اور اس ہی اسلام اور نظام سے ملتی تھی۔ اسلام
کے بنیادی اصول، احکام اور تعلیمات ہر دور میں چند ضروری تقاضوں، "امانت کے علاوہ
ایک ہی رہی تھیں۔ ہر مہی نے توحید، آخرت، آپ میں ہوں اور اصلاح، مہارت میں تھیں۔
روزہ، خلاق فی سبیل اللہ کی تعلیم دی ورائے پر ان کی انتہا سے "مہارت" صحت اور ان کی
مخالفت کے سبب بھی یکساں رہے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کفر کا ذہن ہمیشہ سے
"چاند" رہا ہے۔ حضرت شیب علیہ السلام مدین والوں کی طرف بھیجے گئے۔ اس کی دعوت،
تعلیمات و اُن کی قوم کے رویے کا ذکر قرآن مجید نے اس جامعیت کے ساتھ کیا ہے کہ ہر

ہر جماعت کے ساتھ قرآن و احکام کی تعلیم بھی دیتا رہا ہے۔ حضرت شعیب نے اپنی قوم کو رزقِ حلال اور چار تجارت کا حکم دیا، جس میں آپ قول کی کی بیشی نہ ہو، مصلوۃ سے واضح طور پر رہنما رہے، مگر یہ فقہ و تصنیف طریقیں میں پورے دین کے لئے مستعمل ہوئے، چنانچہ ان میں جس میں مہارت، معلومات اور فرائض و احکام سب شامل ہیں، خاص طور پر زکوٰۃ و صدقات۔ شرک اور منافقوں پر زکوٰۃ بہت کڑی کرتی ہے، جس کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے اصال کے بعد انکار زکوٰۃ کے کئے گئے ہو سکتا ہے۔ یہ صدق کبر و رضی اللہ عنہ کی فراست، ایمان اور استقلال تھا جس نے اس لئے کی جڑ کاٹ دی ہے۔ (قوم شعیب کا حضرت شعیب علیہ السلام کا حکم اراشید کہا استہوا کی ایک شکل ہے)

جماعتِ مومنین کی شیرازہ بندی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تبلیغ کے ساتھ جماعتِ مومنین کی شیرازہ بندی، ان کی تعمیر و تربیت اور ان کو احکام و فرائض و تعلیم بھی دینا ہے۔ نبوت میں آپ کو حکم نکالنا تبلیغ کا تصور دیا گیا۔ اس سے پہلے آپ ﷺ نے قریشی عربوں کو دعوتِ اسلام دی اور اولین مسلمانوں نے اپنے قریشی دوستوں اور قابل اعتماد عزیزوں تک سہم کا چھام نہ کیجی وہ یوں مسلحوں کی تعداد چالیس بیٹھائیں فرما دیں کہ آپ ﷺ کی۔ یہ اہل ایمان ایک دوسرے سے حرمِ خدا میں رہتے اور اشاروں، کلاموں میں گفتگو کرتے، چہ زبوں کی گھنٹیوں میں مل جیسے مل کر تہذیب پڑھتے اور اپنے رب کی عبادت کرتے، باہمی صلہ و مشورہ کرتے، اہل کرب و محنت و معیشت میں، یاد دہانی و وقت گزرنے کی کوشش کرتے، آپ ﷺ سے صلہ و رسالت اور اس کے احکام معلوم کرتے اور نذر کیجئے۔ اسی ابتدائی دور میں سورۃ المدثر نازل ہوئی۔ بہت سی مشنر روایات کے مطابق سورۃ اقرأ کی پہلی پانچ آیات کے بعد المدثر سب سے پہلے نازل ہوا۔ اہل سورۃ ہے جس میں ”پہلے نبی کے لئے اٹھ اعراس ہونے کا حکم دیا گیا“ ہے، رب کی عبادت کرنے کا فیصلہ آپ کے پر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ پاکیزگی کا حکم آپ کو دیا، جو امتِ مومنین کو دیا گیا اور بت چلی اور تمام مصلحتوں سے اہل ایمان و رعا کا کیا۔ معاشی و احکام میں اس بات کو اولیت دی گئی کہ معاشرے کے خیر سے کسی پرکھنا نہ دیا جائے اور اس سے ”بے راستے پر چلنے والوں کو سر کی تلقین کی گئی اور ہم بھی پہلے رب کے لئے۔“ مصلوۃ اور ہمیں ”اس لئے کو اپنا کمالی ایمان پر حکم کا ساتھ دے کر کیجئے۔“

(اور ان کو نہ کوچ نہ ہائیں) جو ہم نے ان میں سے کسی طرح کے لوگوں کو دے رکھی ہیں اور نہ آپ ان چیزوں کے نہ ہونے پر افسوس کریں اور افسوس کے لئے اپنے راہ چکا دیجئے (میں طرف پرانہ ہے بچوں کے سے چنے اور پیکار دیتے ہیں)

اس قرآنی باب میں کے لئے بتائی دور میں مسلمانوں کی زندگی اور مردانہ کائنات کی اور زندگی کا نقشہ نگاروں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مشرکوں کو حاصل تمام باتیں صرف سورۃ فاتحہ کے سامنے نقلی حضور ہیں۔ ان سات آیتوں میں ۱۰۰ مئی روح ہی طرح سے کرتی ہے کہ جس طرح ہماری "تنگوں کی چنگی میں وسیع آسمان سے" آجاتا ہے اور جی تو یہ کہ ہادی یہ تنبیہ سورۃ فاتحہ کی وحیوں کو سمیٹ نکلتی سورۃ فاتحہ میں ہمیں اپنے رب سے اپنی شریک سے رو دیکھ کر ہونے کا یقین اور احساس ہوتا ہے اور ہم اس کی حمد پال کرتے ہیں اس کی دیکھی اور ہم اس کے سامنے روں میں غوطہ کرتے ہیں۔ درودِ شریعت میں بھی ان کی طرح اس کی حاکمیت کا اور انک کرتے ہیں۔ اس سے دعا کرتے ہوئے اس کی حمد و ثناء کا قرار کرتے ہیں۔ سورۃ انسان کی روحانی دعا سے جو کمر ہوں اور عبادہ اور غمراہے الگ ہو کر اپنے سے نجات دہانیت اور جنت طلب کرتی ہے۔

اس وقت مسلمان انڈی "سائنس" سے وہ ایمان کی ذوری کو پکارتے ہوئے شرک کی تمام قوتوں کے خلاف ہر آراء سے انہیں دہم دیا دینے کے لئے قیام دی جادری سے کہ وہ وسوسہ یا فکری کا غم نہ کرے اور حضور ﷺ سے گریہ جادہ کہ تمہاری شفیقت سب سے بڑی رحمت اور حالات کے سورج کے مقابل میں یہ رحمت ہے۔

زمانے کے مقابل تھا، مگر اپنے رب کے ساتھ

جیسے "عرض کی کیا کہ اسد کی حاضری تہج حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانہ شروع کی۔ آپ میلوں اور باروں میں شریف سے ہاتے، دہرتے آئے وہ سے دس اور تاجروں کے پاس جاتے اور انکی توحید کی دعوت دیتے۔ وہ چند اسی جس کو "امدادت" کی خبر قرآن مجید نے دی ہے آپ کے پیچھے پیچھے ہرجم میں پہنچی آپ کا مسکن "زنا اور انہیں سے کہا کہ اس شخص نے ہماری کو بھائی سے جدا کر دیا اور میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے، ان سے مسودوں کا مذاق اڑاتا ہے، اس کے چاندوں کو کھسکا چکا۔

کی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ سب قریشیوں کی مخالفت کا سامنا اپنی سے فرماتے اور بار سے آنے والے آپ کے دے راہی اور ارحل کا موازنہ قریش کے حمل سے کرتے اور یوں ان کے سے حضور کی کریم ﷺ کی دعوت کی طرف پھٹتے گئے۔ اس کے اس طوفان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داسم مسلسل حرم شریف جاتے رہے، وحالت کا خوف کرتے رہے، مقدم پر ہم پر زور کرتے رہے۔ ہاں وہی کہ مرہمی اللہ شہر و جنت کی کہ وہ آپ سے دور ہیں، ہاں دعوت "ابوکر صدیق" جہاں تک ممکن ہوتا ہے کہ رہتے اور حب قریش کا ہر عمل کا قابل برداشت ہو جاتا تھا آپ کی مخالفت اپنی ساری جہان کی قیمت پر کرتے۔ صدیقِ کبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ حضرت حمزہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اکبر صحرا ہجرت جاتے اور آئندہ کفر کے سامنے کھڑے ہوا کرتے بلکہ

حضرت حمزہؓ نے سرور کائنات کے ساتھ بڑھیں کی دوسوی درگاہ میں بی فرستے ہی شکار سے واپس پر حرم کا رخ کیا اور مجمع آسمان پر شمشیر نکال کر ان کی پناہ میں آجھل سے سر پر ہاتھ مارے داری کہ کمان ٹوٹ گئی، اور آپؐ نے اعلان کیا کہ سن لو احقر و مسلمان ہو گیا ہے۔ یہی طرح حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے پر اہل ایمان نے اس زور سے اللہ کبریا کو مدد کیا کہ حرم کعبہ تک صدارتے بھیج کر بھیج گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خات کعبہ کا طواف کرتے تو سردارانِ مکر آپؐ کا ہتھیار اڑاتے، ایک دوسرے کو شارب کرتے اور چھٹے مار کر ہتھے۔ ایک دن قریش نے آنحضرت ﷺ کی پشت اور کندھوں کے درمیان خون آلود اور چھڑی آس وقت اہل دی جسے آپؐ کعبہ میں تھے اور آپؐ کا دم چھٹے لگا۔ اسی وقت حضرت فاطمہؓ شریف، میں اور ان بوجھ کو اٹھا کر آپؐ کے جسم سے الگ کیا۔ آپؐ کے جسم کو صاف کیا اور قریش کو برا بھلا کہا، رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر اپنے ہاتھوں کے لئے ہلکے اور ہمیشہ کافروں نے ہتھیار کی دعا کرنے والے کے ہاتھوں سے تھیں جس پر یہ جادو باندھ سکتی

اسے رب کعبہ قریش کو چکاڑے، عمرو بن ہشام، حذیفہ بن یدیعہ، ولید بن حذیفہ، عمار بن ولید، اسے میں ظف اور حذیفہ بن ابی سعید کو چکاڑے۔

اور جو ام فرکان، جو ام دران کی چکاڑاں تھیں۔ جب ان کے لاشے خاک و باران چڑے ہوئے تھے، سورج کی بے ہر کر میں طراب آئی، بن کر ان کا کھسار دی جس میں کیا۔ میں اس پر بی طراب کا آغا ز ہو گیا تھا۔ یہ وہ تھے جن میں سے ایک نے آپ ﷺ کے چہرے اقدس پر تھوکا تھا، ایک نے آپ کی گردن پر تھوکا تھا، ایک اس زور سے کھنکھاتا کہ آپ کی کعبہ جیسے حدہ چشم سے ہر لنگ آئی تھیں، ان میں دو تھا جس نے آپ کے چہرے اور سر پر تھوکی، تھی، ان میں ایک دو تھا جس نے آپ کی پیٹھ مبارک پر دھجڑی ڈالی تھی، یہ سب زمین کا بوجھ تھے اور زمین انہیں قبول کرنے سے انکار کر رہی تھی۔ حسان کے لاشے مارے تھے اور میں پھینک دیے گئے

حرم کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب بیسے ظلم کئے گئے تو آپ

نے ان ظالموں کو ان کے انہام سے باخبر کر کے رسالت کا حق ادا کر دیا۔

ایک اس حضور کی کریم ﷺ مقام اور اہم پر ہمارا داکر ہے تھے تو حذیفہ بن ابی سعید نے آپ کی گردن میں ہڈی پادور ڈال کر اس زور سے چھبکی کہ آپ ﷺ زمین پر گر گئے اور قریش کے کئے آپ ان دغا سے نفرت ہو گئے، حضرت ابوبکر صدیقؓ طیار کا کر چپکے اور چپے چپوں کو زمین سے اٹھایا، حضور ﷺ کو مارے فارغ ہونے کو آپؐ نے سادہ کپ میں بیٹھے دھڑکنے اور قریش سے باخبر کر دیا، ان دنوں کی قسم جس کے ہاتھ میں کریم ﷺ کی جان ہے کہ تھوڑی طرف جھپک دیا کرنے کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو اس میں جھپک دیا کہ جیسے کسی کو ذرا کی چار ہو، اور اصل سے کہہ کر کھرا اقم ہا دان تو نہیں ہو۔ کیا ہوا ایک دن میں زور سے ہوا؟ آپؐ نے اہل اہل کو غائب کرتے ہوئے کہا کہ تم بھی اس ہی ذبح کرنے والوں میں سے ایک ہو۔

سردارانِ مکر کے الزام میں صرف اللہ کا رسول ہی اس لیے میں دات کر سکتا تھا۔ ایک وہ انسان ہی ان کفر زادوں کو ان کا انہام دیکھا سکتا تھا جس کے رب نے اس کے لئے عقل کے منہ کو کھول کر دل بنا کر پیش کر دیا، جو ہے اس سے سب سے یہ یقین دہاؤ ہو کر جہاد میں جس کو کوس سے سمجھا کر رکھے گا۔ لہذا وہ کر چہ دین سورت سے ترس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کی کس حفاظت کی یقین دہانی کا اظہار دیا گیا ہے جس نے آپؐ کے رب نے آپ ﷺ کے ابتدائی دور ہی میں مظلوم کر دیا ہوگا

بِقَائِلِهِ الْمَرْسُومُ بَلِّغْ مَا أَمَرَكَ إِلَيْكَ مِنْ بَيْنَاتِهِ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ لَمَّا
بَلِّغْتَ رِسْقًا وَاللَّهُ بِمَعْصِنِكَ مِنَ النَّاسِ مِنَ الْمَنَةِ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ (۱)

اسے رسول! جو کچھ آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی طرف سے نازل کیا
حمایا ہے، اُسے (لوگوں تک) پہنچا دیجئے۔ اور اگر آپؐ نے ایسا نہیں کیا
تو رسالت کا حق نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ آپؐ کو لوگوں (کی اہمیت

رسالی) سے مخلوق رکھے گا۔ یہ ملک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اخلاق رسالی کا ایک نکتہ یہ ہے کہ طاقی صفات ایک دوسرے سے سرخشاہت پرست ہوتی ہیں، دوران کے درمیان تناسب و توازن کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ اس کے بغیر خلق ایک گل نہیں بن سکتا۔ پھر اخلاقی صفات و اعمال میں مہارت کے بغیر کسی اخلاقی کے بارے میں کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ ایک نئی اصطلاح ضرورت کا نہیں رکھتے، اس خوب و اذیتا ہے، لیکن اگر کسی وقت اس کے مزاج میں برسی ہے تو وہ انہیں نئی سے بھڑک اٹھتا ہے۔ لیکن اگر یہ نئے اہل ایمان میں پیش ہوں اور اسوۂ حسنہ سے اسی اخلاقی دلکیت کا سہارا دے ہے۔ آپ کا صبر، اشتغال سے بڑا ہوا تھا، اور اس اشتغال میں اقامت کا رنگ ہر ہوا تھا، مگر اشتغال، اقامت، شجاعت اور بہادری کی انتہائی صورت تھا۔ جب آخر کار شعلہ زہر سے بچا دیا، اور حضرت اور علم کی تصویر بنایا تھا آپ ﷺ نے ان کو بے ثباتی سے ساتھ اس کے دماغ کے سامنے کی جردی۔ اس شجاعت کا دوسرا پہلو آپ کا حضور و مژدہ ہے۔ جس کی جاں کے دشمن مگر کے دن سر ہٹائے، اور حکمت کے ساتھ آپ ﷺ کے بیٹے۔ شکر ہے تو آپ ﷺ نے انہیں لاکھوں علیکم السلام کی بشارت دی۔

تو اس کی صفت آئے دے صفات میں، آپ ﷺ کی دوسری اخلاقی صفات تھیں۔ تھکر سے کتا تھروں تر ہوتی جائے گی، ہم بتاتی تھی دور میں آپ کے ہر اور حق کی روشنی آپ کی قربانی اور سب کچھ ناکارے کے ہاب میں صرف ایک اور واقعہ پیش کرنے کے جو صحت کریم کے ہر کی چند شاخیں پیش کریم کے ایک نئے مکتب نظام کا سرچشمہ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا ایک نقش و آرا آپ ﷺ کے ہر کافر ہے۔ اس واسطے سے ہم یہ حقیقت بھی اپنی صحت اور پہلوؤں کے ساتھ واضح ہو جاتی ہے

النبي اؤن بالنعوئین من انفسهم (۲)

نبی (ﷺ) مسنونہ پر خود ان کی ذات سے نرودا حق رکھتے ہیں۔

اس قرآنی ارشاد سے اس حدیث کے معانی کا بروکھ ضرور ہو جاتا ہے

لا تومن من احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولده والناس اجمعین (۳)

تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اپنے والدین، اپنی اولاد، تمام انسانوں اور ساری دنیا سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔

اس واسطے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ "طبی انجمن اسلام و عارفانہ و درویشانہ" نے کسی طرح حب رسول کو محسوس کی زندگی کی حقیقت بنا دیا تھا۔ ایک دن حرم کعبہ میں قریش کے سرداروں نے نبی اکرم ﷺ کی تعریف لکھ کر دیکھنے کے لئے ہر طرف سے "پ" کو اپنے گھر لے لیا اور پورا دارال کرامت آپ کا گھر گھونٹنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جانے کے لئے قریش کے سرداروں کو دعا دینا اور پیچھے نہ شرم نہ کیا۔ آپ روئے جاتے، اور کہتے جاتے کہ تم تمہیں کو صرف اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ یہ کہتا ہے کہ خدا میرا رب ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حرمانت سے کافروں کے بیٹے میں اضافہ ہوتا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ پانے اور سخت کوئے دے جوتے سے آپ سے چھوڑ دوسرا بے پراستی نہیں لگ سکتا کہ چھوڑ خون میں ڈوب گیا، اور دم کی جہ سے خود فانی ہو جینے سے نہ جاتے تھے

نبی خیر ہے کہ بے ہوشی کے عالم میں اٹھ کر لے سکے۔ موت ابوبکر چھوڑ کر گزری۔ انھوں نے بعد جب ہوش آیا تو جو فرقہ رہا ان سے لڑا ہوا ہے وہ بھی سکے کہ رسول اللہ تو غیرت سے ہیں؟

"پ" کو اپنی قبائلی حیثیت کی بنا پر بچا کر اسنے واسطے فاکہ جو قہم براہم کہے گئے کہ بھلائی پر انھیں، اسی کا ذکر ہے جس کی جہ سے اس حال پہنچے۔

اہم میل مسلمان ہو چکی تھیں۔ وہ جب قریب آئیں تو ان سے بھی بیک سو گیا۔ انھیں نے اشارے سے کہا کہ کیسے بتاؤں، آپ کی والدہ اس میں لی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اس کے سامنے مادد کوئی بات نہیں، ہم ہمیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سے

سے مطلع فرمایا تو بے ساختہ اللہ نہ کہا۔ جب (حضرت ابراہیمؑ کو) کوئی مشروب پیش کیا گیا تو چنانچہ محمد ﷺ نے لگا کر دیا اور کہا کہ اللہ کے فضل سے میری پیہر ہے کہ چہرہ پر پائے رسول اللہ دیکھے بغیر نہ کچھ کھاؤں گا۔ پیسے کا جب قبیلہ سے چلے گئے تو ابلیس اور دوزخ میں جس کا سہارا کر رہا رقت سے بنے آپ کو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ جو کڑی دعا داروں کے اس غفل کو دیکھ کر رگڑی مروت کی تحسینوں میں موقیٰ چھٹنے لگے۔ دوسو توفیق پر مستزاد سن وہ کثیر نمودار ہوئی جس میں مستقل کے پردے میں ہمیں پہلی اسلام کی ساری کامیابیوں اور حالات کی روشنی تھی۔ صاحب غلط عظیم ﷺ سے حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا شہرہ ادا کیا۔ میں وہی تھا کہ اس کا دل اسلام کے سے کھل گیا اور دوسمان ہو گئیں۔ (۴)

دار ارقم - پہلا دارالاسلام

سوت کے تیسرے سال تک اسلام قبول کرے اسے حرم کعبہ میں داروں میں، مکہ معظمہ کی دو دیوں میں ایک دوسرے سے ملے اور چھپ کر مکتب کرتے۔ تبلیغ کا تیسرا سال تھا حضرت ارقم بن ابی ارقم کا جو وہاں سے منور ہو گیا۔ اس کا مکان مامورہ کو دارالاسلام سے ایک سو دو صد کے قریب تھا۔ انہوں نے اپنا مکان بن کر یکم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلام مانے داروں کے لئے وقف کر دیا۔ یہ واقعہ میں میں "دارالاسلام" تھا۔ حضرت ارقم بن ابی ارقم سے توفیق یا تمییز ہوئی مسلمان تھے۔ انہوں نے غلو کی قدسیہ حضور بنی کریم ﷺ کی صحبت کر دیا۔ اس لئے انہوں کی محرابیں غصب ہو گئے تھیں۔ دارالاسلام کی فیض پارا اور ایمان آچار فضا میں سعید و مسکین اور دست راست مہربان ﷺ پر بیعت لی جان کرتیں۔ اس مختصر سے مکتب میں "پاکستان قرآنی کی مسلسل صدائیں تھیں ابلیس کی طرف ان کو تھیں۔ انہوں نے کعبہ رندہ فرمایا تھے، اور ان مذاکرانہ رب اور ان کے رب کے درمیان دوسروں کی مداخلت کہتے کہ قرآن کی اور نہ اس سے پہلے جنگ و جدال کے امکانات آسانی سے پیدا ہو جاتے۔ ایک بار میں کہرام ایک پہرہ کی کھلی میں غماز اور کر رہے تھے کہ کافروں کے ایک گروہ نے دیکھ لیا، تھوڑا اور فضول شروع کر دیا یہاں تک کہ انہیں دھمکی تک پہنچ گئے۔ جو صحت میں پر رضی اللہ عنہم بزرگوار کا صبر سے متاد کر سکتی تھی، مگر گروہ مشرکین نے سلام اور بنی انرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کچھ نا اہل یا بگڑے ادا کئے۔ اس پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ایک کافروں کو ان کی ایک بی بی بچی سے صرب لگائی اور اس کا سر پھٹ گیا۔ یہ اسلام کے راستے

میں جو دکا "قطر" کا لڑتا تھا۔

اور رقم مسلمانوں کے لئے ایک پناہ گاہ کا دروازہ کھلتا تھا، لیکن سو شرے سے بھینسا
تعلق جو کروہاں رہتا لیکن نہیں تھا۔ پھر ان لوگوں مسلمانوں میں سے کسی مشرکین کے غلام تھے۔
یہ مشرک مسلمان ہوئے کی "سرا" کے طور پر ان پر غلام کے پناہ گزرتے تھے۔ اس مسئلے میں پہلا
نام جو ذہن میں آتا ہے وہ حضرت بادل رضی کا ہے۔ حضرت خیاب بن ادرت رضی اللہ عنہ
تعلق اگرچہ قبیلہ عجم سے تھا، لیکن غلام بنا کر مکہ معظمہ میں بیچ دیے گئے تھے۔ حضرت مسیح
رومی بھی غلام بنا کر مکہ معظمہ میں بیچے گئے تھے۔ حضرت زہرہ حضرت عمار اور حضرت عمار کی
والدہ حضرت سیدہ بھی عرب سو شرے کے غلام بننے سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس سب پر اس نے
مالکوں کے غلام و ستم اچھا کئے۔ ان کے علاوہ عرب کے معزز گھروں کے جو بچے جو اس
ہوئے، ان کے عزیزوں نے انہیں راولی سے بٹانے کے لئے طرح طرح کے آزار دیئے۔
ان کے غلام اور ان مسلمانوں کا سیرکار دنیا انسانیت میں میرا اور تبارتہ قدی کا تقسیم باب ہے۔

اولیٰ مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ عمر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی۔
تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہی نہ تھے۔ وہ سب سے پہلے تھے۔ وہی مسلمانوں کی عمریں
اور طاقتیں سب سے بھی کم تھیں۔ یہ دو خاندان شہاب حق تھے جن کے ملی معاشرے اور کسی طرح کے
مذاہب و فساد میں نہیں تھے جو انہیں قبول حق سے روک سکتے۔ راولی میں ان کے صبر و
استقامت اور ادرت اور شہاب کے اپنے پیشانی پر لکھا ہے۔ تاریخ و سیرت اور عقائد اچھے سے متعلق
کتاؤں کے مطالعے سے یہ بیان فرما کر حیران رہ سکتے ہیں۔ تاریخ و سیرت اور عقائد اچھے سے متعلق
سے کہ قرآن مجید کی احکامات اور احادیث سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کے علاوہ وہ سب تھے جنہیں اللہ
حیات صحابہ پر مشتمل تھے ان کا باندھنے سے ان کا دنیا کرین تاکہ ان کو صبر و معیاری نمونے (دور
اول) (اہل) اور سے سامنے کریں۔ جناب محمد یوسف کا نہ صوفی طبع ان صبر کی کتاب حیات صحابہ کی
نہیں حدود کا ترجمہ اردو میں جو چکا ہے۔ حشر میں جو سلاوا تھا اہل احسان الحق۔ اسے اپنے مطالعے
کی جلدی کتاب میں شامل کر لیجئے۔

صحابہ کرام کا صبر

ہم اس دور "رائش و بھلا" کے چند واقعات پیش کر رہے ہیں۔ ان سے آپ کو اندازہ
ہو سکے گا کہ ایمان کے مقابل جان قربانی کی کوئی قیمت نہیں۔ سچین عالمین نے اپنی زندگی کی
قیمت پر اسلام کا پٹلا۔

حضرت عمارؓ اور ان کے والدہ حضرت یاسر رضی اللہ عنہما اور ان کی والدہ حضرت سیدہ سحر
ان کے آقا محمدؐ کی اور شہید رہیں پر گریوں کی وہ پیریش بہت دس باندھ کر ڈال دیئے۔
ایک دن جب وہ یہ اہمیت برداشت کر رہے تھے تو رستہ کا پہنچنے کا اہم سے حضرت عثمان
کے ساتھ گزر رہا تھا۔ اپنے رسول اور وہی اللہ کا کوئی کچھ کہ حضرت یاسر کے انہوں نے یہ فریاد بھری
کہ یہ رسول اللہ ﷺ (کے ایک) کیا ہم سے تک ہیں نہیں تھے۔ ہر کار وہاں اللہ کی
آکھیں بھیگ گئیں۔ آپ نے مظلوم سے کہا: "ابو سحر! یہ سب تو میرا کارہ ہے۔ اپنے رب سے ڈر
فرمائی۔ دارالہما! اس پر کسی مظلوم فرما۔ یہ دونوں بٹلے نہوت سے بھڑے کی حیثیت رکھتے
ہیں۔ افسوس! طرف مظلوم کی بہت اذیت کی اور دوسری طرف رب کا ناس سے مظلوم کی وہ۔
مظلوم کی اذیت میں سے کہ تو سناؤ۔ اپنی بھی شامل ہے۔ غم سے نہوت سے۔

ابو جہل کی پوری زندگی ایک مسلسل تاریکی تھی لیکن اس کے سب سے بڑے گناہوں میں یہ
بھی ہے کہ اس نے حضرت سیدہ جنتی شہیدہ کو اس کی سہیلی سے فرار کر دیا وہ شہید ہو گئیں۔
اسی طرح حضرت یاسرؓ اور ان کی تاب نہ کر رہے۔ رب سے حضور ﷺ کے لئے یہ وہ شہید بن
دیا جسے کہہ دیتے "دست" کے یوں پر یہ لکھ ہوتا کہ "وہ کہہ کی قسم ہم نے اپنی مراد پائی۔"

فراق کرنا چاہتے تھے قرآن حکیم کے آجیے میں۔ ۷۲

عبداللہؐ پر ایسا حسد نہ رہا جس پر اس طرح کھینک لی گئی کہ دنیا سے مختلف مذاہب و ادیان
تخلی کے نتیجہ میں اس کی ضرورت تھی

فَاضِلٌ لِّلْكَوْثِ وَقَالَ اِنِّیْ فُضِّلْتُ عَلٰی رَافِیْ ۙ اِنَّهُ هُوَ الْعَرَبُ
الحجۃ ۱۵ (۱)

میں (اللہ پر) افضل ہے آج کے دن کے لئے میں ہے رب کی
خیر امت کرنے والا ہوں۔ وہی غالب اور عکث (۱۵)۔

میں نے ان کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں (میں نے فہم حاصل کر لی تھی)۔ یہ سبق
سبق میں حضرت ابراہیمؑ کا قول معلوم ہوتا ہے لیکن اس بات کا بھی قرینہ ہے کہ یہ بات
حضرت لوطؑ سے کہی ہو اور تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات دونوں نے کہی ہو
کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سچو سچو حضرت وہابؑ سے سچو سچو جنت فراتی
اور وہ اسلام کے عہد میں ہی بدعت سے پیچھے گئے۔ اللہ تعالیٰ انبیائے کرم کے لئے اس کی
بیتوں کا انتخاب فرما تا تھا اور یہیں تک کہ حضرت محمدؐ کو نبی کریمؐ کے لئے مسوحت
فرمائی گئی۔

دوسروں کو ہجرت کا حکم دیا۔ وہ دس کاروں میں سے ہے کہ خدائے میں انہیں
برہمچاریوں میں بھیج دیتی ہے اور وہاں حبس رکھتے ہے اور ان کے اس حکم میں جو عداوت و عنایتیں
ہیں وہ ان سے پوری طرح واقف ہے۔ یہی ہے جو سچو سچو محمدؐ کی ہے اور یہی کا خدو
اور غالب ہو کر رہا۔ ہجرت نے وقت اللہ پر سچوں کے قتل کا یہ نہ ہوتا ہے کہ کوئی
اللہ پریشانی کی حیثیت سے مگر وہ پریشان نہیں کر سکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ اس طرح رہے کہ ان کی ہدایت کے
لئے سرگرداں اور ان کے کفر سے بے راہ تھے۔ جب ان کی قوم نے ان سے اپنے قوی تیر
میں چلنے کے لئے کہا تو نفل انہی صلیو (۲) میں چاروں۔ "میں چھوٹے سے گئے اسی

۲۶ انجیل

الفاظ پر چاہتے تھے قرآن حکیم کے آجیے میں۔ ۷۳

معلوم ہو کہ قوم کے ساتھ رسول کے قتل کی پوری داستان منہ آئی ہے۔ مگر یہ کہ تیار
نہ کی جیسے لئے سب سے بڑا اور گ ہے۔ یہاں حکیم میں تاری کے ساتھ بڑی کامیاب
ہی منہ آیا ہے جو خدا کی تاری یا تاری کی طاقت ہے۔ مختلف زبانوں میں یہ بیان کیا
سچو رہا ہے۔ کسی بات سے انتہائی بڑبڑا رہی کے انگریزی زبان کا بھی وارد ہے

I am sick of it

جب قوم والے اپنے تئوں میں شرکت کے لئے چلے گئے تو حضرت ابراہیمؑ نے
کے معبد میں ان کے بتوں کو توڑ ڈالا کہ وہ اپنے معبودوں کی بے بسی اور بے کس کو دیکھیں۔
نہ دو اسبق ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا اور آگ آپ پر گزرا
گئی۔ کفار کی اس شکست کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حدیث فرمادی

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاہِقٌ اٰتٰی رَافِیْ ۙ صٰلِحٌ (۳)

اور (ابراہیمؑ) کہا کہ میں تو بچہ رب کی طرف چاہنے والا ہوں
(ہجرت کر رہا ہوں)۔ وہی میری بھائی کرے گا۔

نہ آج قرآن سے ہجرت کا عقلی معلوم سامنے آتا ہے۔ انبیائے کرم کو چاہ
ہو اور انسانوں کی ہدایت ہر چیز سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ وہ یمن کی لفظوں گھر کے
اور احباب کی مصلحتوں، مانوس ماحول اور ہر آرام و پیش کو شادمانی پر قربان کرنے کے لئے
نہ دے تھے۔ یہی کہ چاہتے تھے اپنے ساتھیوں کو صرف علم سے بچنے سے نہ ہجرت کا حکم
بلکہ دینہ آفری رسولؐ کے لئے تھا کہ ہم میں اسلام کو پھیلانے کے لئے سے ہمیشہ
ہوئے نہ ہجرت دی۔ دینے کے لئے ہجرت میں وارد کئے کے لئے ہجرت اجداد
ہوئے نہ ہجرت کا نام ہے۔ کہ وہ میں مسلسل اجداد کے جذبہ کو نہ دیکھنے کے لئے ہجرت
ہوئی ہے۔ اسی سے ہم نے ہجرت کو فراق نبیؐ و اسبق میں مانوس ماحول میں قرار دیا
ہجرت نبیؐ کے لئے تھا کہ وہ ہمیں ہر دوسری کی سبیل اللہ جاری رہتی ہے۔ قرآن حکیم
نہ ترجیح اور فاقہ ہجرت و جہاد کو واضح فرمادیا ہے

لئے۔ اس پر یہ سرائیں، یہ لائی یا محسوس ہوئے نگہ و رائیوں نے عوالمیک سمارت پہنچے
کا فیصلہ کیا جس میں مرد بن العالم اور اچھل کا بھائی عہد اللہ بن ابی مرید شامل تھے۔ اُن کے
ساتھ تھائی کے لئے پیش کرتے تھے۔

نبیؐ کی قریش کے وفد کے ساتھ شریفانہ برادری، لیکن مسلمانوں کو اس سے خواہ
کر کے کہتے تھے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو بھی اپنا وقت پیش کرنے کے لئے اپنے دربار
میں جایا، مگر اُس کے متنازع شریروں اور پادروں نے کہہ کے وفد کی حمایت کرتے ہوئے
مسلمانوں کو دیکھنے کا مشورہ دیا تھا۔

مسلمانوں نے نبیؐ کی دربار میں حاضری دیتے ہوئے اُس سے امداد طلب
کی، "ادنا و سلامت" اُنہ دے لے آپ سے رو بہ پیش حاضر ہوئے کی اجازت پوچھتے ہیں، "حق
رسد اور خدا آیتا ہے" نبیؐ کو یہ دوسرے علی حد پسند آئی اور جب مسلمان دربار میں پہنچے تو اُس سے
قریش کے دو سو بیٹیوں سے پوچھا کہ کیا ان مسلمانوں میں سے کوئی تمام ہے جو اپنے نامک
سے بھاگ کر یہاں پہنچے ہو؟ عمر ابی اسد بن زید کا جواب ملی تھا۔ نبیؐ نے
ار وقت کیا کہ "کیا ان میں جڑب میں سے کسی پر تہاد قریش ہے، جو اُس نے ادا کیا ہے؟"

جواب پھر ملی تھا۔ "نہ کوئی تو یہ کہہ"۔ یہ لوگ دینے آئے تھے مگر کئے ہیں اور ان سے مجبور
کو برا بھلا کہتے ہیں۔" نبیؐ کی اس بات سے مسلمانوں سے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ تو حبیہ
رسالت، ایمان، آخرت، عدل اور صداقت کے ذکر کے بعد حضرت مخضرم ابی طالب نے سورہ
مریم کی آیت کی تلاوت کی۔ "مخضرم کے یوں سے آیت ملی چشمہ ہدایت کی طرح
چاری آگئیں۔" نبیؐ اُس کے دربار میں اور عیسائی پادروں اور یہودیوں کی آنکھوں سے
آنسو پاری ہو گئے۔ حضرت راکب، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد حضرت مریمؑ
قدس سرہا ہو، واذ کونہی المکتب مزینہ (۷) اس طرح جبرئیل امین اُس کے پاس سے
اور اس طرح پاک اور سکون میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، نبیوں، اور اس طرح اپنی قوم
کی طرف لوٹیں

فَلَمَّا سَأَلْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ لَقَدْ جَنَّبُ شَيْءًا هَرَامًا ۝
يَتَأْتِي هَرُونَ مَا كَانَ لَكَ بِأَنْ تَكُونَ مَعَهُ وَمَا كَانَ لَكَ بِأَنْ
تَكُونَ مَعَهُ ۝ فَلَمَّا سَأَلْنَا كَيْفَ تَكُونُ مِنْ كَانَ لِي الْمَهْدِي صَبِي ۝
فَلَمَّا سَأَلْنَا عَنْهُ اللَّهُ تَعَالَى الْمَكْتُبَ وَجَعَلَنِي سَبِي ۝ وَجَعَلَنِي سَبِي ۝
أَبْنِ مَا كُنْتُ وَأَوْحَى بِالْمَلَكَةِ وَالْمَلَكَةُ مَا كُنْتُ حَتَّى ۝ وَبَرَأ
بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْ لِي جَارًا لَهَا ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ
وَيَوْمَ أُمِّرْتُ وَيَوْمَ أُنْفِثُ حَتَّى ۝ (A)

پس مریم اپنے بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ وہ لوگ
کہنے لگے اے مریم! تو نے بڑی بات کی۔ اسے باران کی بہن اور تیر
بچہ نہ آتی تھا اور نہ تیری ماں باپ کی اور بے راہ تھی۔ مریم نے اپنے
بچے کی طرف اشارہ کیا۔ تو مریم نے اپنے بچے کو کہہ دیا کہ تم میرے
اس بچے سے کیسے بد کہیں۔ اس پر بچے نے کہا کہ میں عہد اللہ ہوں
اور میرے والد نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے اپنا شیخ بنایا ہے اور مجھے
بائیدگت بنایا ہے۔ اور میں جہاں بھی جاؤں اور جب تک زندہ ہوں
اُس نے مجھے نماز اور روزہ کا حکم دیا ہے۔ اور اُس نے مجھے اپنی ماں کا
خدمت گزار بنایا ہے اور اُس نے مجھے سرکش و فحش نہیں بنایا ہے اور
مجھ پر اُس دن بھی سلام ہے جب میں پیدا ہوا اور جو میری موت کا دن
ہے اُس دن بھی سلام، اور جس دن مجھے دوبارہ زندہ کیا جائے اُس
دن بھی مجھ پر سلام۔

مسلمانوں نے اُس دن بھی پھر دی اختلاف اور تعلق کا حق دیکھا، جس دن اُس
کے مستقبل کا فیصلہ ہوا تھا۔ حضرت مریم علیہ السلام کی عصمت کی ایک اور حسی شہادت تو
انجیل کے اندر بھی ملتی تھی، اور اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن ابیہ کی جگہ اُس کی

زبان سے عہد اٹھ گیا اور کس طرح ان کے وجود کی برکات بیان نہ کیں۔ نبیؐ کی سادہ زبان میں موجود پاروں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے "ابن اللہ" ہونے سے انکار پر غور کیا اور نہ مگر نبیؐ نے کہا کہ حق کے پیدا کرنے اور رست کی قسم میں نہ اس سے کم ہے اور نہ زیادہ۔ قرآن کی آیات نے ابن مریمؑ کی عظمت و صداقت کو کس طرح پیش کیا تھا کہ صداقت دل میں اتاری جاتی ہے۔ نبیؐ نے قریش کے وفد کے وفد کو دیکھ کر کہہ دیا اور وہ ۱۱ مکرہ سطر واپس چلے گئے۔ (۹)

میرا درجہ سوکن کے کیسے مرتبہ ہیں جو مکرہ، شرک اور مبعوث کی جرأت دینے آتا۔

یہ ہر ایک مسلسل اور جاری مرحلہ ہے بلکہ یہ مراحل کا ایک سلسلہ ہے۔ یہ وہ نجات حق میں ملنے کے لیے تھا کہ اللہ کا رتبہ ہے اور ان میں سے بیشتر اپنے اس قول پر یوں ہم گئے کہ ہادی تعالیٰ کی حقیقی شہادت ان کی زندگی میں کی۔ یہ حضور ﷺ کا میرا اور استقامت حق، مسوئوں کے لئے نمونہ بنی اور وہ آپ ﷺ کی امت کی قیام میں گئے

اِنَّ الْمَدِيْنَةَ لَنَا وَلَمَّا اَسْطَفَا نَضُرُّوْهُمۡ عَلَيْهِمۡ الْمَلٰٓئِكَةُ
لَا يَخۡصِفُوۡهُمۡ وَاَنۡهٰی سُوۡرًا وَاَنۡهٰی سُوۡرًا وَاَنۡهٰی سُوۡرًا وَاَنۡهٰی سُوۡرًا
نُؤۡدِلُوۡنَ (۱۰)

ہے ملک میں لوگوں نے کہا کہ اللہ کا رتبہ ہے اور اس قول (وہ قید) پر دوزخ گئے اور ہم گئے، اُن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور اس قول کے ساتھ کہ خوف کرو اور دوزخ اور جہنم اسی جنت کی بنیاد ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

ناز ہونے والی چیز اور ہر ذہن کی پیداوار نہیں ہوتی بلکہ پناہ غرضی وجود نہ ہے۔ وہی کی طرح فرشتے بھی پیدا ہو کر جیتے ہیں اور ہم اس کے وجود کو اس کیفیت سے

کے ہیں جو ان کی اس سوچ کی ہماری دلت میں پیدا کرتی ہے۔ فرشتوں کا نزول انسانوں میں کچھ پیدا کرتا ہے، جیسے مہال بدین فرشتے اُس صرت کے کا صدار، پیغمبر بن کے آئے، صبر و تحمل کو حاصل ہوئی۔ فرشتے کا صف سے علم نبوی ﷺ اور اللہ انہیں کے عہد کار اور ان کے ذہن سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی استقامت میں اضافہ کیا، انگشت و میدان صبر میں سبکی نہیں چلی کہ دشمن اپنی ظاہری فتح کے ثمرات سے محروم رہا اور انہیں میں رسول اللہ ﷺ کی وارث

اَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلَا يَلْعَلُ اٰتٰی عِلٰلَ الْفَلْب

یہاں اس کے انکار سے ہونے قدم تم گئے اور فتح نے اس استقامت کے قدم چرے۔

یہ سارے واقعات میرا اور استقامت کی داستانیں ہیں۔ ہم نے نبی کریم ﷺ اور انہیں ادا دین کے سیر کے چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ ہم کد میں رہا فرزند علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قریش کے مقام کو بھی جیلا پیش کیا گیا، لیکن جناب خطاب پر قریش کے کد باز اور ان کی استقامت کا ذکر ابھی باقی ہے۔

قریش کے سردار ابو ذہم سے سربراہ جناب ابوطالب کی خدمت میں باؤذی شکل کی گئی۔ گئے اور ان سے درخواست کی کہ مجھے کد "وہ دین" کے پرچار سے روکیں اور ابوطالب ماں ایش صدی سے ان ابو ذہم کی بیعت دہانی کے واسطے بھیج دیتے۔ آخر تبلیغ نام لیا، یہ قید دل آیا اور اپنی بات کہنے کے وہیں لوٹ گیا۔ دوسرے وفد قریش سے ابوطالب کی خدمت پہنچا کہ وہاں کو دو گئے، نہ میں بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ تم آپ سے پاس سے "وہ" ہمیں اپنے فیصلے سے مطلع نہیں کیا۔ یہ معاہدہ نہ کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے بچے کو کار سے عبودوں کی تدبیر سے منع کریں یا اس کی نجات سے دست بردار رہیں۔ پھر ہمارے درمیان فیصلہ ہو کر رہے گا۔ ہم میں سے ایک فرقہ تم ہو چکا ہے۔ اس مسئلے سے بعد وہاں قریش واپس لوٹ گئے۔ خطاب نے حضور ﷺ کو یاد کرنا کہ مجھے اب قریش کے سرداروں کا حال تھا بعد میرے اس کی بات کہیں۔ حضور ﷺ اپنے بچے سے

نہی کر رہے تھے، مگر تبلیغ تو عمر بھر وہی تھی۔ جس طرح دریا اپنی روانی کو رکھ کر بہا کرتا ہے، جس طرح صوفیوں پر برق و باران کی رفتار اس کے قابو میں نہیں ہوتی، اسی طرح سرور کا۔
 مصطفیٰ اپنی تبلیغ کاوش پر قدم نہیں ہٹا سکتے تھے۔ اس کے رب نے ان کو اسی فریضے کی تحفیل سے مجبور کیا اور وہ پہلے والد قریش سے نہ بچے تھے کہ جس طرح آفتاب اپنی حرارت کو نہ روکا کرتا ہے، نہ پر قادر نہیں اسی طرح مجھے تبلیغ کو روکنے پر قدرت نہیں۔ دوسرے وفد نے ان کے بعد جناب ابو طالب نے اپنے بچے کو اس سلسلے میں کچھ سمجھنے کی کوشش کی تو آپ نے ان کے جواب میں جواب دی اور تاریخ امتداد انسانی کے کھلے میں چلے۔ وہی تاریخ جی جگہ گاری ہے

چکا چاں! اب یہ محمدی قسم اگر یہ لوگ میرے واسطے ہاتھ پر سورج اور
 دھنیں ہاتھ پر چاند ہی رکھ دیں تو مجھ میں تبلیغ کے سلسلے کو نہیں روک
 سکتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ نازل فرما دے۔ اس کا دین
 غائب ہو رہے ہیں وہ اپنے سے روچاؤں۔ (۱۱)

شعب ابی طالب

یہاں ابو طالب سے چہ بچے کو اپنی حیثیت کے مدد کی کھینچے کا یقین تھا۔ اس کے بعد ابو طالب نے ابو شہم اور ابو مطلب کا حلقہ منعقد کیا اور اس حلقہ میں محمد مصطفیٰ کو قریش کے دوسرے قبائل کے لئے بھیجے اور آپ کے نقل کے اندیشے کے پیش نظر ابو شہم اور ابو مطلب قبائلی حیثیت کی بنیاد پر متعلق ہو گئے، اور آپ کی خدمت پر پہنچ گئے۔ ان کا فرمایا کہ اگر بچہ ہے اور یہ محمد کی تاریخ تھی کہ اس سے قبائلی حیثیت کو ایک یا رنگ دیا گیا۔ اب ابو شہم اور ابو مطلب کے مسلم اور غیر مسلم دوسرے قبائل کے متعلق حضور مصطفیٰ کا یہ تھا۔ یہ ہے پر حق ہو گئے۔

حضرت محمد علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کی خدمت کا وہ پہل ملنے والا تھا کہ فرمایا کہ تو کل کدو دینی پر شہم اور ابو مطلب سے اسی قبیلہ و تعلق کا ہے۔ یہاں تک کہ ابو شہم اور ابو مطلب کی طرح ابی شہم و ابو مطلب کے مدد کی، اور شہم و مطلب (ایک ایک قبیلہ) یا یہ کہ یہ مسلم و غیر مسلم کے ایک ٹکڑا بنایا جس میں فرقہ واریتوں نے قبائل میں سماں دیا ہے، اسے قابو دیا کہ خود میں خود رہے اور اس دور سے قبیلوں کے مسماںوں نے، یہاں سے نہ رہے جس کے سوا کے حالات تھے۔ اس ایک منظر میں ابی شہم، ابو مطلب اور ابو شہم کے متعلق پر وہ قبیلوں سے ایک عہد کا عہد تھا۔ اس عہد میں اس کی مدت کا نہیں تھا کہ خود خود یہ عہد مدت کے لئے تو ایک عہد تھا کہ حضور مصطفیٰ نے قبیلوں کے لئے آپ کو ان کے لئے نہ رہے۔ اس عہد سے

وقت دار تاریخ کے بعد اس شخص میں مزہ پڑے ہیں۔ یہ میر مجیدی کا نام ہے جس کے ہاں ایسا
کے فیور کی دستاں ہے۔

یہ میر اور اس مقامت اعزاز کا انھار ہے۔ اور اولو العزم رسولوں کا اعتبار ہے اور رسول
اللہ ﷺ رسول اولو عزم کے سردار تھے۔ اس سلسلہ بدست کی طرف قرآن حکیم پارہ
تواریخ توبہ مبارک اور کتابت

فاحسبوا كذا حسروا اولو العزم من الرسل ولا تستعجلوا لهن

کاتھہدو بوم برون ما بوعسول لعم یلنوا لا ساعده فی لھو (۳)

جس سے رسول (ﷺ) آپ یہ امر کریں جیسا اولو عزم رسولوں

سے کیا اور ان سے جس طرح طلب کرنے میں غلت نہ کریں۔ یہ

جس دن وہ خطاب دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو ان

کو کھوسا ہوگا کہ یہ اس کی طرف ایک ٹھاری نہیں رہے تھے۔

شعبہ بیٹا مسیح میں قیام و اس کے شراکت پس منظر میں اس آیت کے معانی

روش تو ہوتے ہیں۔ اس احوال میں رسول کی مدت میں سرکار کا حق مرتبہ ﷺ کی معظمہ میں تو

تخلیف میں آئے لیکن قرآن و ان میں وہ طواریق میں شامیوں کا وارث فرماتے اور اس

مذہب اسلام کا پیرو بن گئے۔ اس میں واقع بھی آپ ﷺ کے فوق کعب کا سید جاری رہتا

اور مختلف قافلے و اس کے سامنے آپ کے بارگاہ میں بارگاہ میں کرتا۔ کعب جس آپ

ﷺ کے حکمت حق اور حکمت سے پہنچاؤ کا اس کے بدوالت سے متفقہ کرتے تو آپ کا کار

تخلیف آسماں آج ہو چکا۔ جس وقت میں یہ سید کی ہر ایسی حادثہ ابی عباس ابی کعب کی

نریزہ اور ان کے لیے انہوں سے آپ ﷺ کی دعا کا حق ہو گیا۔ آپ نے چہ وقت میں یہ

دست کے اور آپ کے کام میں حکمت کے تابندہ کاموں پر اثر ڈالتے رہے اور انہوں

کی لیا احوال سے سے مہور ہوئی تھی۔

عام الحزن اور سفر طائف

وہ نبوت کا ۱۰ سال تھا کہ آپ ﷺ نے سر سے شفقت کا ۱۰۱ سال رہا
جس کا ۱۰۱ صاحب تھا۔ جناب ابوطالب کی کوئی حواہ بنی رسالتی حدیث و سخن رسالت اور
توحید میں کئی ایک آخری وقت میں ہی نہ قریش کی موجودگی میں آپ ﷺ کی رسالت سے کل
غیر انہوں نے کہ آپ ﷺ نے سے برائی کی علامت نہ سمجھیں۔

جناب ابوطالب کی دولت کے چندوں کے بعد دولت بھی ہے اسی سحر بردار

ہوئی جس سے سے پہلے آپ ﷺ کی تقدیر کی تھی اور آپ ﷺ کی جس کی

وقت آپ نے سکنت اور امت میں جس تہہ بنی بنی معرفت رہا محمد ﷺ سے

یہ وہ سمجھتا تھا جس امت کے اپنے سے آپ امت سے آپ کو نہ خطا پار اور ہمیشہ آپ کے

دہان میں یکہ در دو جوانی طریقت میں رہی جس کی روشنی انہوں نے سال تک کا شہادت میں پہلی

دہان میں ان کی سبیلوں اور علامت کے ساتھ میں سوکھ معلوم حضرت خیر المشرکین ﷺ کے وہ ان

۱۰۱ برس میں ان کے انہوں سے سے پہلے وہ امر ان کہیں نہ ہوا۔ حضرت خیر المشرکین ﷺ کے وہ ان

۱۰۱ برس میں ان کے انہوں سے سے پہلے وہ امر ان کہیں نہ ہوا۔ حضرت خیر المشرکین ﷺ کے وہ ان

۱۰۱ برس میں ان کے انہوں سے سے پہلے وہ امر ان کہیں نہ ہوا۔ حضرت خیر المشرکین ﷺ کے وہ ان

۱۰۱ برس میں ان کے انہوں سے سے پہلے وہ امر ان کہیں نہ ہوا۔ حضرت خیر المشرکین ﷺ کے وہ ان

۱۰۱ برس میں ان کے انہوں سے سے پہلے وہ امر ان کہیں نہ ہوا۔ حضرت خیر المشرکین ﷺ کے وہ ان

دور عیب سے لے اور انہیں اسلام کی دولت پیش کر دی۔ یہ تیس جن کی گنت فی دور گننے
ساتھ آپ سے پیش آئے۔ ان کے منٹے شیر سے رہا ہوا اور تیر سے رادو دل میں بیاست
ہو جانے والے تھے۔ کون سا حرف دہم تھا جو ان میں تیس کے منٹے سے ادا نہ ہوا کون سا حرف
تھیں تو جو انہوں نے دیکھی انہیں ﷺ کے لئے متوال نہیں کیا۔ ہاں صرف رسول تک محدود
ہوئی۔ یہ تیس سے بھگتوں کی بات اس انتخاب اور اس منٹے کا جس کی
ازدہان کے استہدائے کثرت تاریخ کے صلاحت میں محفوظ ہیں۔ کون سا حرف دہم تھا
نہ لکھا اور پیچیدہ و پیچیدہ اداست پر مقدم رکھنے کی مثال ہے۔ عام کا ایک ایک صحت
انہوں کے ہر بے گن کو ان کا فائدہ تھا۔ تو ان کی عمل سے محدود بات میں حسین بن احمد ﷺ نے
مختلف کے پہاڑی حرم پر دست کیا اور ان کے پائے ثبات میں غرض پیش نہ ہوئی۔

یہ تیس کے ان شفیق القلب سرداروں نے ادب و ادب اور دماؤ اور دماغوں کو آپ
ﷺ سے پیچھے کیا کہ وہ آپ کا لقب کریں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی سے تعلق کی دل و دل
کریں۔ آپ کا ذاتی افراد میں اور آپ ﷺ پر دست داری کریں۔ اس ادب و ادب نے آپ پر
تیر پیچھے شروع کر دیے۔ اس دماغوں کا طریقہ کار یہ تھا کہ حضور ﷺ جب قدم اٹھاتے تو اس
میں سنا دیکھ آپ کے گھوڑوں کو نہانہ ہاتھ اور چھ آپ کے منہ سے دور سے صوب پر ضرب
کاتے۔ آپ ﷺ کا ہم وہاں ہو کر ان خوش سے ہوتے دیکھتے تھے کہ وہاں سے صوب پر ضرب
پڑھتے تھے۔ حضرت رید بن حارثہ نے آپ کی پرستش کی کوشش کی اور اس پر ہمت کیا۔ یہاں
ہندو تھیں میں سے ایک صاحب رستہ وہاں ﷺ کے گھوڑوں پر ضرب کے لفظ آئے۔ آپ
ﷺ نے چھ آپ سے ادا کیا

یہ انہیں تھک سے پٹی نہا تھا تو اس کی کی اور لوگوں کی فادری کا
شکوہ کرتا ہوں۔ اسے ادا کر میں تو اسے کسوں اور کسوں کا کہتے۔ تو
برائی رہی رہی ہے۔ تو مجھے کہ سے خواہ برائی سے ان سے نہ ہو
جو مجھ سے خفی سے پیش کریں۔ یا تو کسی اور شخص پر حقیر اور ہاں ہے
میرے ہر تیر غصہ میں سے مجھے کی پر دیکھیں۔ جی کی قیت میرے

لئے دیکھ اور کالی ہے۔ میں تیر سے چھ کا کلمہ کی چھوچتا ہوں جو کثرت
کونوں میں بدل دیتا ہے۔ مجھے صرف تیری رضا مطلوب ہے یہاں تک کہ
تو مجھ سے راضی ہو جائے اور تیر سے روانہ کی میں زور ہے اور نہ طاقت۔

ادھر دروہ کا نکات علی اصول و السلام کے یوں سے پڑھا علی اور دھرمات کو اور
میں نہ لے اے رتب سے۔ اور ایک دلوں کو آدمی کے کسور سے جگہ گار دیا۔ حضرت ذیہ بن حارث
آپ ﷺ کو ادا کر کے تیر کے ادا ایک دماغ میں پناہ لی۔ یہاں تیر بن رید اور شیبہ
بن رید کا حق و حق و حق کے ہیں۔ یہ تیس میں ادا کی و میں ﷺ کو اس کا
میں۔ یہ تیس تو قرأت و رید کی سے سوائے ہوئے جب میں تحریک پیدا ہوئی۔ انہوں نے
آپ ﷺ سے سلام دیا اس کو ان کا ایک حشر کے رتبہ کی سے لکھی کہ وہ تمام نے خوش
انکر حضرت تم ادا میں ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ سے ہم ادا میں سلام کر رہا ہوں
اور نہ شروع کیا۔ سلام سے حیرت سے کہا کہ یہ کثرت یہاں کے کہ نہ ہمیں کہنے۔ رسول
ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ رتبہ ہاں کیا ہے؟ اس میں عیسائی ہوں اور شیخ کا رہنے
اور نہ یہاں سے ادا میں اس نے تو تم ہوش میں قی کے عدا سے کا شکر ہو۔ سلام
سے بات نہ پچھا۔ آپ ﷺ میں قی دیکھتے ہاتھ میں۔ اس میں قی عدا سے ہی
تھے۔ اس میں بھی نہ کاتی ہوں۔ میں میں قی تیر سے کہتی تھے۔ یہ تیس کثرت میں ادا میں
سے رہا۔ رسول ﷺ کے سر پر ہوا دیا اور ہر آپ سے ہاتھ پاؤں مقیت سے چھوئے۔ رید
کے پنے اور سے دیکھ رہے تھے۔ اسوں سے ایک اور سے ہاں کو یہ سلام تو ہوا۔ تو
سے کیا۔ جب سلام کر رہے تھیں اس کے پاس پہنچا تو انہوں سے دھار و دھار قی کیا۔ غلام
سے کہہ "آقا" ان میں اس میں سے بہتر کوئی آدمی نہیں۔ اس سے مجھے ایسی بات بیان
سے خوب کی سے ادا میں اس سے کہتا۔

قد رے ہاں رید میں۔ رسول ﷺ کے کی طرف وہی کا سر
ظہار کیا۔ راستے میں حضرت جبریل علیہ السلام سے۔ دونوں میں تھیں تھے ملائکہ کے
ساتھ یہاں کافر شیعہ بھی تھا۔ اس سے خدمت حضرت رسالت ﷺ میں یزید اور پیش

کی کہ آپ علم من فرما، میں تو شہابی حاکم اور اہل مکہ کو پیاروں کے درمیان میں کر چکا۔
 کر دوں۔ (۳) اہل مدینہ میں ﷺ کی نگہوں کے سامنے وہ مشرک بھی تھے جنہیں مدینہ ۱۱ تا قہ
 اور مشرکوں کی دو کھلی نہیں تھی، جنہوں نے اسلام کی روشنی سے مشرق و مغرب کو روشن کرنا تھا۔

یقیناً یہی حدیث ہے: ابراہیمی کے سب سے بھلی قوم پر خطاب عام ہوا، قرآن اور اس
 وقت مسلمانوں میں کوئی ریس رشید (بھائی نہیں تھا، وہ اس کے راہروست پر) نہ
 کوئی وہاں نہیں تھا۔ حضرت محمد ﷺ تو رسول "فرستے" تھے، میں ان کی دین سال کی تبلیغ اور
 ہر آدمی کے نتیجے میں اپنے کو بڑی تعداد میں مسلم بن گئے تھے جو پہلی اپنی جگہ ایک امت
 تھے۔ مولانا سید ابوالحسن اہل علی عدویؒ نے لکھی یہ بات تو فرمائی ہے کہ یہی قرآن ﷺ کی ہیئت محمد
 ایک سال کی ہیئت میں تھی بلکہ اس کے ساتھ ایک امت بھی معارف فرمائی تھی
 شخصہ حسوۃ، جس طرح بناس فائزوں بالغفرانوف و صفوں
 عس نفسک و مؤمنوں باللہ" (۴)

قرآن میں نہایت سوچا ہوا اس کے لئے جان کی (پیدا کی تھی) اور
 معارف (بھائی) کا ختم، جیسے ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱

نارل ہوا ہے۔ مگر مولانا ہر القادری کے مخطوط میں رسول اللہ ﷺ کی دعا پر صحت پروردگار
 کواری آئین کھدی جس اور ہر جگہ جہاں حقیقت کی ثابت ہے
 ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
 خدایہ دعا کا آخری کار کھلا دعا کا ساز
 بدر میں رسول اللہ ﷺ نے جو مصلیٰ ہر خاک فرخ کلا کی طرف بھیجی اور جس کا اثر
 آج تک ہوا اسے اللہ تعالیٰ نے پناہ میں قرار دیا ہے

وما مضى الا زميت ولكن الله رمى وتوسلى النور عينه
 بلا عتقنا من الله نسمع عليهم ۝ (۶)
 در خاک کی مٹی آپ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بھیجی اور (یہ اس
 لئے) مسلمانوں کو اپنی طرف سے ان کی محنت کا خوب مواضع عطا
 کرے۔ یہ ٹھیک دیکھا جا رہا ہے۔

قرآن حکیم سے یہ بات واضح کر لی کہ حضرت نبی مومنوں کی پیش اور بعد
 مواضع و احوال ہے۔ سورہ انفال کی آیت میں ہی اجرائی کا کرے۔ اس امر
 صورتیں اور عین اسی متواتر واتی تسکین اور درود پرور ہیں کہ جو مواضع کے لئے
 سے پہلے آئی اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ واقعہ عطا کتا شاید اور گراں دور
 اس کا نہ رہی۔ شریعت ایک روایت سے اذیت سے حضرت شامہ یوسفؑ نے اپنے اس
 اعظم اور صابر اعظم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ کی زندگی میں اللہ کے کون سے روز و وقت
 دن گزارا ہے تو روایح کا مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے طائفہ کو سب سے عین معیت کا دن
 (۱) اس عین کا دن میں حضرت روح الامینؑ کی خدمت پہنچنے کے لئے ایک بار اجڑی
 طرح تک کی مدت کے عین میں اختلاف ہے۔ اور آپ میرے یہ مدت اس
 درمیان سے نہیں دس تاں ہے۔ جب نبی کریم ﷺ وہی کے سر میں وادی چپے تو

۱۰۰

کی دس قیام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ شب و روز کا عاقب اس طرح اپنے صہب کی ذاتی کیفیت اور آپ
 کے لئے شہوں پر مہر کو کھڑا تھا۔ جس جہات کی ایک جہات کو انقیاد میں دینے اپنے
 اس کی خدمت میں بھیج کر آپ ﷺ کو رسول جن و انوار کے مرتبہ کا علیہ پر فخر فرمادیا۔ جس
 کے اس وفد کی آمد کا سورہ انفال اور سورہ میں جس میں ذکر کیا ہے۔ سورہ جن کی ابتدا کی دو
 بات ہی سے اس امت اور کے مسلمان اوجہ کی تقدیر ہوتی ہے

فل انوحى الي الله السميع عزم من طعن هذالانا صلف قرانا
 عينا ۝ يهدى الى الرشاد فانا به ۝ ولن نشرك سوب حله ۝ (۹)
 سنہ نبی آپ ﷺ کہہ رہے تھے وہی کے ارپے اصرار کی گئی
 سے کہ جنوں کی ایک جہات سے قرآن کا دور انہوں سے کہا کہ ہم
 سے عجیب (قدست اور حکمت والا) قرآن شایع ہو رہا ہے کہ جس کی
 حرف تبار کی رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس کتاب پر ایمان لائے اور اس
 ہم پر نوازا ہے کہ اس کو شریعت میں کریں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آمد کا احساس اور علم آپ ﷺ کو نہیں ہوا
 اللہ تعالیٰ عزوجل نے وہی سے نوازا ہے آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی اور یہ کہ یہ جماعت
 کے ایمان لے گئی۔ یہ ان کے شہادت کے بعد آپ کے عزم تبلیغ پر ان میں الٹی تھا۔ قول
 قرآن عین میں قرآن کی شریعت، ہر گیری و وقت و اتفاق اور تاثیر سے سب باتیں
 شریعت میں آتی ہیں۔ مگر طائفہ میں آپ کے اعتقاد اور ہر کار کا یہ اعلاں تھا کہ عالم
 نبوت سے سادہ و قویہ مہم بہت بھی آپ کے پہنچیں آئی۔ نبوت گدی علی ساجدین غلہ
 سے سادہ کا یہ عجب پہلو ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت سے قبل ان کے ساری حالات میں
 حکمت سے تھے اور اللہ دوست تھے۔ آپ کی نبوت کے بعد یہ عین داخل ہوا کی ضرورت
 حق فرمایا۔ و انہ میں مسلمانوں کی آیت نبی قہار ہوا جو ہے (۱۰)

کہا کہ "یاد رکھو! اللہ تعالیٰ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔" اور آپ کا کہنا آپ کی دعوت پہنچنے والوں کو پہنچا کر دے گا۔ ہم گئے بل جہاں آپ کے اور اگر حالت یہاں سے سو فی ہونے تو ہم آپ کو شرب سے چاہیں گے۔ آپ اپنے اللہ سے دعا فرمائیں۔ شرب کے یہ "سابقین اور فلاح" حضرت عوف بن حارث، حضرت رافع بن خدیج، حضرت ابی بن عبد اللہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت قتیبہ بن عامر اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم تھے۔ ان ناموں میں کچھ اختلاف بھی ملے ہیں، اور بعضوں نے چوٹی جگہ آنے کی تردید بھی کی ہے۔

اہل شرب سے رابطہ

ان چھ آدمیوں نے توحید، حُریت، اعلیٰ مراتب اور حضرت محمد عتیقہ کی راست کاری کو اپنے قبیلے میں خوب چھپا کر لیا۔ درحقیقت ان کے موسم میں بارہویں آنی کا میل کے لیے کی گئی تھی۔ ان کے لئے مسخرہ آئے۔ اہل میں پانچ افراد تھے جس سے سارا گزشتہ چھ روزہ کی مراقبات ہوئی تھی۔ یہ اہل سعادت عجب ایمان لائے اور انہوں نے آپ عتیقہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ یہ بیعت معتبر اہل ہے۔ ان حق پرستوں نے عہد کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شرب نہیں کریں گے، نہ اپنی، نہ کوئی نہیں کریں گے۔ نہ تاکہ قریب بھی نہیں چھوئیں گے، کسی پر بہتان نہیں باندھیں گے اور میرا لودف میں رسول اللہ عتیقہ کی اطاعت کریں گے اور گرفت ہو جائی اپنے عہد و بیان کو چار کریں گے۔

بیعت کی ان دفعات سے سلام کے اعلان اور جواب اور وعدہ و وعادت اور انسانی قانون کی اہمیت کا پرچار ہوا۔ وہ ہو سکتا ہے۔ چند چاندیوں میں سلام کی روح سمٹ آئی ہے اور ان کے لئے اس وقت خدا اور اسلام کی توحید واضح ہو جاتی ہے۔ سرکاری بنیادیں توحید سے۔ مسلمان سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدت کا قریب کرتا ہے اور اس حقیقت پر ایمان لاتا ہے کہ اللہ کے ساتھ اور رسول اللہ عتیقہ کی راست کاری میں ہوتا ہے۔ کس بیعت میں یہ یقین نہیں شامل ہیں۔ اس کے بعد ان بیعت میں گمراہی اور سے دور رہنا ہے۔ یہ عہد عہد کے قیام اور اس کی ترمیم کا عہد ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اللہ تعالیٰ کی رقیبت و احسان کا عہد ہے۔ رات رات کرنے کا عہد و مشرے میں ہو رہی اور کھانا اسب کی وعدہ ہے۔ حقوق احسان اور معاشرے میں امتداد کی حد کا کرنا بیان ہے۔ ان کریم عتیقہ کا "سودا" حنت

مطلوبہ تک کے ہوتے تھے کی رہیں۔ "سان ہونیں۔ شرب محض ایک شہر نہ تھا بلکہ ایک لڑکا تھا، جہاں اہل کلاب اور بالخصوص یثرب آباد تھے۔ اہل شرب کے کان ایک۔" والے ہی کا مزدور بنے تھے اور یثرب کی "پاک دہلی" کے لئے اس عہد کے انتظام دہش تھے۔ حج کے ایام میں ہی ان کریم عتیقہ اطراف و جہاں سے آئے ہوئے قبیلوں کی گاہوں پر جا کر حیدر اور آخرت و اعلیٰ حد کا پیمانہ پیش کرتے۔ کوئی قاطعی ذکر قیلا یہ تھا جس تک رسول اللہ سے اپنے رب کے دین کی دعوت تک پہنچانی ہو مگر ان لوگوں سے۔ پھر سے یاد دہشت تھے۔

ایک دن سردار کا ناست عتیقہ نے چھ آدمیوں کو ایک جہاں وقت کے مرقعہ ماسک کے بارے میں تجویز دے دی۔ آپ کے روزانہ کرنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ شرب سے آ۔ اور ہی خور سے تعلق رکھتے ہیں۔ سرکار میں مقام عتیقہ نے فرمایا کہ تمہارے پاس میری باتیں سننے کا وقت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سردار خود آپ فرمائیں، ہم نہیں گے۔ یہ بیانیہ۔ قبیلے والوں سے مختلف تھے۔ خصوصاً عتیقہ سے قرآن مجید کی چند بات کی جدوجہد فرمائی۔ کھانا رسانی بھی من رہے تھے اور چھ آدمیوں پر اس آغوش کے ورکا پر تو بھی دیکھ رہے تھے۔ یہاں سے ایک دوسرے سے بات کی اور کہا کہ یقیناً یہ وہی ہیں جن کی آمد سے یہاں ڈراتے رہے ہیں۔ آؤ ہم یہودی سے پہلے ان کا دامن تمام لیں۔ ہم بے ہوش ہونے ہیں اور دوسرے کی حد اوت ہمارے شمار ہے۔ شاخ اللہ ان کے دلچسپی میں متحد کرے۔ ان شرب

قرآن اور حدیث کے سر پھوکا حادثہ کر دیا ہے اور انسانی زندگی اور معاشرے میں لسانی کی
حادثہ دیتا ہے۔ جس کو نہ سمجھے سے اور نہ سمجھنے کا اہل ایک اہم حق اللہ کی عبادت کی طرف قہر
ہے۔ اور شر کے میں "اولیٰ حق" اور ہم عزت سے محفوظ رہے۔ یہ یقین انسان میں
ہے۔ اور ذات ﷺ کے مسلمان کی شخصیت، ذات اور کردار کی تعمیر اس طرح کی کہ
ذات بھی لٹھوڑا دے اور اس شر کے میں بھی کردار کا جبران پیدا ہو۔ آج اور وہ شر ہے
جیسے مسائل کا سامنا معاشی، صوماری، علم، اور دوسروں کی حق تلفی لوگوں کا اپنے فرائض میں
نہم نہ دینا اور عزت، بلند و بالا کی دلوں کی ایسی ناقص تعمیر کہ بڑے ایک جھکا نہیں دیکھیں اور
کڑے، بھلے اور غلطی اور زحمت میں ناقص سامان تعمیر ہو رہی ہے اس کی زد میں کو خدا
یاست و حق کے جھوٹ اور ایک کاسہ، مادی ہم انعام، معاشرے میں جو تم کی کثرت
حق میں پر رہتی۔ اس میں ہے۔ جو حکم خداوند سے غائب ہے۔

بیعت عقیقہ کی کے حد بل بوتی مسلمان کی اور حق پر حضرت مصعب بن
نذیرؓ کی عہدہ منوں کی تعمیر و تربیت کے سے ثابت بیٹھے گئے۔ (۱) اس کی دانت، اور
نکاح آبادی، ان کے شر اور اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کے اعتماد و است میں تبدیلی
یہ ہے۔ تمس تبلیغ میں گئیں۔ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ اگلے سال بیعت عقیقہ
کیجہ و منعقد ہوئی اور بڑے سے مسلمانوں کی تعداد سے شمار کر گئی۔ یہ وہ وقت تھے مسو
نے عرب انجمنی کائنات کی "قیمت" رسول ﷺ کی "رقابت" کا انتخاب کیا۔

چاہے سے مسلمانوں سے دوسروں میں۔ موقوف ہوں رسول ﷺ کا ساتھ
دانت نے لے لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت "بیت حق" جس جو ان کی دنیا کو
مطلب کر رہی تھی اور آپ ﷺ ایک ایسا ایسا تھے جس میں معبودانوں کی عبادت سے
ساتنے "بیت حق" و رقی اسد روان کی شکایت اور حسن روایت ہو جائے اور کو خدا
اس بڑی صداقت کو طرح اور دوسروں میں سمیٹ لیا ہے

فرمان حسن سے میرے ہنگ اٹھی ہر شے

و ۰ رسم بدلی و رسم باہمی

حضرت ﷺ کا دیدار آپ کی محبت "بیت حق" رفاقت کا ان جہاں میں ہے کی سے
"اسی بیت" کا درجہ اہل ایمان میں سب سے افضل ہے۔ اسی اہم حق اللہ کی عبادت پر اس سے پہلے
سورن میں چکا ۱۰۰۰ شرف و کرامت قیمت تک کی اور فرما بیعت کو گنبد نہیں ہوئی۔
اس سے سے رسول ﷺ کے عقائد کا یہ پہلو، وہ سب سامنے آئے کہ آپ کے عقائد کے
عقائد سے سے یہاں عقائد اپنا تے مایہ پکار ہو جاتے تھے۔ رسول ﷺ کا معطر علم
تھے آپ "معم" کا مسموٹ لے گئے "اما بعثت معصما" اور یہ یہاں عقائد کی جگہ دکا
ساجی تھی حق اسلام کے وہاں میں صبر و پابا، پابندی کے علاوہ آپ کے عقائد کے یہ
دور ہا پہلو بھی محکم ہو کر سامنے آئے۔ آپ کا حکم دینا آپ کے عقائد کا یہ سے حق
اور معطر و محکم میں رفاقت اہل معبود حق کر سں ﷺ ہے۔ شکاک کے "ساحب" اور رقی
تھے۔ قرآن حکیم نے آپ کی ذات اور عقائد کے اس پہلو کا ذکر فرمایا ہے

ماہا صاحبکم من عند "ن هو الا بعدل لکم" یعنی بدلی عذاب

شدید (۲)

تہرہ سے اس رقی (محمد ﷺ) کو کوئی جوں نہیں ہے، بلکہ وہ تو میر
ہیں جو جنہیں ایک شہید عذاب سے ڈراتے ہیں۔

دایہ اور جماعت، نبی اور امت، مسلم اور محکم کا ایسا تعلق اور قربت، دعوت اور
عقائد کی دنیا میں شوق اس سے پہلے کیسی کی اور اناس کے بعد۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
سے کا ساتھ رسول ﷺ کی رفاقت ہر عمر میں آپ کے عقائد میں شامل رہی ہے۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا پہنچا کے پیش رفتی اور صاحب رہے۔ بیت اہل میں سرکار دو عالم
ﷺ نہیں تقسیم دیتے ہوئے، ممبر کی تین کرتے ہوئے، ان کے دلوں کو اپنے دست ہمارک
کی شکایت سے منہل کرتے ہوئے اور اپنی دلوں سے ان کے دکھ کا ادا کرتے ہوئے نظر

"تے ہیں۔ بدھ، سوادھ میں" آپ ﷺ نے کے ساتھ مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر میں کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نے ہمارے ہاتھوں سے چتر آئے ہیں وہی ہے کرام ﷺ۔ روکتے اور کہتے سے ہر کے رسول آپ پر ہر سے ہر باپ قربان آپ آراہ فرمائیں۔ مگر" آپ مسکرا کر اپنے کام میں مصروف رہتے۔ خواہ خلق کے موقع پر اپنے ہیات پر چتر ہر ہر کر آپ شادی کو دہلے گیا جگہ رہتے اور جو چہاں کسی کی کہاں سے نہ توئی وہ غریب محمد ﷺ سے چال دیش ہو چالی۔ عام لوگ بھی آپ سے محبت کے ساتھ مسجد نبوی میں لنگھ کر رہتے اور انھیں تعلیم دیتے ہیں مصروف نظر آتے ہیں۔ زندگی کی تھیں آپ ﷺ کی شہرہ معل میں "سب ہو چکیں۔ کبھی شہر آگن چا ہوتا تو آپ اپنے سے ہر ادلی تھیکہ کے نکات سے آگہ فرماتے، کبھی سے کے سرائی کو مل فرماتے اور کسی مجلس میں صحابہ کرام میں سے کوئی آپ ﷺ سے آپ کی کوئی پند یہ چیز طلب کرتا تو آپ بلا تامل اس کے حواسے کر دیتے ہاتھوں مضطرب مبارک میں آپ ﷺ کی فاضل ہمہ ہر کی طرح نظر آتی یہ باتیں اور اس سے متعلق تفصیل اپنے مقام پر بیان کی جائیں گی، اللہ شامد۔

معراج

حافظ کے سفر کے بعد حالات جس طرح بدھ گئے اُن کا بیان اختصار کے ساتھ کیا جا چکا ہے۔ عام لہرن (خم کا سال)، شعب البی طاب میں مصوری، شہر و نظام کے طفیلان اور سطر طائف کے شہانہ کے بعد رحمت الہی نے ہو کارخ جس دیا، اجنہ کا سماں ہوتا، اہل شرب میں اسلام کی اشاعت۔ یہ تو زمین کی تھیں ہیں لیکن رب العالمین کے پاس رحمتہ سبحانین کے لئے درئے زمین بھی ایک بڑا نعمت تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے کردار پر عمل کیا، اپنے مصراہی سے غرض سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ انہوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ اس کا اجر معراج نہایت ﷺ کو معراج کی صورت میں عطا ہو۔ حاتم امرئین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتھ یہ اُن کی اُمت کی بھی معراج تھی۔ صوفی نے کرام کے تجربات تو قصص دہشتہ ہیں لیکن خیائے عقلم کے تجربات اور اس نے عرب کا تعلق اُن کی اُمت سے بھی ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو قطع رسل تھے اس نے اُن کے ہر درویشی تجب اور خاص طور پر معراج کا تعلق اُن کی اُمت اور آنے والے زمانوں کے سارے سانچوں سے تھا۔ نہ، نیا وقت کی سطر معراج میں اللہ رب العزت کی طرف سے حضور ﷺ کی اُمت کو تھلا اور دھکا کے طور پر ملی۔ نماز زمین والوں کے لئے وہ عطا ہے رب تعالیٰ جو انھیں اپنے خالق سے ملاتی ہے۔ سارا بقدر توفیق کے ساتھ وہ اُن کی سرکشی سے اور نہ اُن کی ہیبت و راجبت حضور ﷺ کے اس ارشاد میں مست۔ لی ہے

الصلوٰۃ عماد الدین (۱)

ابن علی بن ابی شیبہ رحمہ اللہ، رقم ۱۲۷۲

اور مسلمان کی معراج ہے۔

یہ واقعہ نبوت کے بارہویں سال میں پیش آیا۔ عام روایات کے مطابق وہ جب
مربع کی عمارت میں شب تھی۔ (۲) قوت نبوی ہمارا خدیوہ نہیں اور ہمارے اس مطالبے میں
قوت کو بھاری ہیئت حاصل کیسے، اہمیت تو اس حقیقت کو حاصل ہے
میں طے ہے یہ معراج صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گروں

معراج، سلام کے پچھلا اور زمیں گیری کا دینا چھٹی اور کی اعتبار سے یہ ہجرت کا
شروع ہوا اور پیش خیر تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس لوگوں اور کی رہائش کی سیر کی اور اس واقعہ میں
اللہ تعالیٰ کی آیت کا مشہد کیا۔ یہ اس طرف بھی شہادہ تھا کہ اس کے دین کی رہائش گیری اور
آفاق نورانی کا درخشاں ہونے کا نام ہے۔

معراج، ہجرت اور عالم گیریت

سورہ فی راہل میں واقعہ معراج اور ہجرت دونوں کی جوگی ہیں اور یہ
تے ساتھ ساتھ دو حادثہ بھی جوڑتا ہے کہ اس واقعہ پر اس وقت ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتے ہیں جب
”اپنی چھتری سے اس کو کھڑک لگا کر سے تھے جو کہیں میں رہا جس سے اور چھتری کی یہ
تہ بہ ان کی معرولی کا اعلان تھی۔“

سورہ بقرہ اور اہل کو سورہ الاسراء بھی کہتے ہیں کہ اس کا ”ہم ہی اور صلی اللہ علیہ وسلم کے س
نے سے اس سے کہ ”پس اس نے ”پس معراج“ سے ”پس معراج“ سے ”پس معراج“ سے
شَهِسَ الْجَنَّةَ انْشَرَىٰ مِنْهَا لَئِنْ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ رَأَىٰ
الْمَسْجِدَ الْأَقْبَىٰ الَّذِي بَوَّكُوا مِنْهُ لَمَّا رَآهُ إِنَّهُ هُوَ
الشَّيْخُ الْكَبِيرُ (۱)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو انوارات معراج حرام سے معراج
تک لے گئی، جس کے ماحول اور آس پاس کو ہم نے برکت عطا کی ہے
تاکہ ہم اسے (اپنی قدرت کی) آیت دکھائیں، یہ شک اللہ تعالیٰ سے
والا دیکھنے والا ہے۔

واقعہ معراج سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج ہائی کا حد ہی نہیں بلکہ سلام کی
لایستہیت کا نگار بھی ہے، وہ معراج اللہ تعالیٰ کی حکمت ہانڈے وقت اور فصول کو اپنے

رسول ﷺ کے لئے سفر فرمایا، اتنی ہی ہم عالمگیر سے (Globalization) کے عہد میں قدم رکھ رہے ہیں جس کا لفظ "گلوبلائزیشن" سے ملتا ہے۔ اس لئے عالمگیریت اور دنیا کا ایک عالمی جہتی میں بدل چکا ہے۔ اسے نئے ترادوی دست نہیں بلکہ دو بیارت سے جو معراج کے والے سے پیدا ہوئی جو ہم سے کہہ رہی ہے کہ مومن یا مکرہ نہیں بلکہ راسب ہے۔ اللہ تعالیٰ ذالک۔ اذنت کی پیچہ راندنی اور پیچہ زور۔ مع دینا دقتہ معراج کے مطلق نتائج ہیں۔

اللہ معراج کے تجر یا نیسہ رس کے بعد ہی سونہ یا سہلہ کی حقارت پیش کرتی۔ معراج "رسول ﷺ کی غریبی کی تحریر حق کی توحید سے سوسنی میں کی گئی تھی۔ تاہم حق کی ایک محمد ﷺ کو حاتم، نہ ہر مین، مارچھے واسے نے پارساں بھی تو فرمایا تھا کہ کرمہ حاتم سے یہت کے لئے رسوں کا کہیجے گئے ہیں اور امان کو کھلم نہانے کے لئے کہ رہا ہے۔ اہل جہت میں جہتوں نے یہ عالم برکار بھی مانتا ہے۔ اس کے بارے میں۔

لَنْ يَنْفِكَا النَّاسَ مِنْ رَسُولٍ لَهُ الْبَيْتُ حَبِيبًا . الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ . لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ . وَنَسِيتَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُ . وَلِلَّهِ الْآخِرُ . وَالْأُولَى . وَلِلَّهِ الْيَوْمُ وَاللَّيْلُ . وَلَهُ الْكَلِمَةُ الْوَكِيلَةُ . فَلْيُكَلِّمُ الْفَاهِسِينَ (۲۰)

آپ کہہ دیجئے کہ سے اسے اس لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہو۔ مومن کی سمجھت قرآن سبوں اور میں پر (قرآن) سے۔ اس کے بعد رسول مجبور نہیں ہے، وہی حیات دلا کر ہے اور وہی (جہنم) موت دیتا ہے، جس نہ پر ایمان نہ ڈالو اس کے بھی جہنم ہی (ایمان نہ) جو نہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے احکام پر، اور ان کا طاعت نہ کرنا کہ تم جہت دانت ہو جاؤ۔

اس سے پہلے کی آیت میں بھی رسول ﷺ کے اہل بیت کے شہادت کی بات اور ہی حق اور صریح عربین عاقلین یہ حقیقت جان لی تھی

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَعَنْفُوا . فَتُورَ الْآيَةِ الْآيَةِ . فَكَذَلِكَ أَوْفَقْتَ لَهُمُ النَّظِيرَ (۲۱)

اور جو لوگ اس میں ایمان لائے اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس کی قور (قرآن) کی کڑی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ نازل کیا گیا، وہی لوگ دیکھ جائے والے ہیں۔

معراج کے سر کی قاضی نہیں برت سہا، کی پیشہ کتابوں میں حق ہیں، جن سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نبیائے کرام کی جرعت لاری، مات لاری اور لاری کے بعد اس میں آستان پر کس کس جی سے آپ کی حاکمات کوئی اور سہرا آستان کی۔ جن میں سے ہی واقوں سے یہاں سے ہوا جو۔ مراد رسول کے پادوں میں نہیں ہے۔ آپ کے لئے مریدوں اس راہ میں آیات کا ذکر بھی مانتا ہے جو آپ نے ہائے پیشہ کی نہیں اس میں۔ اس کے دو اصول ہیں جن کا تصور حق میں ہے۔ اس کے ساتھ وہاں صاحب مقدمات، اتفاق میدو کے ساتھ ہے۔ اور آپ کے مصلحت حق سے سہیت کے شرف کا شمار ہوتا ہے۔ براہ کے توب سے آپ ایمان کے تلف اور میں راہی اتفاق سے روٹا اس کرے۔ وہ تو میں مسوں نے، ہائی تعلیمات توجہ۔ کیا اپنی سرگئی کے سبب ہذا کو تو درمستحق نہ کہ فقیر کیا اس سہا۔ اس میں ہماری اتفاق صدائے کے کئے ہی وہ ہو جو ہیں۔ ہائی علم اللہ اس میں یوسف امرت نے احباب برشا نے حقوں کے تحت لای، دین، ثانی تفسیر بن بطر، ررقائی، ان پیشہ میں انٹر میں مسدود دینا ہے تو اس سے یہ اصول پیش کئے ہیں۔ (۳۰) آپ ﷺ نے دیکھا کہ "جو کو کوئی کہو" اور اس کو "جو کوئی کہو" کی تفسیروں سے کاچا ہا تھا۔ خرمیں سے کیا کہتے ہیں آپ کی امت کے طبیب، اہل ہیں جو ان کو گمراہی میں آئے ہیں۔ (۵۰) آپ نے سادوں کو بھی دیکھا جو ہم سے توجہ کار کہہ جاتے ہیں۔ آپ سے

تہائیں تھ	۱۲ ربیع الاول
تہائیں قوم	۱۵ ربیع الاول تھ
مہینہ راجی اور گھ	۱۶ ربیع الاول (۱۱)

و جعل لى من ملك سلطنتا نصیرا اور اللہ تعالیٰ نے اجرت بڑی کو انکرا
 نصرت اور غلبے کا وسیلہ بنادیا۔ چرب میں وہی اور خزرج میں تہائی رکابت تھی وراں رکابت
 چرب کے یہود بڑی عیاری کے ساتھ اپنی مال دہائی کے لئے متحمل کر رہے تھے اور اسی
 ساتھ ساتھ ۱۱ ریزہ کی روڈی میں خزی نبی کے منتظر تھے اور مشرکین چرب سے یہی کہتے تھے
 کہ اس نبی کی "ہ سے تمہارے لئے اور نصرت کی تکمیل ہوگی، کیونکہ انہیں یقین تھا کہ یہ نبی "ہ
 اسحاق میں ہوگا لیکن رب العزت نے "قرنی نبی کی ہمت اور "ساجل میں فرمائی۔ چرب
 کے یہود سے جب سوار کا نکلتا دیکھا ان کی باتیں سنیں ان کے نبی "ہ نے کان کے ٹکڑے
 لئے احتیاط کر لیا مگر خدا ورسد میں اس نبی کی ہمت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جس سے
 اپنی اولاد سے زیادہ واقف تھے۔

مدینے میں یثاق

یہ ساری صورت حال نبوی ہجرت پر روشن تھی اور اس صورت حال سے معاملہ وہاں
 کے لئے بڑے دور ہو گیا۔ سب سے پہلے مسلمانوں کے درمیان مواخاۃ قائم کی گئی اور
 یہ یثاق کی شکل میں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے درمیان اس یثاق میں یہ بات واضح کی گئی کہ
 مسلمان اس سے سبوں سے مختلف ایک امت ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان یثاق کی دوسری
 صورت یہ تھی کہ سب مسلمانوں میں باہمی عت کے خلاف فتنہ ہوں گے جو مسلمانوں سے
 یہاں تک غم نہ ہو اور نہ کو روئے دے جس میں کوئی ترسے گی اور مسلمان کسی ذاتی رشتے کو اپنے
 اور باہمی عت کے خلاف کاروائی کی رو میں حائل نہیں "ہ نے دیے گئے۔ کوئی مسلمان کسی
 دوسرے مسلمان کے خلاف کسی کارفرما نہ تھیں اس کا وہ مسلمان بھی مگر کسی سے کوئی عہد
 کرے گا تو اس عہد کی پاسداری ہر مسلمان پر لازم ہوگی جو یہود و مسلمانوں کی ہلاکتی قبول کر
 لے گا سب نے ہاتھ مسلمانوں جیسے سلوک کیا ہے گا وراں کے خلاف کسی سے تعاون نہیں
 کیا جائے گا۔

حاشائی اور بنیامی زندگی سے متعلق مسلمانوں کے باہمی یثاق نے انہیں کو
 باہمی ہمدردی کا ایک براہ راست سلام کی انکرا کے مطابق تھی۔ مسلمانوں کے باہمی
 یثاق کے واقعہ کو مسلمانوں نے یہود سے کیا تھا بھی ایک یثاق میں تب فرمایا اس یثاق کا
 یہود تو بہت متوجہ اور سہمے کا ہے کہ یہود نے مسلمانوں کو باہمی یثاق کے سامنے پورا
 اور غمناک دیکھا لیکن ہم اس یثاق کے مطابق پہلوؤں میں ہیں کہ یہ یثاق کے مطابق کاہکی

جامعیت اور عدلی سائنسی زندگی میں ہماری اور اسلامی پیدا کرنے کی قوت کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں اور یہ حیرت پروردگار صمدی گزرنے کے بعد کوئی معلومت کے ساتھ تاریخ کا ایک بڑا عظیم مکتبہ بن گئی۔ اعتدالی بنیاد پر مبنی ہمارے لئے کامل اسوہ ایسی ہے کہ اس میں حیات، سلام کا ہر گوشہ پروردگار صمدیت آیت اور اس اعتدالی جامعیت اور ہمہ گیری کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ ہمہ گیریت اور نصرا کی سب سے بڑی دولت اور سرمایہ اسلام تھا۔ یہ دین میں ان دونوں کی صورت حال (Situation) مختلف تھی اور ان کا کام بڑھ کر دینوں کے درمیان ایسا معیار دونوں کی اعتدالی فطرت تھا۔ پروردگار صمدی مختلف تھا۔

کی ساداتوں اور پریشوادوں سے بچنے کے لئے قریری معاہدے کی ضرورت تھی۔ عرب۔
فہمیں جنگ یہ معاہدہ مسلمانوں کی دلائی اور بیٹے کی دستاویز تھا جس پر یہود سے اختلاف نہ ہو۔
ان یہودوں سے تقریباً یہ پہلو ہے کہ یہ بیٹا رسول اللہ ﷺ کے کردار میں صبح ہوئی۔
پسندیدہ اور جانتے نہ تھی کی خواہش کا انکشاف ہے۔ یہود سے ہندو اور ان کے اپنے حجاز کے مٹا۔
ہو رہا ہے بیٹا کی غائب دور کی کی اور اسانیت کو کھن اور معنی کا پیچہ ہے۔ بے امانا رسول۔
غلبہ دور میں اور معاہدہ فہم کے ہوا جو کبھی س کوسر اپنے کے معاہدے میں حد سے۔
بڑھایا یہاں تک کہ سورتہ تو یہ میں اس معاہدہ پیش پیش کے لئے کرنا چاہیہ اور عرب۔
اس بدعتی دن سے خدائی کرنا چاہیہ۔ حد بانی اعظم کے کردار کا بہت نام اور خدایا۔

ہے۔ یہ کائنات بھی ازل اور حق کی بنیادوں پر قائم ہے اور یہ بھی قانون اور عین حق کی ملکیت میں ہے۔ جس جگہ سوائے حق کے کسی نے خدا کو کھڑی کر دیا ہے تو اس کی جگہ سے آپ کا رد و انکار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے جو خدا کی حیات میں تھا۔ مجبور ہو چکا ہے کہ وہ خود اپنی جگہ سے اتر کر اس کے حق کے ساتھ ہو جائے۔ جو شرکیں کہہ کر ساتھ ہو گئی وہ سلوک کیا کیا جو چاروں انسانیت میں امتیاز کی قوت نہ رکھ کر اور اپنے کسی اپنی کی مثال ہے اور جس حد کوئی انسانیت وہ چاہے نہیں پہنچ سکے اور ان کے قیام میں کوئی مشکل ہے اور سے میں سوچ بھی نہیں سکتا ہے جس کی مثال محمد عربی علیہ السلام نے پیش فرمائی اور جس کی حد سے ہمیں ان الفاظ میں ملتی ہے

وَلَا يَخْرُجُ مِنْكُمْ شَيْءٌ فَذُنُّوا قُلُوبَكُمْ أَنْ يَدْرُسَكُمْ وَالْمُتَعَدِّ الْعَجْرَمُ

۱۰۹۔ اوراقِ مرآتِ قرآن حکیم کے آئینے میں

تَغْفِرُوا^١ وَتَعْبُوا^٢ عَلَى الْبَرِّ وَالْقَوِيَّ مَرَّةً وَلَا تَعْبُوا^٣ عَلَى
الْإِثْمِ وَالْعُنُونِ مَرَّةً وَتَقُوا^٤ اللَّهَ حِينَ تَعْبُونَ^٥ (١)

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کے غزوئے نے مسلمانوں کو عالم جہاد پر مہم دیا اور جگہ جگہ مسلمانوں نے اپنے
 جان و مال کی قربانی دی۔ یہ سب دیکھ کر کفار و مشرکین نے ہراسہ میں آکر فریاد کیا کہ تم لوگ
 کونساں لوگوں کی طرف سے لڑ رہے ہو؟ ان کا جواب یہ تھا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں۔

وَعَبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَفْعُلُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِنْ
جَاءَتْهُمْ الْجَاهِلُونَ لَأَأْتُوا أَسْلَافًا (٢)

روحانیت کے حقیقی اور سچے بندے وہ ہی ہیں جو زمیں پر فروعی (اور مادی) کے ساتھ قدر کرتے ہیں اور جب چاہیں اسے سمیٹ لیں۔
 مجھے لگتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں (ختم پر) اسد جہاں (اور) جوں جسوں کی بڑکات
 رہتے ہیں۔

یہ سب کے ساتھ جو معاہدہ ہو اس کی بچ دہی تھی جو مسلمانوں کے باہمی معاہدے کی
اہم سے کی اہم شقیں آئے والی طور میں غوث کی جاری ہیں :

ی۔ خوف کے بیروہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک (سجائی) قوم کی تشکیل کریں
 چنے اپنے دین پر عمل کریں گے، اور خوف کے علاوہ اور سے بیروہ باوجود کو بھی عمل
 حاصل ہوگی، بیروہ کے حقیقی کو بھی سچی دینی حاکم بنائی۔

۱۔ اسی معاوضے کے ایک فریق کے مخالف جبکہ دوسرے فریق کے خلاف بھی

جنگ بھی ہونے کی اور دونوں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔

۳۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی اور اُسے ظلم سے بچایا جائے گا۔

۴۔ اس معاہدے پر عمل درآمد کے نتیجے میں جو حجاجات ہوں گے یہود کے لیے اور آخر ہات کے زبردستوں کے اور مسلمان اپنے اخراجات کے۔

۵۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی، ایک دوسرے کے مفاد کی نگہ داری فریقین کا دین ہوگا (اس دفعہ سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ کسی معاہدے پر عمل خیر خواہی کے بعد ہے۔

لہٰذا ہر کسما معاہدے کے الفاظ سے زبردستی روح اہم تر ہے۔ معاہدہ ضروری ایسی چیز اور سلطنت کاری اس مفہوم سے جملی دامن ہے، اسی لئے معاہدات پر "قائم" رہتے ہیں۔ سے گرجا ہمارے معاہدہ کا حصہ ہے۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی بنیادی مسجد مکہ میں مسلمانوں کی سعادت کا دوسرے کوئی شہر ہوتی تو یہ جنت حیات میں داخل ہوتی ورنہ میں امن کے حصول کا وسیع ہوتی)۔

۶۔ اگر کسی کے خلاف جنگ کی نوبت آئی تو دونوں فریق (یہود اور مسلمان) اخراجات جنگ برداشت کریں گے۔

۷۔ قریش اور ان کے حامیوں کے ساتھ کوئی یہاں تک نہیں رکھا جائے گا جس سے ہونے کی سائنسی طور سے ممکن ہے اور قریش کے مددگاروں کے ساتھ کوئی تعاون نہ ہوگا۔

۸۔ یہ معاہدہ کسی ظالم اور جرم کے لئے ظلم اور جرم کا جواز بنیاد نہیں کرے گا۔ (۱۲) اس معاہدے کی اہم ترین شق یہ تھی کہ کسی بھڑے، اختلاف اور کسی نئے مسئلے سے بچا ہونے کی صورت میں فیصلہ دہندہ کی کے حکام کی روشنی میں محمد ﷺ کریں گے۔ مسلمانوں کی اس شق نے عملی طور پر ہر دو کا نجات دہندہ کو دینے کی ریاست کا سہم برقرار رکھا۔

یہ معاہدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اطلاق کا یہ کارپ ہے۔ دونوں فریق نے حلقہ کی پوری حفاظت، ریاست میں یہود اور مسلمانوں کی حیثیت میں برابری اور

زبردستی میں خلائی اقتدار کی پاس داری، کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ کسی ظالم کا ساتھ نہیں دیا جائے گا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انتخاب

رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں مسلمانوں کے انسانی خلائی کوہِ نبی اور آپ سے معاشرے کو توازن، انصاف اور امتیاز کی خصوصیات معاہدہ، نبی اور ان نیت سے آپ ﷺ کی خیر خواہی کا یہ عالم کہ آپ نے مطلوب قوم یعنی یہود کو ہمارے فریق اور مصالح کا موقع دیا۔

محبہ کرام مسجدِ نبوی کی تعمیر کرتے جاتے، پتھر و کون کی جگہوں پر لگاتے جاتے، کھجور کے تنوں سے ستون قائم کرتے جاتے اور چٹائی اور کھجور کے پتوں سے چھت اُٹالتے جاتے اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار کو رکھ کر دہرتے جاتے۔ یہ غلط فہمی میں غلطی کا ایک اور طرح کا دائرہ ہمارا ہے۔

الصلح من ليل الحج المساجد

و يقرء القرآن قاعلا و قاعدا

ولا يبيت الليل عند القاد

اس نے صبح پائی جس نے مسجد بنائی، جس نے بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے رات کو قرآن کی تلاوت کی اور جس نے رات جاگ کر گزار دی۔

عربی معروض میں زمانہ مضارع کا استہوا کیا گیا ہے، حال اور مستقبل۔ ہم نے اردو میں صوتی "تہک کو" پر کرنے کے لئے ماش کا صیغہ استہوا کیا ہے۔ یہ مصرعے بیشت بیشت کے لئے مسلم شریعت میں مسجد کی تعمیر کی ہیئت کو پیش کرتے رہیں گے۔ اور یہ حقیقت سے آگے رہے گی کہ مسجد کے معنی، ہر حال میں قرآن کو اپنے ہاتھوں، اولیاد و اہل میں سمجھائے رکھنے میں اور اس کی رائج احکام اپنی کو یاد کرنے میں مگرتز جاتی ہیں۔ تعمیر مسجدان کی زندگی اور شب و روز کا ایک استند رہے۔ اس مسجد کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اہلایا

نصحه انفس على التقوى من اول يوم احل من تقوى فیه ۱۰
و حال یحسبون ان یغفلوا و ان الله یذهب الغفلة عنہم ۱۱

البتہ وہ مسجد میں بنایا تقویٰ پر پہلے دن سے رکھی گئی ہے، اس بات کا حق رکھتی ہے کہ آپ اس میں (عبادت اور نماز کے لئے) کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو غفلت اور بے نیکی سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک اور ظاہر لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

یہ قرآنی آیت مسجدِ نبوی کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی الشریف کا بھی معنوی طور پر احاطہ کر

طرف کاغے دار جہانزیں ہوں اور اس کے جسم پر پیش قیمت لباس ۱۲ اور وہ اس راستے کو اور طرح سے کرے کہ نہ جسم پر فرش آئے و نہ کپڑے نہ کھین سے کھینیں قرآن میں اس طرح راستے گزرا تقویٰ ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شان کو بہت پرہیز کیا۔

زندگی ایک ایسی ہی چمکندہ ہے جس کے دونوں طرف تزیینات کی جہازیاں ہیں۔ مٹاؤ کی دھوئیں ہیں، اس کو ذات کی پائینگی اور قلب و ظہر کی جہارت کے ساتھ صرف نہ محبت و عرف کی بنا پر ہی ملے گی جاسکتا ہے۔ صحت پر کرام خسرو کی کریمہ رحمت کی حیثیت پر عمل۔ درمیانے اس تلوے کو حاصل کر چکے تھے ارادہ مدینہ منورہ میں ان کے سامنے یہ عرض تھا۔ اُن کی تقویٰ کو اس شریعت کا مزاج اور اس کی مشابہت بنادیں۔ اس کے لئے داروں کا قیام اور تھا تا کہ یہ جتنی تقویٰ سماوی ریاست کے دستور کی پیروی میں تھے۔

چہ غرض قیامِ حق کے دور، نہ سرد کا نہ تھکاتے سے مسجدِ نبوی کی تعمیر فرمائی۔ صحت مدینہ منورہ سے جس میں پہلے کسی ہادی میں تعمیری جو چاندی پر ہے اور عاید ہوتی ہے۔ نام کو شہر الہی کہتے۔ مدینہ میں ہی کرم جیہ اصول و اسلام نے حضرت کلثوم بن ابراہیم رضی اللہ عنہ کے مکان پر ہی قمر پاکر اس مکان اور اس کے مالک کے نام کو عمار کی تاریخ کا حصہ بنا دیا۔ حضرت کلثوم کی سعادت و خوش بختی جس تک مسجدِ نبوی میں رہی۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر اسی رہی۔ یہی تھی جو حضرت کلثوم کی ملکیت تھی۔ اس مسجد کے حق و اعظم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ کے دو دار و مدار کا۔ کرام رضوان اللہ علیہم تھے۔ تعمیر کے لئے ہی قبلہ تھے آپ کے قمر پر چڑھنے کے لئے، آپ نے مسجدِ نبوی کی تعمیر کی ایک اور جگہ پر مسجدِ نبوی کی تعمیر فرمادی۔ آپ کے علم پر اس کے برابر اور اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ تیسرے جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے، چوتھے جگہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پانچویں جگہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے۔ بعد میں حضرت علی و عثمان رضی اللہ عنہ کی تعمیر میں شریک ہو گئے تھے۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر میں پہلے پانچ جگہوں پر مسجد کے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب غوثت کا پیسہ زمین فرمادی اور مسجد ریاست کے رہنے کی وجہ سے بھی فرمادی گئی۔

مقی ہے اور ان کے لئے واحد (مہر) کا استعمال مقصد کے اعتبار سے نہ سے ایک ہونے کا مت کرنا ہے، جیسے قرآن مجید میں کتب الہی کے لئے لفظ کتاب استعمال کیا گیا ہے۔

"مہر تقویٰ" کے ساتھ "مہر ضرا" کا بھی ذکر ہے جس کی تفسیر کا مقصد یہی مسلمانوں میں اخلاق اور انتشار پیدا کرنا تھا۔ نظامِ دوسوں میں کس سے کھڑے کر مقصد تھی۔ ایک کو ڈھانے جانے کا متعلق بنایا اور دوسری مہر (مہر تقویٰ) مقصود مطلوب موہن قرار پائی۔ مہر کی مثال سے ہمیشہ کے لئے یہ بات روشن رہا، صبح کوئی اسلامی ریاست مسلمان معشرے کو پانی و تقویٰ کی بنیاد پر نہ کرے گی اور نہ کوئی اسلامی ریاست کو خیر سے اور ریاست کی بنیاد بنائے گا تو کامیابی اس سے دور رہے گی۔

اخلاق میں مسلمان، اخلاق (بہادور سے معذور) اور مہر قبا اور مہر انہوں انشرف کی تفسیر یہی کہ اسلامی ریاست کے سنگ بنیاد ہیں۔

مدینہ منورہ کا اسلامی معاشرہ

اسلامی ریاست کے قیام و مدنی زندگی کی اولین سرگرمیوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلامی ریاست کی بنیاد نبی اکرم ﷺ نے ان اخلاقی نقطہ سے کے ساتھ ہی رکھی جو اسلامی اخلاق و صفات کے ایک تھے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اپنی محبت کے ثبوت سے چپکے تھے۔ مہر کرشمہ عقلمند و صبر و پاکیزگی قلب و فکر کے پتھر تھے۔ یہی اخلاق سے ہمیں اسلامی ریاست وجود میں نہیں آسکتی تھی اور دوسری طرف اس حقیقت کو سامنے رکھتے کہ اسلامی ریاست نئے مسلمان ہوئے لوگوں کے لئے ایک مثال و معیار تھی کہ وہ ایک طرف اخلاق کے ذریعے معشرے کے خدو خدائیں متعین ہو کر سامنے آتے ہیں اور دوسری طرف انہی اسلامی معاشرہ اسلام کو اپنا لئے والوں کی راہوں کو کھل جاتا ہے۔

مدینہ منورہ کا اسلامی معاشرہ رسول اللہ ﷺ نے قرآنی بنیادوں اور پہلے اخلاق عین اس پر تشکیل فرمادیا۔ اس میں شرع کے مختلف پہلو مہر اور ادب اور مہر ان میں اس طرح نکلتے تھے جن میں اس کو صبر و شہادت و مسابقت و پاکیزگی کے انہی میں بنیادوں میں صبر و شہادت کے ترکیبی کا عنصر یہاں بیان کرنا مناسب ہوگا۔

اسی بھی معاشرے کی بنیاد تقویٰ پر رکھی جاتی ہے صحت مند اور نصاب دار معاشرے میں خیر و عدل اور مساوات کے قیام کے لئے تقویٰ کیا جاتا ہے اور انہی امور میں شرع میں لوگ علم اور ہدایت پر اکتھے ہو جاتے ہیں۔ مدینہ میں وہی شرع و جود میں آیا جس سے رہے میں ارشاد ہوا کہ یہ معاشرہ انسانیت اور انسانی قدر کے فروغ کے لئے تشکیل پایا ہے اور یہ بات

موساؑ سید برائے انبیاء علی نبی کے خود سے پیسے غش کی بجائے ہے کہ یہی ذکر محمد ﷺ کی نبوت
صرف ایک نبی کی بحث نہیں کی بلکہ آپ کے ساتھ ایک امت بھی مبعوث فرمائی گئی تھی
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَتْلُوا صُورًا مَّا تُعَلِّمُونَ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ
عَلَى الْمُسْكُورِ فَوَاضِلُ الْمُنَافِقِينَ (۱)
تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لئے اور جو میں دئی گئی، کہ تم
معروف اور اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو (اور بدی باتوں کی طرف دعوت
دیتے ہو) اور عنقریب (اور بری باتوں) سے دور رکھتے ہو اور اللہ جل
جلالہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور خیر اسم کے برحقیت کے اپنا کردار، ایسے مثالی معاشرے کے قیام کے لئے اور
کی۔ کسی بھی معاشرے میں فرقہ کے سر میں ہوتا ہے لیکن معاشرے کی تیسری ہر ایک
کی دوسری اہمیت رکھتی ہے۔ سلام نے اس میں کسی معمولی اور غیر متعلق مساوات کو اپ
آدرش اور نصیب اسمیں قرآن میں دیا، لیکن ہر فرد کے حقوق کی ضمانت دی اور اس میں کسی و
کسی دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔ ہر مذہب کے معاشرے کے مفاد داخل کو اور دوسرے میں
ایک مصلحت نام سے بھی جو حصہ دیا وہی اتنا ہی اہم ہے جو ایک اور مصلحت نام اور مصلحت نام کے
حصہ ہے۔ ایک خدائی معاشرے کی یہ ایک بنیادی خصوصیت ہے

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ جَنَّاتُ عِلِّیٍّ فِي الْأَرْضِ وَأَرْضٌ مُّغْتَنِمَةٌ
مِنْهَا وَجَنَّاتُ عِلِّیٍّ فِي السَّمَاءِ وَنَاكِاتُ عِلِّیٍّ فِي السَّمَاءِ
وَنَارُ عِلِّیٍّ وَحَمِيمٌ (۲)

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو زمین میں عِلِّیٰ جنتیں دی (اور اعلیٰ عِلِّیٰ جنتیں)
اور ایک کاڑھ دوسرے سے بڑھاتا کہ تم کو ان چیزوں میں آزمائے
جو اس نے تمہیں دی ہیں۔ یہ قلب آپ کا ہر بار حساب لینے والا

ہے اور یہ ملک و مہفرت کرنے والا رحم ہے۔
آیت شریفہ کا مفہوم بہت وسیع ہے اور سیاق و سباق کے ساتھ اس کے معانی
میں وسعت یہ ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ سن کو حالت ارمی عدا کی گئی۔
دوسرے معانی یہ ہیں کہ اللہ نے تمہیں سلطنت عدا کی اور اعلیٰ اہل عدا کے تہذیبی آداب
کی اور وہ اللہ ہی کے مختلف حیثیتوں اور صافیتوں کے لوگوں کی صافیتوں کے مطابق
آداب ہے اور اس مسئلہ میں یہ بھی کرتا ہے (وہ رحم)

مراتب، صافیتوں، اعلیٰوں اور دوسرے اہل عدا کے اختلافات کے ہر جزو اسلامی
معاشرے کے افراد میں، سخت میں ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ان کے حقوق کا
یکساں احترام کیا جاتا ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ فَأَصْلَحْ خَوَافِئَهُمْ اَوْفُوا لَهُمْ
مَعْلُكُمُ فَرِحُوا (۳)

یہ ملک سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں میں پسینے دو
بھائیوں کے درمیان صلح کر دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس
سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں ایک مصلحت، تفریق کی ہے اصل الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ اس سے
چیلے کی آیت میں مسلمانوں کی جو باتوں کے دوسرے اختلاف اور جھگڑے کا ذکر اور اس
بارے میں معاشرے کے ہر فرد میں کا لیا گیا ہے کہ ان دونوں گروہوں میں بدلے کے ساتھ
صلح دینی ہے اور اگر دینی کرنے کی جماعت اپنے رویہ کی صلاح نہ کرے تو اس کے
خلاف تفریق دینی ہو جائے یہاں تک کہ وہ عہد اور نیا دینی سے باز نہ رہے۔ حدیث مسودہ میں
اسی کی معاشرے میں ایسے فقی اختلافات یہ ہوتے، لیکن چونکہ اس معاشرے میں قوت کے
ساتھ ساتھ نصف کی قوت نافذ و لا عدا ہے کہ فقی میں سے اختلافات اور جھگڑے میں
غریبی سے تھک فیصل نہ دیتے ہوتے تھے اور حوت میں کوئی رشتہ نہیں پڑتا تھا۔ اس معاشرے

کے ہر فرد کو اس حقیقت کا ادراک تھا کہ اللہ تعالیٰ عذاب کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
نئے بدل کے ساتھ ہر عین میں صلہ کر دی جاتی تھی۔ کیونکہ جماعت متوکلین کو یہ یقین تھا کہ
عقلمند ہوتی

فَصَافِلْهُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ بِالْعَدْلِ وَالْقِسْطِ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِينَ (۴)

میں ان کے اور عیال نصف کے ساتھ صلہ کرادو اور ان کو عدل کرنے والے۔
اللہ تعالیٰ عذاب کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔

جس معشر میں ہر فرد کا عقلمند سے پابند ہوگا وہ وہاں شرعی اور قانونی نظم
یا اس نظم کا عطا نہ کی جائے تو اس کی جگہ سے شک و ظہور حکم قرار پائے گا۔ علم ایک
جہالتی اور وسیع مصلحت کا ہے۔ کسی کی حیثیت محدود اور اختیار میں نہ رہتا ہے۔ علم ہے۔
کے علاوہ کسی اور کو رہا اور موجود قرار دینا اسی اختیار سے علم ہے۔ جس آپ کی کے حدود میں
ہے یا تصرف کریں گے تو کسی کی جگہ کسی اور کو دے دیں گے، اس طرح خود رہن چاہئے گا
یہ ایک سے ساتھ نظم ہوگا۔ علم کے معانی میں حکمت کا پہلا بھی موجود ہے۔ کسی کی جگہ کسی
دینا اس سے بڑھ کر تارکی اور پاداشی جب بدل کی روشی محدود ہوتی ہے تو حکمت اس
خدا کو پر کرتی ہے۔ علم کی مختلف شکلیں بھی اس میں تاریخی میں جاتی ہیں۔ عقیدے کے علم میں
شرک کے علاوہ حریفین سے شایانوں کے لئے نہ دینی و بیحد مشعل بنایا اور ان کے لئے عذر
حیات تک کر دیا، "عذاب لیا کہ ان بستیوں کو چکڑیا اور دودھ کی بہت بن رہی ہیں

وَكُلَّ شَيْءٍ مُّسْتَقَرًّا عَمِلْتَ لَهَا وَهِيَ طَالِعَةٌ نَّمُّ حَذْفُهَا ۝ وَالْمَصِيرُ (۵)

بہت سی نظم کرنے والی بستیوں کو کھینچے۔ پائیلانی، پھر حریفین (اس
علم کی پاداش میں) چکڑیا اور میری ہی طرف دے کر آئے۔

پہلی سنی تاریخ کے ہر معشر میں یہ مسودہ کی عداوت میں ہر حیثیت سے
میں۔ علم کی تاریخی نگاہ اور بدل میں شے کے انتہائی خیر کا حصہ بن گیا۔ اس حد تک کہ آج
ن۔ دین اور بدل کی دینی دنیا میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک یہودی نے قرآن کی
نمودار بنائی اور ان کے سینے میں یہ راستہ کے ہر فرد کو اللہ کے حکیم ترین رسول کے ساتھ محبت کی
نئے ساتھ بات کی تو مسلمانوں کو اللہ کے رسول کے ساتھ محبت کی نئی بات کر کے سامنے ہے
اس سے پہلے کہ یہودی حق پرست اور حق میں سے تاراج ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مدینے کے معشر میں ہر فرد کی حاکمیت سوری تھی، کاشت کاری میں بھی لوگ
معاوضہ تھے، دوسرے پیشہ ور بھی، دینی کاروبار، راستہ ہزاروں کے علم و روش کی روشنی
نئے پائیدار اور کوری تھی (۶) تمام انھوں کی سرگرمیوں کے ساتھ وہاں مدینہ کو بیحد
کر دینا حق حیر کے بعد مل گیا۔ ان حالات میں مدینے کے معشر میں ایک دوسرے کی
حق و توازن، اللہ کے جذبہ ہی سے تھا، اور شرعی حرمات بھی کام لیتی تھیں۔ ہر فرد
کے باطنی حقائق اور ان کی حاکمیت کی حیرت انگیز اور ایمان بنیادوں پر قائم تھی۔ انہوں نے
اس میں پہلے بھی عذر کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں واقع ہر رسول، خدا کی عطا کردہ حکمت
میں رہا۔ ہر فرد میں انھوں نے یہ پاداش میں لگی اور انھوں نے ہر فرد میں یہ خود
کے حاکمیت کی حکمت کو پیش کیا کہ ان کے تفسیر میں اس صورت حال کو اس طرح پیش
کیا گیا ہے

وَالْمُؤْمِنُونَ سَوَاءٌ أُنذِرُوا أَوْ لَمْ يُنذَرُوا ۝ وَالْإِنْسَانُ مِنْ قُلُوبِهِ مَلْحُونٌ ۝ مِّنْ هَاجِرٍ
الْهَمِّ ۝ وَلَا يَجْلِسُونَ فِي صَلَواتِهِمْ خَاصَّةً ۝ أَوْ تُنَادُوا ۝ يُؤْمِنُونَ
عَنِ الْمَكْرِهِ ۝ وَلَا يَكُنْ لَهُمْ حَصَصَةٌ ۝ وَمِنْ تَوَكُّلٍ شَيْخٍ
نَّقِيهِ فَلَوْ تَكَلَّمَ لَمْ يَلْمِزْهُمُ (۷)

۷۔ یہ تفسیر کے میں ہر فرد میں ان کے وقت انھوں نے معاشرے کے عدلیہ پیدا کرنا ہے۔
اور اسے قرآنی ہی ہوتی ہے۔

اور ان کے لئے جنہوں نے اس گھر (مکہ) میں اور ایمان میں ان سے پہلے گمراہی ہے اور ان سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے ان کی طرف ہجرت کی اور نہ کچھ ان تھا ہجرتوں کو دیا جائے اس سے وہ اپنے اہل میں کوئی نئی محسوس نہیں کرتے بلکہ وہ نہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خود ان کو خود ہی سخت حاجت ہو جس نے اپنے نفس کو نکل سے بچا لیا وہی علاج پائے والوں میں سے ہے۔

یہ ہیں وہ ائمہ اور مصلحین پر مہینے کے مسلم معاشرے کی بنیاد رکھی تھی۔ معاشرے کے سب تکمیل دور میں مسلمانوں کو یہودی سازشوں سے بچی واسطہ دیا اور تشریح کے لئے اسلام کے خلاف حالت جنگ کو برقرار رکھا۔ وہ مدینہ کے یہودیوں سے مسلسل رابطے میں رہے کہ کس طرح مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا جائے اور کس طرح مسلمان ہمت الٹی سے نکالے جائیں۔

انسانی زندگی کی غیر معمولی صورت حال - جنگ

اس وقت تک یہ جنگ یک طرفہ تھی، یعنی قریش سے سلام و مسلمانوں کے خلاف ہرجا بہ متبادل نہ تھا۔ مگر محاصرے میں سلام فرادے دونوں میں گھر کر رہا تھا اور بن مسلمانوں کو ہلاک کر دیا سوچ حیات کی تعلیم دی جا رہی تھی۔ یہ عرصہ متبادل اور ثابت قدمی سے کفر کے ہر عملے کا جواب دے رہے تھے اور ایسے بھی وہ جس دین کے راستے پر ستر کر رہے تھے اس نے ان کو ان سے دیر وقت قرار دیا تھا۔ اسلام حیات انسانی میں ہمہ جہتی تھرونی اور سکون و امن کی طرف دعوت دے رہا تھا۔ اسلام اس کا راستہ ہے اور اس کا ثبوت یہ حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ میں اور مدینہ کے گرد و نواح کے دوسرے قبائل کے ساتھ امن و امان کے بائیں کے معاہدے کیے، لیکن کفر و شرک کی سازشیں جاری رہیں اور آخر مسلمانوں کو کافروں نے خلاف جنگ کی اجازت دلی تھی اور یہ جہاں ایک سترے میں داخل ہو گیا۔ قریشی قبائل کی سبیل کا مدعا تھا اور پہلے ہی اس سے آئیں سلام میں داخل تھا۔ مسلمانوں نے اپنے آپ کی خاطر اہل ہمدردی ہر سترے میں کی۔ قریش کا سترہ میں موجودہ کی بیات اور میں ملتا ہے

اِنَّ لِلَّذِيْنَ يُفْتَلُوْنَ بِاَيْْمَانِهِمْ عَلٰمْا ط وَاِنَّ اللّٰهَ عَسٰى يَّصْرِفَهُمْ
فَعَدُوًّا ط وَلِلَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغِيْرَ حَقٍّ لَا اَنْ يُفْلُوْا،
رَبُّ اللّٰهِ ط وَلَوْ لَا دَلَعِ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَّاهْتَدٰتِ
صَوَافِعُ وَبِيعَ وُصْلُوْا ط وَ مَسْحَدٌ يُذَكِّرُ هٰذَا اَسْمُ اللّٰهِ كَبِيْرٌ ط

وَلْيَنْصُرُوا اللَّهَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَوِيٌّ عَنِ الزَّالِمِينَ (۱)

ان کو جن سے (کافر) جنگ کرو ہے ہیں اور جن پر ظلم کیا جا رہا ہے۔
مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے، یہ جنگ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر
قادر ہے۔ یہ وہ (معلوم) ہیں جن کو باحق اس کے گھروں سے نکال دیا۔
صرف اس لئے کہ وہ کسی میں کہ اللہ کا رعب ہے اور اللہ تعالیٰ
وہوں کو ایک دوسرے سے نہ جانتا رہتا تو عبادت گاہیں مگر ہے۔
یہودیوں کے معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام سکوت سے پڑھا جاتا ہے
وہاں وہی جاتیں۔ جو اللہ کی یاد کرے گا اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا اور
اللہ بڑی قوت والا اور بڑے فضلے والا ہے۔

اس فرمان پر زبانی میں اس اجازت کے اسباب اور حدود بھی فرمادی گئی
ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے اعتقاد اور دین کے قیام کے لئے آپ کی پادری اور استقلال
مافیہ تہذیب کی اس خوبی معمول سرگرمی کو جسے جنگ نہ جانتا ہے، عدالتی فہم و حد و قی
در مقصد حد تک رہا ہے۔ جنگ کی لمبائی سرگرمی اور مصلحتوں کی مطلوبیت کو تسلیم کرنے کا یہ
قرارداد ہی تھی ہے اور جنگ کا مقصد اور حد مقصد عدالتی فہم و حد و قی ہے۔ جس تہذیب اور
'شہنشاہیت' کے قیام کے لئے جنگ حرام ہے اور اس جنگ کا حق اور محمدیہ ﷺ کے دین
کوئی نقص نہیں۔

مگر جن وجوہات کا ہوں اور یہودیوں کے معاہدہ کا ذکر کرتا رہی ہے اور اس طرح
جنگ کے حدود کا تعین کرتا ہے۔ اللہ کی عبادت کے طریقوں اور مختلف ادیان سے، سنہ ۱۰
کو مذہبی آزادی کی ضمانت بھی اس اذن قرآنی کا جزو ہے۔

سارے کا یہاں اور قرآن کی کتب اللہ شہادت کے لئے کسی برکت ہے اس کا
ان جنگوں سے ہو سکتا ہے جو ان قیام جمہوریت کے نام پر مغربی سامران نے مسلمانوں
تیسری دنیا کے ممالک پر مسلط کر رکھی ہیں اور سیاست و دھوکا کے ہزار پروں سے باندھ

حقیقت کے ساتھ یہاں شہادت دی ہے کہ یہاں دلی شہادت کے تحت قرآن کے پیچھے
نیوں نے صلہ مقصد چھپے ہوئے ہیں اور یہ مقصد ہیں مصلحتوں کے نکل، مقصدات اور
تہذیبیاتی، یا قبضہ، یا یہ غرض تو دیکھنے کے لئے دوسرے اخلاقی معیار ہیں اور
مصلحتوں کے لئے دوسرے۔ اپنے بڑی مصلحتوں کے اضافہ ان کا حق ہے اور دوسرے
جو یہی تہذیبی اصول سے غور کر کے پا جائیں گے۔

لہذا ضرر سے گزرتے ہوئے ماضی کا سرچھٹے تو 'پ' کو انہ زہاد کا کہہ سکیں صدی
یسوی کی جنگوں میں کالج قوم نے مغلوب مصلحتوں اور قوموں کے ساتھ کیا سوک کیا ہے۔
انسان نے انسان پر کیسے ظلم ڈھائے ہیں اور اس طرح سے بنائے ہوئے کوشش اور مصلحتوں
کی دیکھیں گئی ہیں۔ اس طرح ظلم قوموں کے لئے ہے، جس طرح سے کوشش اور مصلحتوں
میں تعبیر ہے۔ ترکی اور جاپان کے ساتھ اتحاد دینے کی سب سے بڑی، اور کئی مغربی ممالک
نے متحارب قوموں کے ساتھ یہاں سلوک کیا جس سے مستقبل کی جنگوں کو ختم دیا۔ جنگ
عظیم، دوسری عالمی جنگ کا پیش فیصلہ ثابت ہوئی اور قوم غائب نے اپنے حاشیہ نشینوں اور
یہودیوں کو دیکھا، نصیبوں اور کمزوروں پر مظالم پر پشت نہ کی۔ جس وقت یہ
مغربی ممالک جہاں ہیں اس وقت اسرائیل نے جاپانی بیٹوں کو کھڑے میں تھیں اور
یہاں انہوں نے جنگ (ہیزلر) کی مسلسل خلاف ورزیوں کر رہے ہیں اور اس کے برعکس میں اس
کی تادیب کر کے براہ کار کشی میں کیا ہے۔ قوم متحدہ کو امریکہ نے اپنی اپنی دست کینز
کھانے کی کوشش کی ہے اور اگر فرانس اور مغرب کے چند ملک قدرے غیر جانبداری کا مظاہرہ
کرتے تو یہ جنگ بھی محدود نہ ہو سکتی تھی۔ تاہم اسرائیلی جنگ یہاں ہے اور امریکی دیکھیں
کے خلاف نہیں ہے، یہاں مصلحتوں کے حاشیہ زدوں میں شامل، اور دست دیکھیں سے
مغربیوں میں دیکھیں، انہیں بھی امریکی 'جمہوریت' کے نام پر جتن پڑھاتے رہے ہیں اور بیرونیوں کو
ان کی اپنی حاصل کرنے کے لئے اپنے 'مصلحتوں' پر ترجیح دیتے ہیں۔ ہندوستان کو تو برصغیر
میں ہرگز نہیں تھا، یہاں بھی یہی ہے اور پاکستان کو اکیس-۱۹۵۱ء میں حصول میں رقم کی
لے جانے کے بعد وہ بھی اپنی شرطوں کا پابند بنایا جا رہا ہے۔ جس کے اس منظر نامے سے جنگ کے

سلسلے میں ہی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور اسلام کے مؤقف کی ہیبت و رجا گر ہو جان ہے۔ تمام جنگ کے دوران ثابت قدمی اور دشمن کو کچلنے کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے کہ "جب اپنے ہتھیار ڈال دے"۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں چار جگہ جنگ کا تصور نہیں ہے نیز جب کفر آباد ہے کاروبار

لَا تَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافِرُوا فَغَارِبُوا الْحَرْبُ حَتَّىٰ إِذَا
أَخَذْتُمُوهُمْ فَاسْلُكُوا السُّبُلَ ۚ وَمَا لِدَاغَةِ حَتَّىٰ
تَصْعَقَ الْحَرْبُ وَتُؤَدِّيَ (۳)

(اور) جب کافروں سے تمہاری لڑائی ہو تو ان کی گردنیں مار دو یہاں
تک کہ ان کو انجلی طرح نکل ڈالو اور خوب مٹیوں سے گرنے کا رونا بھر
جھیں (اقتدار ہے) کہ چاہے اس کا رگہ کر چھوڑ دو اور چاہے نہ یے
کر یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔

کفر کے خلاف جنگ کی شدت اس آیت میں بتائی گئی ہے، مگر جب بھی حق
مقابل "نے تو اس کی طاقت کو کھل دیا ضروری ہے تاکہ اور جنگوں کی تمکین نہ رہے۔ "اں
ساتھ ساتھ جنگی قید ہوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں مسلمانوں کو پابند بنادیا گیا کہ
احسان رکھ کر یا دوسرے زیادہ صاف سے کر رہا کر دیا جائے۔ غزوات کے سلسلے میں
لنگھتے سے لنگھتے بھر کر سامنے آئے گا ان شامانہ

ن بنیادی اور اصولی باتوں کے بعد ہم غزوات کے سلسلے پر نظر ڈالیں گے
دیکھیں گے کہ جنگ کو اسلام نے کس طرح غلامی اور انسانی ہمدردی سے جڑ دیا ہے۔

غزوات اور جنگیں اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ

ہمارے دامن شیر سے مرم دم ہے

جہاں ہم آگ رکھ دیں چشمہ مرم آتا ہے

غزوات۔ امن کا راستہ

ہم دیکھ چکے ہیں کہ کیا اگر ﷺ نے مدینہ منورہ (غزب) ہجرت کے بعد مس
طرت بنو نضیر سے معاہدہ کیا مدینہ منورہ اور اس کے نواح میں یہودیوں کی ہتھیان
جیں۔ بیٹاق کے وجود پر مدینہ میں صرف دسے امان کی اسامہ دشمنی نے سازشوں کا
ایک جال بچنے میں مصروف کر دیا اور قریش کے سے ان کے مسلسل راجوں کا مقصد مدینہ
منورہ سے مسلمانوں کا اخراج تھا۔ دوسری طرف قریش کے مسلمانوں کو خوف و پرہیزگاری کی
"جارت" آسے کے سے تیار تھے حالانکہ انہیں حرم کاراستہ کی ہمدردی کے کاغذ نہیں تھا۔ مگر
جاہلیت میں بھی کعبہ کا اس دور حرام تھا کہ حرام جگہوں میں امن و امان قائم رکھا جاتا۔

ہجرت کے بعد قریشی رہائے میں مدینہ منورہ پر قریش کے سے کے اسامات سے
قوی تھے کہ رسول اللہ ﷺ غزواتوں کو مدینہ کی تحفہ کے سے جایا کرتے تھے اور صحابی
نویں شہر انہوں کا حاکمی گت لپایا کرتی تھیں۔ فرسٹ نبوی سے وہی غنی کی روشنی میں
قریش کی تہذیبی شاہراہ پر چھوٹے چھوٹے دسے پیچھے شروع کر دیے۔ سہی ایک جہر یہی
کہ کہ سفر کے قریش لوٹ مار کے چھپرہ دہستے مدینہ منورہ اور اس کے مصافقات میں پہنچ
رہے تھے۔ یہ مسلمانوں کی قوت و پرہیزگاری کا امتحان لینے کی ایک صورت تھی اور کسی جنگ کے
لئے بہت تلاش کرنے کی کوشش تھی۔ قریش کا یہ ایک چھپرہ دہستہ مدینہ کے قریب یکہ
پراگاہ پر مدینہ منورہ اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بکڑ کر سے گیا۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی جوابی کارروائیوں نے قریش کو اس دلائی کا اب ہوا کار چل چکا ہے اور اب

مسلمان ان کی تہارتی شریک کو کھانے کی قوت دیتے ہیں

ان ۱۰۰ میں قریش نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی حالت کے اور بڑھنے سے بہت ایک فیصلہ کن جنگ لڑائی جائے اس لئے انہوں نے ایک منتخب اور آزمودہ لشکر تیار کر کے ہمدانہ کا رخ کیا۔ ۱۰۰ مسلمانوں کو ان کے رب نے نکال کر اراکوں اور ان کی سرکری تیار کر کے باخبر کیا۔ یہ سب تفصیل آپ اس حصے کی پہلی کتاب "نبی محمد ﷺ قرآن مجید کے آیتوں میں" میں مدخل کر سکتے ہیں۔ اس سب تفصیل سے صرف نکل کر تے ہوئے ہم فرمودہ ۱۰۰ احادیث پر مبنی اور مسلمانوں کی تربیت پر اپنی توجہ اور دیکھیں گے۔ فرمودہ ۱۰۰ سے نکال دیتا ہے۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اپنے صحابہ کو شہودی مہم کی تربیت دی۔ انہیں ﷺ مسلمانوں کے دلوں کو صاف کر دیا کیونکہ ان کے دل پر بھاری بھانت دیتے ہیں۔ ان سے انھوں نے اس سے آتا ہے کہ مشورہ سے میں جو مشورے کے طریقے اور ذہنی فرہاد کو اہمیت دیتے ہیں جو مشورے میں انھیں پورا ہوا کرتا ہے۔ چار فریقین کے تیار کیا کہ "ہر صورت میں آپ کے ساتھ ہیں" اور انھیں اس کی تردید کی کرتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ نے کہا کہ "آپ کے ساتھ مسلمانوں کو نہ دے گئے تھے بھی تیار ہیں۔"

فرمودہ ۱۰۰ سے یہ نکال لی جائے کہ وہ موقع کی صدیقی صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت کی اس سب سے پہلے وہ کمال تہوار پیش ہے۔ یہ وہی صمدی کے عقیدہ مؤمنان اور نبی کے نبیوں کے مکتب میں رسول ﷺ اور مسلمانوں کی تعلیم کا زمانہ ہے کہ موت کا کاغذ نہ بنی سے نکال دیا۔ ۱۰۰ احادیث سے یہ نکال لی جاتی ہے کہ وہ مسلمانوں سے ہر اہمیت کا عقیدہ ہے۔ یہی عقیدہ ہے کہ شہادت اور شہداء و شہداء کو شہداء کے عقیدہ ہے۔

جیسے حدیث میں کہ مسلمانوں کی زندگی سے نکال دیا ہے اور وہ ان کی شہادت میں ہر اہمیت کے عقیدہ میں ہے کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم کا زمانہ ہے کہ موت کا کاغذ نہ بنی سے نکال دیا۔ ۱۰۰ احادیث سے یہ نکال لی جاتی ہے کہ وہ مسلمانوں سے ہر اہمیت کا عقیدہ ہے۔ یہی عقیدہ ہے کہ شہادت اور شہداء و شہداء کو شہداء کے عقیدہ ہے۔

فرمودہ ۱۰۰ کی پر پوری رہا اور پڑھے اور یہ حکم، جنگ کی اخلاقیات کا ایک عظیم درس ہے۔ مگر ان سب باتوں سے کہ جن لوگوں نے رسول ﷺ کو ان کے پانی پیا اور سب کے سب حکیم بن کر ان سے سرفراز ہوئے اور ان سے مارے گئے۔ حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ بعد میں دو سب اسلام سے شرف دیا۔ انہیں جب بھی حکیم کہانے کی ضرورت پڑتی تو ان کو حکیم کہاتے "نہی ہل ہل" جس سے مجھے فرمودہ ۱۰۰ میں نکال لی جائے۔

فرمودہ ۱۰۰ میں قریش کی سزا دی گئی کہ ان سے گئے اور ان سے ہی نکال دیا۔ یہ سب ان کے سب حکیم کہانے کے بعد انھوں نے کوئی قید خانہ نہیں تھا اور ان قیدیوں کے رکھے جاتے کہ ان کا انتقام تھا۔ ان قیدیوں کو کھانے کے دو مہینے تیار کیا کہ وہ ان کی بیوی ان کے اخت تک کریں جب تک ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں صحابہ کو ہر مہینہ اللہ تعالیٰ ہمیں سے شہادت کی۔ فرمودہ ۱۰۰ احادیث میں عطاء و سلام، صل، ہم حرم اور عطاء و سلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشورہ دیا کہ یہ آپ ﷺ کے قریب رہیں انھیں صاف فرما دیتے، شہداء آپ کا سواگت کے دلوں کو صاف کر دیتے ہیں۔ ان کی شہادت حضرت عروص اللہ سے مشورہ دیا کہ ان سب کو ان کے بارے میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کا مشورہ تھا کہ ان کی جمع کر کے ان کے بارے میں جان جائے اور ان کو ان کے بارے میں جان کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو قبول فرمایا۔ اس بعد میں وہی اہمیت نکال لی جاتی ہے

ما کان لیس فی ان یسئلونہ عن سببہ حتی یفصح فی انوارہ
فیقولون عروص اللہ والنبی یزید انوارہ وطلوعہ
حکیمہ ۱۰۰ لا کتب فی اللہ سبق لعلکم فیما احلکم
عذابہم ۱۰۰

ان کے لئے روائتیں کہ ان کے ہفتے میں قیدی ہوں جب تک کہ ملک میں بھی طرح جنگ نہ ہو جائے (اور ملک فتح حاصل نہ کرے)۔

(مسئلہ اول) تم تو دنیا کا دل و ستا جا رہے ہو اور اللہ تمہیں آخرت کا جزو عطا کرنا چاہتا ہے اور اللہ غالب اور شکست والا ہے۔ اگر (اس پارے میں) ایسے سے لڑو گا حکم نہ ہوگا تو تم نے جو (خود بددیش) راہ لیتے ہو حاصل کیے ہو تو اس کے بارے میں ضرور تمہیں عذاب ہوتا۔

ہاں وہی لٹنے پہ نکتہ جمع کر دیا کہ مالِ قیمت سے اہم تر یہ بات ہے کہ جنگ، فیصلہ کن بنایا جائے اور فکری و وقت کی لڑائی جائے جو جنگ کا سبب بنی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، امیرِ کبیر رضی اللہ عنہ ورسولانوں سے لے کر آج تک سب سے بہتر قرار دے کر انہیں اپنے افکار و تحقیق کی بنا پر درست کائنات کے لیے حلال و طہیر قرار دیا

فَكُونُوا أُمَّةً مَعْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَذُكِّرُوا بِاللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
 ذَكِيٌّ ۝ (۲)

تَوَلَّيْنَا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُفْرَ بِيَوْمِئِذٍ (۲)

اے ایمان والو! پیرو نصیحت کو اپنا دوست نہ بناؤ، یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں (ان کے ساتھ یکساں ہیں) تم میں سے جو بھی نہیں پناہ دے گا، اللہ کا نہیں ہے سچا پناہ۔ اللہ کا نہیں ہے کہ جس کے دلوں میں (تفاتی کی) پناہ ہے انہیں کی طرف دوڑ رہے ہیں (اور انہیں میں تم سے ہیں) اور کہتے ہیں کہ میں اللہ پر ہے کہ میں کوئی حادثہ نہیں ہے (یعنی مسلمانوں کو قسمت ہوا اور تم بھی اسے سچا دینے کی جگہ سے اناد میں پڑ جائیں) یا ممکن ہے کہ اللہ انہیں سچا دے دے، یا اس کی طرف سے نیچے کی کوئی اور صورت نہ ہو جائے اور اس وقت وہ کسی بد شر مند ہوں گے جو انہوں نے چھپا رکھی ہے۔ اور اس وقت ایمان والے نہیں گئے کہ کیا کچھ لوگ ہیں کہ اللہ کی رحمت سے سخت قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ان کے اعمال کا کام گئے اور یہ قہر والے اور ہمارے دلوں میں ہو گئے۔ اے ایمان والو! جو تم میں سے اپنے دین سے بھڑ جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی قوم کو (میدان میں) لائے گا جو اللہ کو محبوب ہوگی، اور جو اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، یہ لوگ مسلمانوں کے لئے نرم دلوں ہوں گے اور کافروں کے لئے شدید ہوں گے، اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی طاقت کرنے والے کی طاقت کی پروا نہیں کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑا صاحب رحمت ہے اور اس کا علم بہت وسیع ہے۔ اللہ اس کا رسول مسلمانوں کے دوست اور ان میں اور وہ ایمان والے ہیں ان کے دوست اور مددگار ہیں جو احسانیت صلوٰۃ پر قائم

ہیں، ان کو ادا کرتے ہیں اور اللہ کے سامنے جھکتے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے دوستی رکھے وہی لوگ اللہ کی جماعت (حزب اللہ) ہیں اور وہی غالب آکر رہیں گے۔ اے ایمان والو! ان لوگوں کو پناہ دوست نہ بناؤ جو تم سے، ان کو بھی بھل دے، اللہ تمہارے ساتھ ہے، وہ وہی کتاب ہوں یا کافر۔ اگر تم مومن ہو تو اللہ سے اسے رہو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو۔

یہ آیات بہت روشن ہیں، اہل ایمان کی سعادت کے باب میں، اگر کفر و ایمان کی جنگ میں قرین کے طریق سے پناہ میں۔ مسلمانوں کے دوسروں میں بھی تمہارے اور انہیں مدد دینا چاہیے اور کچھ بھی حاصل نہیں جی، لیکن وہ عزت اور عبادت و محبت کے، اللہ نے انہیں عین طاقت کا مقابلہ کرنے کے لئے دو نعمتیں دی ہیں، انہیں دو طاقت عطا کر دی کہ ان میں سے ایک انہیں اور دوسرے طاقت دے۔ تقویٰ ہی جہادِ مذہبی میں مسلمان کی دو شمشیر سے جو فتح کی نوید ہے۔

بر طلاق اور کما مایاں اس طاعت سے وابستہ ہے، وہ رسوں کے حال غوی اور کھائے نعروں کا کوئی متبر نہیں۔ مگر حیدر حاصل ہے تو اس کی سنت کی پیروی اور ان کی طاعت کو۔ سلام ان طلاق پر اور ان کی طاعت کر کے والوں پر، صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرآن اُحد میں نبی کریم ﷺ کے سوا نہ سے ہمیں طلاق کے کیا سبق ملتے ہیں اس کا۔ دیکھتے سے پہلے اس باب ہوگا کہ ہم پہلے اس طاعت رسول ﷺ کی اہمیت، اوصیت اور اس کی وصیت کا بارہ قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں۔

سورۃ النساء، احکام کے باب کے چہار سے سورۃ البقرہ کے بعد قرآن مجید کی نصیحت منضبط و انجام سورت سے اس میں طاعت رسول کے گوش و حرن حرت سے رب صحت سے کیا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے وصیت و وصیت اور یہ اس کی تعلیم کے بارے میں دعا کے حصول کے جس کے بعد فرمایا

سَلِّكْ خُلُوفَةَ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ (۱)

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی طاعت کرے گا اللہ اسے ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے صحرایہ بہرہ دہی جاری اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس نصیحت ہمارے معلوم ہوا کہ سب سے اہم طاعت حد و ہر چیز کی ہے، ہر شے بات بھی، جسے آتی ہے کہ حضرت حد و اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے درجے عطا کی ہیں اور ان کا قرآن مجید میں ہمیں ہے، حد و آپ کی ملت سے تو قرآن اور ابدی حقیقت، کھتی ہیں، ایسے قرآنی مرد و عورت کے، ہم کی سزا۔ ہمارے بات بھی سامنے آئی کہ جنت کا حصول ان حدود کی پاسداری اور پاسداری سے وابستہ ہے، جنت اس دنیا کی کھتی ہے۔

غزوہ اُحد، اس کے سبق

غزوہ بدر کے ایک سال کے بعد غزوہ اُحد پر آپ جس کے دامن میں ہمارے تھے غلطی سہتی ہیں۔ زندگی کا کوئی معاملہ ہو، کوئی مسرکہ ہو، کوئی وعدہ ہو اس کا خدائی پند ہمارے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ زندگی کا ہر پہلو ہمارے خدائی سے کسی نہ کسی گوشے کو پھیرا سامنے۔ تاہم وہ ہر پہلو میں رسول اللہ ﷺ کا اس وقت ہمارا رہی، شہائی کرتا ہے۔

غزوہ اُحد کا سب سے اہم خدائی دینی و راہنمائی پیغام طاعت رسول ﷺ کی اہمیت ہے۔ سلام اللہ علیہ جلال اور اس کے احکام کی طاعت کا نام ہے اور ان احکام کی طاعت قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کا دوسرا نام ہے۔ اللہ کی محبت اور کائنات ﷺ کی جاسا سے، یہی اصل ہو سکتی ہے مختصر یہ کہ جاسا سے کہ رسول پرش کی پیروی اور آپ کے احکام کے لئے سر ہونے کا نام اسام ہے۔ طاعت کا، دوط و ح ہے، اس میں کسی کام کے عرف و راجت، کسی جبر کے بغیر، اصل و تخری کشادگی کے ساتھ اس دینے کا مفہوم موجود ہے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ ہم علم دینے والے کے ساتھ و

ہوں۔ اللہ ہمیں اس علم احکام میں ہر شے ہمیں آسان بنی تھی۔ اور اپنے رسول سے سوا سب کے آپ میں جی ہو کر ہی کرتا ہے۔ ہم نے رسول کی طاعت زندگی طاعت سے دونوں کی طاعت کا ذکر قرآن مجید میں ہمیں کیا ہے کہ ہر طرح آسان ہے۔ اللہ اور رسول کی طاعت مسد کو جیہ و مدینہ شہر، دو صدی میں کی رفاقت کی دوست طاعت کرتی ہے اور اس سے بجز رفاقت و رگونہ ہی ہو سکتی ہے۔ اس رفاقت کا راز و بہت وسیع ہے۔ اس دنیا سے لے کر کلی دنیا تک

نے اپنی نبی کریم کی تائید کی۔ ہوا لے رہی رہی کے۔ میدان میں تھک دیا ہے اور میدان جنگ میں تو ان پر بالکل اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے اہم تر یہ ہے کہ غزوہ اُحد صرف شہرہ پیک کی حفاظت کے لئے نہیں تھا بلکہ اسلام کے عقائد کے لئے تھا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ صحابہ کے دشمنوں کا احسان کیسے تو کر سکتے تھے۔

اس معرکہ کے بعد نبی کریم ﷺ کی وہ پہلی حالت تھی کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر اپنے اس معرکہ میں اسلامی فکرمیں سہارا فرماتے اور دشمن کی فوج میں تھیں اور آزار دہ کار دوسرے ہر ایک سے بڑھ کر وہیں میں غرق منکوب ہو چکے تھے۔ ہر ایک کی صف پر بھی ایک سال کی گزر چکی تھیں۔ مسلمانوں کے دو تھکوں کے ساتھ اور دشمن کی فوج کا رونا دھنا تھا۔ حضرت علیؓ نے اسلامی فوج کو تڑپا دیتے ہوئے پچاس تیر خندوں کو ایک دن سے پرستیں فرمادیا۔ جنگی اہمیت کا حال تھا اور آپ ﷺ نے ان سے فرمادیا کہ کسی حالت میں یہاں سے نہ ہٹنا چاہئے تم دیکھو کہ ہر عہدے کے مسلمانوں کو اپنے لئے ہمارے ہیں۔ یہ اہل ہمارا اور ہمارے کے مطابق۔ یہی عین حالات کی عکاسی کر رہا تھا۔ لیکن جب معرکہ کا زور گرم ہوا۔ مسلمانوں کو کچھ ہونے لگی تو تیرا خندوں کے سردار حضرت عبداللہ بن جہل بھی اللہ عزوجل اور ایک دوسرا تھکوں کے علاوہ سب سے بڑھ کر دشمن کے والی قیمت کو حاصل کرنے کے لئے درجہ چھوڑ دیا۔ یہ عمل دلائل حکم رسول ﷺ کے خلاف تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ مار دیا اور ناپاکی سے مزین تھی۔ اس میں یہ گناہ بھی شامل تھا کہ خداوند کریم پر صورت دینا۔ انہیں والی قیمت سے محروم کر دیا۔ رسول میں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بد رفتاری سے اتھارنا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان کا حق فرما دیا تھا جس سے کسی کے لئے ترین خصاف کی کمی کا خدشہ نہ ہو تھا اور جو والی قیمت میں بیٹے داناے جوئے کے ایک بیٹے شام میں رکھتا تھا اور جنگی دھماکے کی آواز تھیں خدا کا چہرہ بھی جس سے نزدیک اور آراستہ تھا۔ اس سے یہ بات سامنے آتی کہ مسلمانوں میں تعلیم کی کمی کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ پر بھی پریشانی اور اصرار ہو رہی تھی۔

جب مسلمانوں کے قدم میدان سے اٹھ کر رہے تھے تو اس وقت الامنیان نے آ،

افغانی محمد ﷺ قرآن مجید کے آیتوں میں

لکھی کی تہم میں محمد ﷺ ہیں۔ حضور نے مسلمانوں سے فرمایا جو آپ سے دو، پھر ابوسلیمان کی آواز ہوئی کیا تم میں ہو کر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ حضور ﷺ کے شارب ہر مسلمان خاموش رہے۔ پھر ابوسلیمان کی آواز ہوئی کیا تم میں ہرمان خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں، مسلمان مرضی رسول ﷺ کے مطابق خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ کے ہر دشمن کی کڑی کے بیٹے میں یہی کی طرح چاہت ہے۔ اس خاموشی کے بعد ابوسلیمان نے فرمایا اہل ہن یعنی یہی برتری ہو گئی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی یہ خبر سنا تو

اللہ اعلمی و اعلی

ابوسلیمان نے اس کے جواب میں کہا اے اللہ سے عزی ہے و تم عزی سے محروم ہو۔ ہر کا بھی مرتبہ ہے اس طرح کے جواب میں یہ خبر اگاسے کی ہدایت کی

اللہ مولانا و لا مولیٰ لکم

اللہ ہمارا کارساز ہے اور تمہارا اکیلے مولیٰ نہیں۔

امیات الامنیان کے جرات ہوں یا تمہیں اللہ کے ستون و خیمہ دینے کے وفات

میں جہاں تھی ہو گئی تھی جہاں، کوئی سا کی ہو یا حضور ﷺ کسی بار سے گزر رہے ہوں

اے اعدا کا وہ سخت دان ہو جب آپ کے دشمنان ہمارا شہید ہوئے اور خدا کی زبان آپ کے

کلمہ ربنا میں گونجیں کسی عالم اور کسی حال میں آپ صحابہ کرام کی اخلاقی تربیت سے ایک

لکھ سے بھی بڑھ جائیں نہ ہونے۔ آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے معلم کلمہ کلام کا مستحق ہے؟

اللہ ﷺ اخلاقی تعلیم دینے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اخلاق کریمہ کی تعلیم کے لئے

آپ سے حضور ﷺ کا ہر شخص وہب اخلاق آپ کی ہر نبیل کتاب اخلاق تھی۔ آپ کا کام

کار آپ کا ست و دیستان اخلاق تھا۔ خدا کی اس وسعت کو سمجھنے کے لئے انہوں نے کلمہ

کلام دیا ہے اور معیار کام نہیں لکھے۔ خداوند تعالیٰ کو صرف قرآن مجید اور سوا خدا کی

بات سے سمجھنا سکتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کے عملی اور ہمہ دور مکانات

ہر کو مل دیا اور اخلاق کے لئے اخلاق آپ کے عمل، آپ کے کام، آپ کے سکوت سے

لکھیں۔

مردمان پر، دوداں پر، انسانیت باقی م قیامت زندگی کے ہر شعبے کی طرف
اخلاقیات کے باب میں رسو آخرا ان کے اس بات سے سر نہیں اٹھ سکتے۔

قرآن حکیم نے عروہ حد کا تذکرہ نہیں لیا، بلکہ اذیت اور بھڑکے تک محدود
نہیں رکھ بلکہ اس میں مسلمانوں کے کردار، وقتی غمی اور کسی کے ساتھ ساتھ نفوس کا تجزیہ بھی
فرمایا ہے اور اس بات کو بھی واضح کر دیا ہے کہ بھڑکے اور نفوس کا تحقیق بھی اللہ کی امانت اور نھت ہے۔

ہے اور یہ کہ اہل ایمان کو صرف صدق ہی پر توکل کرنا چاہیے۔

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (۷)

اور یہ اللہ کا حق ہے کہ مومن اس پر توکل کریں۔

اس اخلاقی سبق اور غور و فکر سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ مبرا اور استقامت جہاد۔

ام تر ہے کیا تو یہ ہے کہ جو دوسرہ حقیقت کی اعلیٰ ترین شکل سے

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْإِنسَانَ لِيُفَلِّمَ اللَّهُ الْغَدِينَ جَهَنَّمًا

مَنْكُمْ وَيُفَلِّمَ الضَّالِّينَ ۚ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْآمُونَ مَنْ قَلِيلٌ

أَنْ تُلْقُوا مِنْهُمْ لَمَاقِدًا يَنْتَفُخُ مِنْهَا مَنْ يَخْشَى اللَّهَ يَنْفُخُونَ (۸)

یہ قرآن نے یہ خیال کر رکھا تھا کہ تم جنت میں بھی داخل کئے جاؤ گے

۷۔ نہ کہ تم نے بھی لوگوں کو پانچ نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد

کیا اور اس نے تم میں سے ثابت قدم رہنے والوں کی آزمائش نہیں کی

اور تم تو موت سے دوچار ہونے سے پہلے موت کی آگاہ کر رہے تھے اور

بہ تو تم سے موت کو دیکھو۔

یہ سب قرآن میں قدر فصیح اور انسانی طبیعت کے مطابق ہے۔ نہ تو کائنات

طریقہ انسانی کی برکاتیت سے باخبر ہے اور اس کا علم تو انسانی حال اور مستقبل پر محیط ہے، یہاں مل

کا مہیوم چاہیے اور اس علم کا ضیق انسانی کردہ سے ہے یعنی اہل ایمان دیکھ لیں کہ کس

جہاد ۱۷۱۔ ان کو ثابت قدم رہا۔

جیسے کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے کہ اصل مسئلہ طاع و نعرہ کا نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کی
ترتیب کا تھا کہ وہ اقوامہ کی قیادت کے قابل بن سکیں اور یہی "توکل قیادہ" کا مقصود تھا۔
۱۷۱۔ اہل ایمان کو خدائی پہلوؤں کو یہ قلب شہید نے اپنی نگاہ "حق ہی حق" اور قرآن "میں نہایت
شرع و وسط کے ساتھ پیش کیا ہے۔

وہ ہمارے قریب ہیں۔

1997

بعض الناس يابغوا أمجاداً

عليه السلام ما يقرب اليها

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، اسلام پر ہمیشہ
میں رہے۔

خدا کی کرم بخشگی اس مشقت میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ یہ عقوبت کا عظیم ثمرہ ہے۔ مسعودی کا قصہ ان کا سرسبز اور آبادیالا ملک بنانا اور اس ملک کی ترقی میں اس کا شریک بننا نہیں بلکہ شریک کا بعد ہے۔ اس کے برخلاف نور علی جہاں کی فکر اس طرح کر جیسے چاند چلنے سے بدل کا قابو نہ جائے۔

[illegible]

کلمات آپ کی زبان مبارک سے ادا ہو جاتے

السلهم لا غير الآخر الآخر

فبارك في الانتصار والمهاجرة

اے اللہ! کوئی خیر نہیں، آخرت کے خیر کے علاوہ اے اللہ! خیر اور

غزوہ اتراب

عزاد احمد کے بعد شرمشیں مکہ اور میسرے پہنچے اور دوسرے شریک قباہی کے امیر۔
روایہ اور بڑے گئے۔ یہودیوں کے فرمانرواؤں نے مکہ معظمہ پر کافر مشین قریش سے ہاتھ نہیں
لیا۔ لیکن جنگ کے منصوبہ تیار کرنے شروع کرے۔ کافروں کی کج فہمی یہ بات آگئی کہ انہیں۔
بڑا اتحاد قائم کرنا ہوگا تاکہ اسلام کی فتح کی جا سکے۔ یہودی نے قبیلہ عدنان کو خیریت سے آتے
محاصل کی پیش کش کی، عدنانوں نے اپنے حریف بنواس کو اس اتحاد میں شرکت کی دعوت
دی۔ بنواس مختلف قبائل جمع کر کے اپنے بھائی بکر بن وائل کے لئے تیار ہوئے۔ یہ اتحاد بنیادی طور پر
جذبات کی بنیاد پر قائم کر دیا، امیر بنواس کو بنواس اور بنو عدنان اور بنو کلاب اور بنو

ان خود دلوں کی تخلیق کی خبری اگر پہلے کوہلی تو آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا، مشائخ اسلام کے انتظامی حلقہ میں جی بہت رکھی ہے۔ نہ مسلمان فارسی بھی اللہ عزہ سے مشورہ کیا کہ وہ مشورہ سے جی رہا خلق ٹھوڑی جا شک کا یہ طریقہ علم عرب کے لئے یا، اہم حق۔ یہ مشورہ میں جس طرح نکلتا اور مکانات کے جو مشہور ہذا کا درجہ رکھتے تھے۔ جس خراسانیوں نے نبی اکرم ﷺ کے ریتہ نبی رہا خلق ٹھوڑے کا مسئلہ شرعاً یا۔ آپ نے اس میں دس دسوں کے دسوں اور مشورہ میں تفسیر، خلق کی کبر کی بدولت نہ کبھی اور چاروں کی میں یہ خیال رکھا گیا۔ جس کا کردار نہ رکھے۔ صحابہ کرام خلق کی کوہلی جاتے اور قرآن الہیہ جاتے۔

أَلَا بِسَبْرٍ وَبِلَعَلِّ الْقُلُوبِ الْحَاسِرِ وَ يَتَّقُونَ يَاللَّهُ اسْمُكَ ۝
هَذَا كَلِمَ اتَّقَى الْمُؤْمِنُونَ لِذُرِّهِمْ وَلَوْ لَا تَقِيَهُمْ ۝ وَ يُتَّقُونَ
الْمُنَافِقِينَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ شَاءُوا عَذَابَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ
أَلَّا غُرُورًا ۝ وَ إِذْ قَالَتْ طَافَةُ مَسِيحُ يَا هِيَ يَتَرَبَّ لَا مَعَدَّ
لَكُمْ هَاجِرًا ۝ وَ يَتَرَبَّ لَكُمْ هَاجِرًا ۝ وَ يَتَرَبَّ لَكُمْ هَاجِرًا ۝
عُورًا وَ مَا هِيَ مُعَوَّرَةٌ ۝ لَمْ يُنْزَلْ لَافُورًا ۝ (۴)

اور جب (تمہارے دشمن) تمہارے لاپرواہی سے اور تمہارے پیچھے سے تم
پر تہہ و دو تہہ درجہ تہری آنکھیں چڑھا رہے ہیں اور تمہارے پیچھے سے
کو آگئے اور جب اللہ تعالیٰ کے بارے میں تم طرح طرح کی حکم یہ
کرتے ہو گئے اور میں اہل ایمان آزمائے گئے اور چاروں طرف سے ہوا
ہو دینے کے تو اس وقت متفق ہو دو جس کے دلوں میں بے یقینی و
نفاق کا روگ تھا کہتے ہو گئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے تم سے جو
وعدہ کیے گئے تھے وہ محض دھوکا اور فریب تھے اور انہیں میں سے یہ کہہ کر
کہہ کرے کہ یہ سب دعوے ہیں یہاں تمہارا ٹھکانہ نہیں جس کو تم چھو۔
اور میں نے یہ بات یہ کہہ کر رسول اللہ (ﷺ) سے وہی د
بہارت مانگے تھے۔ ۱۰۔ یہاں غیر محکومین کا حکم (۱۰)۔
وہاں یہ محکومین تھے لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ رونا رہا تھا۔

اس قرآن بیان واضح کیے چاروں صورتوں میں اس طرح سامنے آجاتی ہے۔
مناظر اور ملک میں محکوموں کے خوف اور حق کے دہشے اور فتنہ میں بیعت میں
موجود ہیں، جو بیکے منافق تھے انہوں نے نہ رسولؐ کے وعدہ کو اور نہ قرآن کو
ساتھیوں کو امت پیچھے کا مشورہ دیا اور عدالت کی کوئی بات نہ کہیں کہ ان کے
سر شروع کر دے، جن کا خلاف ملکا تھا اور وہ اس اصطلاح سے بے یقینی چارہ طلب کرنے کے

س منفقوں کے مخالف اہل ایمان کے کردار، شخصیت و اخلاق کی تصویر ملاحظہ ہو
وَلَمَّا زَا السُّوَيْمِيُّونَ الْأَخْزَبُ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۝ وَعَاذُ الْفَاسِقِ إِلَّا يُسْعَفُوا ۝
نَسِيتُمْ ۝ (۵)

اور جب اہل ایمان نے (کلمہ کے) ٹکڑوں کو دیکھا تو (پھر سے یقین
کے ساتھ) پکارا اے کہ یہ وہی ہیں جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے
ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے اپنا وعدہ کج کر دکھایا
اور اس (ٹکڑے کی) نے ان کے ایمان اور فرائض پر داری میں اور
انہی کو دیا۔

یہ غزوہ ذی قعدہ ۵ ہجری میں پیش آیا جو مسلمانوں کی اخلاقی تربیت اور تکمیل کی
تاریخ میں ایک موڑ اور سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔

کفر کی نئی حکمت عملی

مسلمانوں کے اجتماعی عقائد کے مسلسل عقیم ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی سرسبز روئی۔
غزوہ اتراب کے بعد یہ بات مشرک اور کافر قیادت اور بددش نے دلا۔
مناظروں اور بیوروپروپاگنڈا کو اسلام کو کھو اور مسکری قوت سے طمع نہیں کیا جاسکتا۔ غزوہ
اتراب کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں سے قربا، یہ تھا کہ اس قریشی قری
چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ قریش کے خلاف پیش قدمی کرے گا۔ یہ کفر کا قریشی حقیقت
شاہد تھا کہ یہاں طرز حیات اور نظام اس مرحلے میں داخل ہو گیا ہے کہ اب مخالف قوتوں
معارضہ اپنا دفاع نہیں کر سکتے گا بلکہ آئے ہوئے قریشی قری کے کائنات کو فتح کر دے گا
مناظروں اور بیوروپروپاگنڈا نے دیکھنے کے مسلم معاشرے اور ریاست کا اندرونی طور
نکھوڑ کر دیکھ کر فرما دیا ہے کہ اس مسلسل اللہ علیہ وسلم کی روح و روح معلوم نہیں
ہیئت اور لباس قرین اصحاب کے خلاف افواہوں اور کراہی اور کجالی نصیحتوں و پیرے
نہرے کے لئے نہایت مستحکم منصب تیار ہے۔

ایک کے بعد دوسرا حملہ

معاشرہ کی بنیادی قوت کا ٹھکانہ، غرائز اور آراء، مشن یا اس کی سرآمد و فتح
سے آتا ہے، غزوہ اتراب کے بعد غزوہ بوقریظ کے موقع پر حضرت سید سے نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے کائنات سے منافقوں کو دوسرے عقیم بیحد صورت و جسمانی حریت و کاموں پر مبنی
نہرے کے مواقع فراہم کیے۔ مسلم معاشرے اور اس کے سرکاروں اور یہ یہ سورہ اور یہ سورہ کا احوال
سے متعلق شریکوں، علماء معتمد کے منافقوں، اور یہ یہ سورہ اور یہ سورہ کا احوال
کا شادی سرگرمیوں میں مسلسل مصروف تھا۔ منافق، منافقین، منافقین میں دھکیل ہو کر انواہ
سارن کے ذریعے اسلامی اخلاق کا پیمانہ بگاڑ رہے تھے۔
غزوہ اتراب کے بعد غزوہ بوقریظ پیش آیا۔

بوقریظ کے بعد مسلمانوں کے دواں کی کرہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ حضرت سید
کا نام لیا، ان لائی کی کہا، دواں کے لئے قیادتوں کی حالت میں کائنات کے ہارے میں
سوچتی تھی نہیں چا سکتا تھا۔

کائنات حضرت انس رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت حضرت
بارق کا استعارہ تھا، اس وقت اسلام چاروں طرف فتوحات میں تھا، بوقریظ اور احد کے بعد
کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دواں کی کہا، دواں کے لئے قیادتوں کی حالت میں کائنات کے ہارے میں
سوچتی تھی نہیں چا سکتا تھا۔

سے نہیں اڑتے اور ان کے کھانچے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ محمد (ﷺ) تنہا۔ ہم دوس میں سے کسی کے چپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں پھر اللہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

ان قرآنی آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سید سے صوفیائے کرام کا عقیدہ حق کی بجا آوری تھا۔ یہ نہ تو بھی روشن ہوتا ہے کہ ساری خلق کو اس کے کون ورن کے قائم کردہ معیاروں سے جہتہ ہوتا ہے وہ یہ جو مسلمان نے عمل کو حاکم نہیں کرتیں۔ وہ لوگوں کے فعلی بظہر و ابرار ہیں کہ ہر کام بھی زیادہ کم اور سمجھتا ہے۔ انسان ساز اخلاق اور اخلاقیات کی پوری تاریخ کاروں میں سے سب خلیوں تاخیر کرتی ہے کہ اخلاقی اصول و مضامین کا حوالہ اور اخلاقی نظام سے خارج ہوتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن اخلاقی تفصیلات کی تشکیل کے لئے مسند تھے، اے گئے تھے۔ حوالہ اور معاشرے کے ہر ہر اخلاقی بنیادوں کو کھانسنے والے تھے اور وہ اخلاقی تفصیلات کی گرفت سے پہنچتے۔ اسلامی اخلاق و ساری کردار کی بنیاد پر تھی اور انسانی۔ کیونکہ اس کا شیخ اور سرچشمہ اہل ہادی قادی ہے

نہ ہے زبانی نہ مکان لا الہ الا اللہ

یہ روایت اور دعائی حدیثی اصول اور مضامین درمیان درمیان کے ہیں۔ ہادی قرآن، بغیر مکان، انہوں نے تشکیل اور سیاسی لحاظات میں ہادی قرآن، پختہ میں۔ نکلتیں، وہی اہل سے دینی کے سبب اس نام پر، اہل بیت کے دور میں، انسان کی جنگ و ٹھہری اور اخلاقی ہے۔ ہادی کی سب سے بڑی مثالیں، یا علی و علیہ چار کے ہر بادشاہ کیونکہ یہاں بیت کے رہن موجود چھپ چھپتی ہیں جو انسان کی قادیات اور انسانیت کی لکیریت سے مسلمان کی تعلیمی جتنوں اور قرب و علی کی تسلی جنگ و علی کی تہذیب کی تہذیب میں صرف مسلمانوں پر اسے، خلق الہی کے رنگ میں رنگ پڑتا ہے۔ وہ اللہ کے رنگ سے اور کون رنگ ہو سکتا ہے۔ مسلمان کا اخلاقی سامان جو نبی ﷺ کی تہذیب اور اخلاقیات میں ہے۔ ان دن تیرہ کو روشن کرتا ہے اور اس میں رنگ کی کو سنت کی رنگ کی کا پیکار نمونہ بنا دیتا ہے۔

غزوہ مرسیع، منفقوں کے چار حاند روپیے، اور عظیم ترین برائت

حدود مرسیع (حدود بنی المصطلق) عسکری اقتدار سے کوئی بڑا امر کہ نہیں ہے لیکن اسے فتح اسلام میں اور حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان امر کے لئے منافقوں کے خلاف کے یہودیہ کا کردہ، مسلمانوں کا ایسا باندہ و تر اور رشتہ و تر ہو گیا۔ اسلامی جہاد منافقوں کے سرشار اور ان کے ہر کوشش پر غائب کیا۔ منافقوں کی ان تہذیبوں اور مجرموں کے بعد وقت واری کی ہادش سے مطلع کو روشن تر اور سمجھا گیا۔ ایک روایت واضح ہو گئی کہ کہ منافق کا قتل یدین اور مسلمانوں کے قلوب کے لیے، لیکن معاشرے کے تہذیب کے لئے قاتلین بھی ضروری ہیں۔ منافقوں کی منافقت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ سے وہ منافقوں کی طرف سے وہ تہذیبی فسادات سے لڑتا ہے جو تہذیبی مسلمانوں کی شہرہ بھری کرتے ہیں جو ان کے منافقوں کے شہرے کو ہر جہت و ہر افواہ اور ہر سازش کا مقابلہ کرنے کی قدرت عطا کرتے ہیں۔

غزوہ مرسیع کے سال کی قرآن میں اختلاف پایا جاتا ہے یہ غزوہ ۵ھ میں پیش آیا۔ ۶ھ میں۔ ہمارا رجحان ۶ھ کے شعبان کی طرف ہے، لیکن یہ تمام قادیات کی اہمیت سے سب حد معاف ہے۔ خود یہ عرض کریں گے کہ خلق محمد ﷺ کے مطالعے میں ان کی اہمیت کس ہے۔ میں تجاہل میں لانی ہے کہ یہ غزوہ اور دیگر منافقوں کے حضرت سید سے لڑنے کے مدد میں

آباد رہی تھی وہاں کی لوگ نہیں ہوئی۔

غزوہ بنی امیہ (غزوہ مرہ) میں منافق اپنے ناپاک منصوبوں اور
کے ساتھ بنی قلد میں شریک ہوئے۔ اس کا رد ۱۰۱ھ میں حضرت بنی
مناقر نے ہی کیے کہ وہ بنی قلد میں منکر بنی قلد سے ملے گئے۔ منافق
واقعے کو استہساں کریں گے اور یہی واقعہ یہ کہ نہ کسی کو کوشش کریں گے۔ عبداللہ
نے غزوہ بدر کے بعد اپنے امراء کا حال یہ تھا کہ وہ اس سے پہلے اور بعد میں بھی سپاہ
کے امیر میں نہیں بھیج شریک رہا۔ رسول اللہ ﷺ کی شریک نہ اس کے لیے کیا سورہ بنی قلد
منزل ہونے کی جگہ یہاں بھی رہا۔ وہ جس طرح کا رد و جواب دے گا وہ یہاں شریک نہ
ہو گیا اور اس کی ہوس کا جوڑی اور غلام بنی قلد کی بنی قلد وہ اپنے شخص و دعا کا انکسار نہ
کر لے گا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن حذافہ کی عیادت کے لیے اپنے گھر
سوار ایک مجلس سے گزے جس میں عبداللہ بن ابی شیبہ تھا اس نے اپنی ناک پر چڑھا
لبابت ناشائستہ کچھ میں کہا کہ ہم پر آپ کے گھر سے گزرتے ہیں۔ اے خداوند! جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجمع سے قاعدہ ٹوٹے ہوئے پتے پر غزوت تبلیغ کی وہ
کے سے قرآن شریف کی تلاوت شروع فرمائی تو میں منافقین نے کہا کہ یہی مجلس میں
ہا کہیں تک نہ پہنچے۔ غزوہ بدر کے بعد آپ ﷺ نے حاکم کا باوجود ہوتا
ظہر جمعہ سے پہلے خط لکھا "مسلم و احمد بن حنبلہ نے اس بات کا ذکر کیا اور ان کے
سے پوری توجہ سے سنو"۔ جب غزوہ بدر کے بعد اس نے بنی قلد میں ہوا
اسے خداوند کو خیر رسالت کیا۔ بنی قلد میں وہ اپنے چاہنے والوں کو
لنگھتا تو مسجد کے بیرونی دروازے کے سامنے بند کر دیتے۔ انہوں نے
جلی رسول اللہ ﷺ کی عیادت کی عیادت کے لیے اپنے گھر سے نکلا کریں گے۔ اس
نے کہا کہ یہ مجلس کی قسم اسی مجلس کا چاہتا ہوں۔ اے خداوند! کہہ دیجئے۔

ان دو مجلسوں سے عبداللہ بن ابی قلد کی ذاتی کیفیت و حضور اکرم صلی اللہ علیہ
س کے عطا کردہ عین سے اسامی کی سرچشمت پر اس کی عین اور لوگوں کا اندازہ

غزوہ بنی امیہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرہ پہنچے تو قیام پذیر تھے۔
حضرت عمر بن خطابؓ کا ایک غلام بنی قلد کے لئے منٹے پر کیا تھا وہ غلامی اپنی بیٹے ہوئے
۱۰۱ھ کا ایک انصاری تھا کوئی نیک لگا۔ وہوں ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ اسی سے شروع ہوا
۱۰۱ھ انصاریوں کا بھی تھا۔ بنی قلد کو اور بنی قلد کی معطر لہجہ بنی قلد میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جس مسئلہ میں شریک کی تشکیل فرمائی تھی اس میں منافقوں کی ہارش سے
خاصی سمیت کے رونے اور اور بنی قلد نے نکلیں۔ ابھی وہوں سے مانسی چڑی طرح نہیں ہو
تھا۔ ابھی سمیت شریک کی تشکیل فرمائی تھی جو ایک سو سو کر لڑتی تو عبد
منان کی عدوت کے علاوہ برج سے پہلے ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافق رات
پرتھ لے لے لے اور آپ سے اہل ایمان کو آواز دی کہ معطر اسلام میں تیار رہیں
معاذ، صوب و قحہ میں بنی قلد کے گھر سے لگا رہے ہو۔ یہ خبر سے لڑی کہہ دے گئے ہیں۔ انہیں
چھوڑ دو۔ اس وقت پر عبداللہ بن ابی شیبہ کو لڑا کہ ان کی قسم یہ وہیں پہنچنے ہی اور محرو
قرآن و دین قرآن آدمی (معاذ اللہ) کو باہر نکال دے گا۔ حضرت زید بن ارقم عبد اللہ بن
ابی قلد کی مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے یہ بات آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
جائی۔ وہاں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا
کہ آپ ان منافق کے قتل کا حکم دے دیں۔ وہ رسول جس کی راہ میں سکے معطر میں کاسے
بچھ سکے۔ جس پر لڑی کی جنگی تھی۔ جس واسطے بنی قلد میں رہا تھا کہ موت اور عدلی سے
آپ سے زخمی ہوئی تھی۔ بنی قلد بنی قلد رہا تھا کہ کوئی منافق تھا۔ اس کی نظر میں ہم
واجب کی معطر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عرض منافق اور اسلام کے احکام نہیں گے کہ
آپ سے تہیوں کو قتل کرنا ہے۔ یہ طریقہ معمولی تھا اور اپنی ذات سے بلند ہو کر مسلم معاشرے کی
مستحقوں کو اسے زخم بنی قلد میں اس کے خلاف ہوا تھا کہ عدلی اور ہوا۔

جب حضرت زید بن ارقم سے عبد اللہ بن ابی قلد کی موت ہی اگر مسلم اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں جی جی تھی تو اس سے مسلم میں اس نے بھی سبکی کیا کہ اس کو عمر بنی قلد
دات۔ ابھی ہو عبداللہ بن ابی قلد کی یہ بہت نہیں کہ وہ انصاریوں کو ہار دے کر قتل کرے۔

پتہ دینے کا ارادہ کیا۔ ذیل میں قرآن کے بعد گھر میں رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ -
سورہ مائتیس میں ان کی روایت کی تحدید فرمادی

هَمَّ الْعَمِيسُ بِمُفْلِقُونَ لَا يَفْطُرُونَ عَلَىٰ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ وَهِيَ
بَعْضُهَا ۖ وَنَهَ حَرَّتُ لِسْمُوبٍ وَنَارِصٍ وَلَكِنْ الْغَمِيسُ
لَا يَفْطُرُونَ لَنْ زَعَفَ أَمِي الْمَمْنَةُ لِيَحْرَجَ الْأَعْرُ
مَهَا لَا لَدَلٍ وَسَمَهُ الْعَرَهُ وَرَسُوهُ وَلَسُوهُ لَكِنْ الْغَمِيسُ
لَا يَفْطُرُونَ (۱)

یہ وہی وہ بے رحم جو کہتے ہیں کہ (وہوں) اپنے خود کو نبی کریم ﷺ
کا (مخلوق) کہتے ہیں (اور ساتھ میں یہاں تک کہ وہ اور اصرار ہو
جائیں وہ جانوں اور زمین کے سارے خدائے اللہ تعالیٰ کے ہیں
لیکن یہ منافق اس حقیقت کو نہیں سمجھتے (اور) یہ منافق کہتے ہیں کہ ہم
جس حد تک وہاں سے ہیں کہ وہاں سے عزت والا ذات والے کو
نگاہ دے گا اور (حق تو یہ ہے کہ) ہر عزت اللہ اور اس کے رسول اور
مومنوں کے لئے ہے لیکن یہ منافق نہیں جانتے (اور اس حقیقت کا علم
نہیں رکھتے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور
سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری باتوں کی تصدیق کر دی ہے۔ خوش ہو جاؤ کہ تمہارا رب تم سے
صداقت کی کوئی بات نہیں دے گا۔

اور مدینہ منورہ میں اسی کے موقع پر تاریکی کی براق آنکھوں نے دیکھا کہ عبداللہ
آپ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روکے ہوئے منورہ میں داخلے کے راہ۔

کمزور ہو گئے اور یہاں سے چلے گئے کہ وہ اپنے کا دلایل جن میں تھی۔ یہ
بہترین آدمی محمد ﷺ کی اطاعت کے بعد رہے جس میں دلیل ہو سکتا۔ ہر عزت اللہ

سے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ اسی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جگہ شریف نے اور آپ ﷺ
نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے باپ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ اعلان محمد
ﷺ کا یہ اثر اس وقت کو دور کر گیا جب حضرت زید بن حارثہ نے اپنے عربی دور ﷺ کو
چھوڑ کر اپنے باپ اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی مجرے عطا فرمائے۔ معجزات و
معجزات کی کوئی دلیل اور عقلی وجہ پیش کی جا سکے، خیال سے سابق کو بھی مجرب آئیے گئے، حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے معجزات کا ذکر قرآن میں ہے۔ یہ بیٹا اور عیسائی موسیٰ نے مجرے تو
دین اور ادب کا حصہ بن چکے ہیں۔ مجرے کوئی نبی آدمی قوم کے مطالعے پر نہیں فائز کر سکتا تھا
بلکہ یہ مجرے اللہ تعالیٰ جب چاہتا تھا کسی نبی کے ذریعے پیش فرماتا۔ جب کہ ہم سب بوقیوں
پر عرض کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا راسخ دلائل قیامت کے ساتھ بدھما
سے ۱۱ راہی تھے اسی مجرے کے علاوہ آپ کو اپنی بیٹی مجرے عطا کئے گئے۔

قرآن حکیم اور ﷺ کی نبی جس کی قسم اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں
کھائی ہے، اتفاق حسنہ ہے کہ ﷺ کی جنات طبع کا سب سے نبی نہیں ہے۔ مسلمانوں کے
آخری اتفاق، دو مسلمانوں کے درمیان اتفاق کی جہاد اسود حسنہ ہے اسی کا ایک پہلو یہ
بھی ہے کہ مسلمانوں کے قیام اور مسلمانوں کے اخلاقی معادلات میں کوئی عداوتی پہلو نہیں
ہے۔ جنگ دار اور دوسرے معرکوں میں طرقت الہی نے مسلمانوں پر اپنا سایہ کیا، لیکن جنگ و
جہاد میں مسلمان ہر "نکلت سے گزرے۔ ہر کا کھیتی حیرت ﷺ کے مسلمانوں کا ہر "رمانش
نے لئے قواعد اختیار کرے اور مسلمان مسلمانوں کی ہدایت فرمائے۔ اسی طرح معشرتی اور
جہاد میں مسلمان بھی مسلمانوں کے "رمانش سے گزرے اور ہر دو اخلاقی
جہاد اور ماحول وجود میں آیا جو آج بھی روحانیت کی طرح چمک رہا ہے اور یہ تائید کی ہمیشہ قائم
رہے گی۔

عبداللہ بن ابی کو مدینہ منورہ میں داخلے کی اجازت حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا
نے دے کر فرمائی اور انھیں المائیس کے ساتھ سواروں اور فوجوں اور بہتوں کا ایک سبیل سے پہنچا

۱۰ یہ مقررہ کے ساحلی علاقے سے گزرنے کا۔

۱۔ ادا کا نہ چارے، سواڑے کو اپنی مروت میں لے لیا۔ اجوتو ہے کہ ایک ۱۱
 بڑے صحابی بھی اس کے مٹا کر ہوئے ۱۲ ادا کا کہ وہ حق پر ہوئے ہم صرف نظر کرتے ہیں
 کیونکہ جب قرآن حکم دے کہ بہتہ نصیحت قرار دے ادا تو بہتہ پیش کے طے ہو گئی۔

وَلَوْ لَا اِذْ سَخَّرْنَا لَكُمُ الْيَمَّنَ مَا يَجُوزُ لَنَا اَنْ تَكْفُرُمْ بِهِدَا مِّنْهُ
سُبْحٰك هِيَ اَيُّهَا عَزِيْزٌ ﴿٢﴾

ختم نے اسے سنے ہی کیوں نہ کہہ دو کہ ایسی بات کہا میں زب نہیں
 دیا سبحان اللہ تو بہانِ عظیم ہے۔

سبحان اللہ، کربلائی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور مومن معاشرے کو اسی پاک اور پاکیزگی کا کس ہو چاہئے۔ جو سماج میں سوروں کے مسلمہ میں دھیل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ نہ کا متعدد تھے کہ اس معاشرے میں نفی، ہے حیاتی اور جہت عام ہو۔ نہ منافقوں کا ذکر میں معاشرے کے افراد سے الگ کی گئی ہے۔

أَنْ أَدْعِيَ نَحْبُورَ أَنْ تَتَّبِعَ الْمَاجِشَةَ فِي الْبَيْتِ أَمَّا الْهَمُّ
عَدَدَتْ إِيَّاهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ طَوَّالَهُ يَحْتَمِلُ وَاسْتَمَلَا
تَقْلُوبُونَ ۝ (٣)

جو لوگ پاتے ہیں کہ ملایا میں فحش (ورے حیاتی) بھیجے ان کے لئے دیا اور آخرت میں راناک مذہب ہے اور اللہ جاتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

جو کہ مسلم معاشرے میں یہ حیثی کو کام کرنے کی پیش کریں وہ مسابقت
مبارکی روشنی میں ملے ہیں۔ "حق و باطل کے درمیان یہ مسابقت اس کے برقی
ذرائع انڈیا میں عام ہے اور اسے اپنا کارن بن چکا ہے۔ اس کی بدولت ہی مسابقت

نَدَّخِرُونَ ۝ فَإِنْ لَّمْ تَصْنَعُوا فِيهَا حُدًّا فَلَا تَذْخَرُوهُمْ حَتَّى
يُؤَدَّ لَكُمْ وَأَنْ لَّيْسَ لَكُمْ إِذْ جَعَلُوا هَازِجَةً هُوَ إِلَّا حَتَّى لَكُمْ ۝
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ (۶)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں اس
وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ اپنا ذات نہ لے لو، اور ان کے گھروں
میں رہنے والوں کو سام نہ کرو، یہ تمہارے لئے ہے تاکہ تم طبیعت
حاصل کرو۔ اور تم وہاں (اس گھر میں) تمہیں وہ نہ دے جو
اپنا ذات کے ان میں داخل ہو۔ اور تم سے صلات پانے کے لئے کہ
چائے قوتوں چاہیں، تہہ۔ سے لئے پاکیزگی کی ہے اور جو کچھ
کرتے ہو اس سے اللہ خوب گاہ ہے۔

۴۔ سام میں ہر قانون اور ضابطے کی افلاکی بنیاد دیتی ہے۔ جن جرم پر اپنی
ہے وہاں یہ بات بھی پیشروا ق پر قرآن مجید میں لکھی گئی ہے کہ "تائیں جسین فلاح ہوا قرآن
میں سزا کے ساتھ قلع اور طہارت بھی دیت ہے۔ اسے جرم اور قصور کی رو سے جدا کرتی
اپنے جرم سے بری ہو جاتا ہے اور سے اس جرم کا معذرت دیا جاتا ہے، جرموں کی ہر جہتی میں
اسلام کے ضابطہ اخلاق اور قانون کا حصہ ہے جس میں کوئی ظلم اس کی ہر جہت سے
معشرے کو فتنہ دیتا، اور بہت سے پانے سے سے اور ان کی افلاکی
آدمی اور یہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، صوفیہ انور میں مسلمان مردوں و عورتوں کا لباس
اور شرم کا قانون کی حفاظت کا حکم دیا گیا اور اس کے بعد مسلمان مردوں و عورتوں کو
معشرے کی حفاظت کا حکم دیا اور عورتوں کا عیہ سے اور اس کے لئے سات
ساتھ جو عورت کو اپنی راکت سے یہ بات بھی یاد دلائی گئی کہ اس کی راکت سے اپنی گاہوں و
سرکت دینا عیہ اس کے شوہر کا حق ہے۔ ایک یا تہہ و عورت کا کردار اور وجود چہرے
معاشرے کو افلاکی طور پر نمایاں کرتا ہے اس کے بل فتنہ اس کے بہت سے عیہاں اور سکوں

حاصل کرتے ہیں، اس کی آغوش اس کے بچوں کی دوس گاہ ہے، لیکن اس کا وجود غیر عروس میں
اشتہا پیدا کرنے کا جب تک جاتا اور اس مکان کے ہر درہیکہ کو سلامی ضابطے بند کر دیتے
ہیں۔ اسلام ایسے معاشرے کی تشکیل نہیں کرتا جو عورت کو ایک سنگس وجود قرار دے کر اور اس کی
کے قریب میں جاکر اسے سے سنا کے بلا پرے پر اور ان کی کے چھوٹے پرے پر چھاتی
اشتہا اس میں اشتہا کرنے کے لئے "نہی ہر راکت" کی طرح ان پانے، ہم اس کہتے پر
صوت، ماحولی میں پہلے ہی گزارشات پیش کر چکے ہیں۔

اب وہ معاشرتی ضابطے اور احکام ملنا نظر فرمائیے جو واقعہ تک کے پس منظر میں
داروں کے گئے اور جو ہر دور میں مسلمان معاشرے کے افلاکی طراز رہنے کی تعمیر میں شریک
رہیں گے۔

فَلْيَتْلُوهُمْ بَاقِيَ مَا مِنْ آيَاتِهِمْ وَيَحْضَرُوا الْخُرُوجَ ۝ ذَلِكُمْ
أَوْ كُنِيَ لَهُمْ ۝ إِنَّ اللَّهَ حَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ
وَيَحْضَرْنَ مِنْ أَنْصَارِهِنَّ وَيَحْضَرْنَ فَرُوحَهُنَّ وَلَا يَنْدِينَ رِيْتَهُنَّ
الْمُطَهَّرَ مِنْهَا وَلَيُضَرْنَ بِبَخَرِهِنَّ عَلَى خِيَابِهِنَّ مِنْ وَلَا يَنْدِينَ
رِيْتَهُنَّ إِلَّا لِّلْمُؤْمِنَاتِ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝
أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝
أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝ أَوِ اسَانِهِنَّ ۝
مِنْ الرِّجَالِ ۝ أَوِ الْبَطْنِ ۝ أَوِ الْبَطْنِ ۝ أَوِ الْبَطْنِ ۝ أَوِ الْبَطْنِ ۝ أَوِ الْبَطْنِ ۝
وَلَا يَضْرِبْنَ سَارِحَهُنَّ لَعَلَّهِنَّ مِنْ رِيْتَهُنَّ ۝ وَتَوَنُّوْنَ
إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا ۝ إِنَّهُ لَسَمِيعٌ لِّلْمُؤْمِنَاتِ ۝ (۷)

مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی عورتوں کو چمکے رکھیں اور اپنی شرم
گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے پاکیزگی کا جب ہے اور لاگ
جو پاکیزہ کریں گے اللہ تعالیٰ اس کی خبر رکھتا ہے۔ اور مسلمان عورتوں سے

کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی باتیں جھگائے رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی عزت کو بے پردہ نہ کریں، ہوا سے اس کے جوہر باہر ہے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کسی پر ظاہر نہ کریں، ہوا سے اپنے شوہر اپنے والد یا شوہر کے والدہ یا اپنے بیٹوں یا چنے شوہر کے شوہر، یا اپنے بھائیوں، یا اپنے بھتیجوں، یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی بہن کی عورتوں کے، یا ایسے مرد خادموں سے جو عورت کی خواہش (فحش طوار اور مشغل طور پر) نہ رکھتے ہوں یا ایسے بچوں سے جن پر عورتوں کے پردے کی باتیں آشکار نہ ہوں اور اور سے اس طرح بزدلی نہ کرنا چاہئیں کہ ان کی پرشکوہ ریت آشکار ہو جائے، اے اہل ایمان! تم سب اللہ کی بارگاہ میں اجتماعی طور پر توبہ کرو تاکہ تھوڑے پاؤ۔

۵۔ کلام حق عصمت کا مضبوط قلعہ ہے۔ جس سے شر سے محفوظ مردوں و عورتوں کی قابل ذکر تعداد بے لاکھوں پر مشتمل ہوا ہے جسی حدت کا شبخوں آسانی مارا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر آج کی دنیا میں جہاں بہت سے افراد بہتر معیار زندگی کے نام اور قریب کی وجہ سے کج فرائض کلام نہیں کرتے۔ جس وقت سورۃ النور نازل ہوئی اس وقت اس طور پر نہاں اور بے گناہوں کے کلام کا حالانہ بدایت ہو چکا تھا۔ جس کے کلامی کا ادوار نظریہ نہاسم کو چکا ہے نتیجتاً، ہر دے اور اس کے بیویں سے ہر آدمی کے ساتھ نہاںوں پر نہاسم کا ایک مسئلہ پیدا ہے وہی کے ساتھ نہاںوں پر نہاسم کی حریم و حرمت کی پرورش ہے۔ عام گیر حرم میں چکا ہے جس کی حریم دنیا، باہر حرم خونی دنیا و مشرقی جہاد، عرب فریقہ میں دارودر، جبکہ سرحد کی حریم پختی ہوئی ہیں۔ حدت کے نکات سے بے گناہوں سے رشتہ جوڑ کر وہ ساتھی بنیں جو ختم کرے گا جو صحت ہے۔ خادموں کو ساتھی خوش حال حاصل ہوا انہیں آؤ دیکھ چکے اور انہیں اپنی آزادی کو فخری نے کامیاب دیا چاہئے اور اس مسئلے میں اس کے ساتھ حدتوں کیا چاہئے ان کے عہد میں اسلامی احکام اور معشرے کے قی۔

پیسے عرب چنی عورتوں کو عصمت پوش پر مجبور کرتے تھے اور یہ اب کی حرام و رباہان زندگی کی یہ صورت تھی۔ اس صورت میں قرآن حکیم نے یہ وضاحت فرمادی کہ اس کا عذاب اس کے مالکوں پر ہے گوارے کا اور بدی بجز بدی بجز اس کے عذاب سے ہی ہوں گی، سورۃ النور کی آیت میں اس سب صورتوں کا حوالہ کیا گیا ہے۔ عرب شرک سرحد پر ستون کی دوس آیتوں سے قرآن کے عہد کی لاشی وار فہم گردی کے سارے احکامات خدا کے قادر و دل سے لاشی وار فہم ہیں:

وَلْيَكْفُرُوا بِالْأَيْمَانِ مِنْكُمْ وَالْفُضْلِ مِنْ عَدَاكُمْ وَالْمَانِعِ
 أَنْ يَكُونُوا أَفْكَرًا بِعَيْبِهِمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ
 وَلْيَسْفِهْ الْعِلْمَ لِيَحْذَرُوا الْكَيْدَ حَتَّى يَعْطِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ
 فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَسْفِهُنَ الْعِلْمَ الْمَكِيدَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
 لِيَكْفُرُوا عَنْ عَيْبِهِمْ فَخِزَا مِمَّا وَتَوَضَّعُوا مِنْ مَالِ اللَّهِ
 لِنَفْسِ الْإِنْسَانِ "وَلَا تَكْفُرُوا بِمَا فِي كِتَابِكُمْ عَمَّا أُنْزِلَ
 سَحَابًا لِنَفْسٍ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ ذَلِكَ
 مِنْ بَعْدِ إِتْمَانِهِمْ فَلْيُرَوِّحْهُ اللَّهُ" (۸)

تم تم سے جو عہد ہے کلام کے ہوں ان کا کلام کر دو اور تمہارے
 لوطی نکالوں میں سے ان کا کلام بھی کر دو جو عہد اور ایک چمن
 ہوں اور نہ وہ نفس بھی ہوں کے تو اللہ تعالیٰ ہے نفس سے نہیں نفی
 اور صاحب استطاعت کر دے گا اور اللہ تعالیٰ عظیم بھی ہے اور دستوں
 اور کشادگی والا ہے۔ اور جو کلام کی سکت اور استطاعت نہیں رکھتے وہ
 بے دینی اختیار کریں یہاں تک کہ بدعتی ہے نفس سے انہیں غنا
 اور دولت عطا کر دے اور تمہارے نکالوں میں سے جو عہدیں نکال دیتے
 دے کر آزادی کی تحریر حاصل کرنے کا خواہش مند ہو تو تم انہیں انکی

خبر ہو دیا کہ اگر تم کو ان میں ایسی بھلائی نظر آتی ہو اور اللہ نے
جو ان تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے انہیں بھی دو تمہاری جو نیازی
پاک دامن رہنا چاہتی ہیں، انہیں اس دنیا کی زندگی کے فائدہ کے
سے بہرہ منی پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کرے تو اللہ تعالیٰ ان پر جہنم
کے عذاب کی عفت فرمائے اور رحم ہے۔

۱۱ صاحبوں اور محشر کی حکام کے بیان کے بعد قرآن مجید کی دو نہایت
فوریات "یت" "تی" ہے جس میں بتدقیر کی مثال چرائی گئی ہے۔
چراغ جوشی کی قدیل میں ہو اور دھیسہ روشن خار کی طرح ہو۔ ہندی نور ہے اور وہ
جس سے ارض و آسمان کی ہر روشنی ہے۔ لہذا نور ہے جس سے انسان روشن ہے اور جسم
مردار کائنات یہ اصول و تعلیم اس روح نور سے قربت ہے کہ نہ کا جو بھی نور ہے
اور یہ کہ ہے سورق کی عبادت کو ذکر کرنے کے لئے ایک بشری کو روحانی شیعہ
لٹی قرار کیے کہ انسان نور سے ہے انسان ہی رہنا، مثال اور دھیسہ جہاں تک ہے نور
اقوام اور دین کے ہر شے کے انسانوں کی چاہت انہی کے آرام کے ذریعے ہوتی اور ہر جہاں
قوم میں ہے ہو یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پوری مائیت کی طرف متوجہ فرمائے گئے

اس قرآنی مثال میں قلب مومن کے لئے چراغ کی تجرید شعلہ کی گئی ہے۔
تجربہ سے چاہت سے "تی" ہے کہ اپنے آپ کو خلاق مہر سے مرین کرنے کا یہ مہم
اور یہ حالت عالم الہی کے عمل چاہت سے۔ پہلے یمن ہے۔ یہ کام پوری حیات انسانی
کا ذکر لیتے ہیں، جنکی عبادت اور پائنتی زندگی کا حصہ ہے اور اس کا حصول رشتوں
حزم و حشر کے قیام اور چھوٹے لے کر بڑوں تک کی تربیت سے ہے۔ اس کا
صاحب خاندان اور ان کے خاندانوں اور کنبوں کے ذریعہ تعلقات سے ملتی ہے۔ عبادات
معاملات اور رشتوں کو ایک روحانیت عطا کرتی ہے اور مرین پر حکومت الٰہی عباد کو اس
عطا کرتی ہے کہ وہ کائنات میں ہر خوف و رفتے کو من و مان میں بس دیں۔ (۹)

۱۲ ۱۶۶ کی آخری تیت میں باہمی کھانے، غیر مسکونہ مکاؤں میں دلے وری
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعتی کا ذکر ہے جو مسکونوں کے لئے ہیں۔

۱۳ ۱۶۷ سے یہ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ اخلاق کا حصول زندگی کے کسی
ایک لمحے سے نہیں ہوتا بلکہ اخلاق نہ ہے پوری زندگی کا احاطہ کر لیتے ہیں اور ایک پہلو کا حصول
دوسرے پہلو سے ہوتا ہے۔ جنسی اخلاق کا رشتہ رمانی مکن، ایک دوسرے کے خلاف الخلف
لگا کر لے کے مناسب لباس اور طوٹ کے احترام سے ہے۔

۱۴ ۱۶۸ کی حکم خدق، اللہ معشرت، نظام جرم و سر، اللہ معاملات کس طرح یں
اور دنیا کا احاطہ کرتے ہیں، یہ ایک مستقل موضوع مطالعہ ہے۔ زندگی کے ہر پہلوؤں اور
چیزوں کو اس وحدت سے متعلق کر دینا فی الواقعیہ کتب ہے جسے سلام کہتے ہیں۔

۱۵ ۱۶۹ کی حکم کے سب روشنی محقق کی تعلیم کہ اللہ ایک میں بھی مسلمانوں کے
لئے خیر قرار سے خبر دے گا اور اسی وجہ کائنات کا کام ہے جو راتوں کو پھر کر سچ کے ہو کی
حقیقت کرتا ہے۔

اخذ قرآن مجید قرآن حکیم کے آجے میں _____ ۱۳

لیکن یہ بات اتفاق سے کچھ زیادہ ہی سے کہ حیات نبوی میں دوشتر کے دو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ میراثی تعداد ۹ ہو گئی، شہید کا دن تھا۔ یہی قافلہ مسند مدت، تجارتی کم و بیش پندرہ سو سو برس میں اس قدر سونے قیمتی شے کے ساتھ تھے، متعدد سلاطین مرودتھ نے اس قدری لٹکے، اس کا سب سے پس جو نے سوئی تھی، یہی قافلہ، سطر حضرت میں کو اس ساتھ رکھا عرب کا دستہ، حتیٰ کہ اس میں سے سے مراد ہی تھی۔

مسلموں کا یہ سطرہ دینیت تھا اور عرس کے لئے قادیان کے ساتھ قربانی کے چادر تھے۔ پھر عرس کی دانی کی خبر اسلام کو پہنچی اور اب کا قادیان اسلام، امن و سلام کے فروغ اور امن کے دینیت، سلامتی، عرق و دھن قربانی کی سطرے سے ڈھنچے سے ہر قیمت پر روکی جانی چاہیے یہ بھی کلمہ ہے وہ مسلمانوں کو سید احمد و ام القریٰ تک پہنچے سے ہر قیمت پر روکی جانتے تھے، قادیان کے بن کوئی اور کسی کے صیغہ قییدان کو روکنے سے تھے اور جنگ کے لئے تھے۔ یہی اسلام اور دینیت نے ان سے بچا کر اور راہ چل کر سطرہ چار دیواری کی، قریلی دیواریوں کے تحت مہر پر چلے لشکر سے ہر قوم مسلموں کے منظر آئے تاکہ انھیں قوت سے دلا دیا جائے کہ خاندان وید کہہ رہے ہیں ان کا شمار ہر پہنچے دین سے ساتھ جنگ کے لئے موجود تھے، ہمنوا ہوئے۔ اس راستے کو چھوڑ کر پہنچ پڑی ایشیا، انگریز اور مسلمانوں کے لئے اختیار کیا اور میں حد یہ تک پہنچ گئے، کائنات سے سے انہیں اصل اسلام کی پانچ سو سالہ دینیت رسول سے اپنی دین کی ہر سر سے اور امن میں جنگ اور خون ریزی سے بچنے کی ہر ممکن کی اور آپ کی سیرت کا مطالعہ نہ کیا وہاں کوئی یہ مسموم نہیں ہو سکتا کہ آپ کی کسی مسئلہ کو اپنی ان کا مسئلہ بنا دے۔ آپ کو سہرا نہ رسالت پر نہ اس لئے دینے فرض ہوا اور ان کے غرض سے آپ کی ذات کو پاک کا پناہ تھا۔

حدید میں بدل رہا تھا (قید خزاں) و جس بن مقرر نے قدرت کا دی کے
 روئے مجھے کھل کر پایا، پھر وہ بن مسعود نقل آپ کے پاس آیا، جس نے صحابہ کرام کے
 بارے میں تاریخ باہم کہیں لیکن صحیح ہے۔ حضرت کے ساتھ بہت سی شہر چھری اور غریب کا
 ستر دات کے لئے جنگ کا، وہ فہم کرد، لیکن قریش کے طاقت تاحین راجوں نے
 ہلکی تاک ہڑکانے کے لئے ایک راست مسلمانوں کی غیر گاہیں داخل ہونے کی کوشش کی

صالح حدیثیہ۔ فتح مبین

صلاح کے داعی اعظم نے جنگ کے امکان کو شکست دے دی

[illegible][illegible]

بہترین اندر میں عمل یا نیکو کا سید۔ گفتگو یا تحریر میں نرم جی بھی "حسن" کا درجہ رکھتا ہے۔
توئی کے اس ارشاد کوئی حتمی حصہ نہ سمجھنا اور اصولاً نے نہایت درجے کا سلیمیت کے ساتھ نہ
آپ کے کلمات اس کے شہد ہیں۔

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَحَادِ لَهْمُ
بِالْقُرْآنِ حَسْبُكَ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا فِي صُلُوحِ صُلُوحِ وَفَو
اعْلَمُ بِالْمُفْضِلِينَ ۝ (۵)

اپنے رب کے راستے کی طرف انسانوں کو حکمت اور بہترین شیعت
کے ساتھ بلانے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔ یقیناً آپ
کا رب اپنی راہ سے نکلنے والوں سے غیب والقب ہے اور راہ پانے
والے (چاہے یا نہ) لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

مدینہ منورہ کا معاشرہ

اسلامی اجتماعی اخلاق کا منظر نامہ

سات سو سال کی سبیل میں مدینہ منورہ کے معاشرے کو آپ ﷺ نے اپنی
تصویرات، دعائی کی بنیاد پر قائم فرمایا۔ مانتوں سے قطع نظر ہمارے دین میں جو اخلاقی
دعائی رہ گئے ہیں ان میں سے زیادہ تر وہ ہیں جو انہوں نے مسلمانوں کو عطا کیں اور انہوں
سے سب سے پہلے انہیں یاد دلایا۔ آپ ﷺ نے اپنی تمام اخلاقی باتوں میں انہوں
سے انہیں یاد دلایا۔ مدینہ منورہ میں ساری باتوں کے تین ستون تھے
ناب، میراث اور مدینہ۔

قرآن حکیم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اور عالم انسانیت کو قیامت تک
کے لئے رسول و رفیق بنایا۔ آپ ﷺ نے اپنی اُمر میں اللہ علیہ وسلم کی بات کر لی
نور، سید ہیں انہیں۔ یہاں بدل دینا، توازن اور علم کی بنیادیں۔ مدینہ کے معاشرے
میں حد و انصاف، سچ پکارنا، یہ حقیقت روشن ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات حد
اور انصاف کے ساتھ قائم فرمایا ہے۔ علم حیات، انصاف اور حد کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اور یہ
حد و انصاف کے ساتھ ہی رہنے کی نئی روش میں نئی طرف دڑنا ہے اور انسانی اور خدا کی
پیارگی میں بھی بدل دینا اور ان پر قرار رکھنا ہے۔

اور حد سے مراد وہ قوت ہے جو معاشرے کی حفاظت کرتی ہے۔ ہر صحت مند اور

کر اور بھی اللہ قسم جہنم کے دار حیات اور طرہ رحمت سے اہل کربا نے آگاہ ہے یہ ہے نہ
 اقتضائی سرگرمیوں کا متعدد قوسوں و افراد کی دینی زندگی کو سنبھالنا، اس کی تعمیر و ترمیم
 میں دوست و صرف نرہ، معاشی حور، پے سزور فراہم کرنے سے یہ نظام قائم کرنا ہے کہ ۲۰۱۱ سے
 سولہ ہند کے بغیر حالات زندگی مگر رکش۔ اند و احتیاج مندوں کے لئے جو نظام کفالت
 (support system) سرکار ہدایت مکی مدعیہ دوم کے قائم فرمایا وہیت اسامیہ قد۔ تن
 ہمارے ہاں جیسے دولت مندوں اور صاحبان ثروت کی کی نہیں جو روک تھام کے علاوہ اپنی دولت
 خاصہ پر حصہ صدقات پر صرف کرتے ہیں۔ ہمارے سوشل سروس، ایوانوں کے سہولت کار قری
 و رحمت کے بہت سے منصوبے ہیں ان کی تفصیلات سے متعلق یہ کہیں پڑے عالم سوس
 میں (support system) نظر نہیں آتا۔ اس معاشی زیر دستوں میں اضافی کمی کتری پیدا ہو
 ہے۔ سماجی تحفظ کا نظام (social security system) آج مغرب میں ان کی ہے اچھا
 کمزور چل کے وجود ہمارے لئے دعوتِ فکر و عمل ہے۔

مسلم کے اقتصادی نظام کا متعدد فقہاء و معاشروں کی بہتر سے امکان نے
 سے پار ہو کر اپنی ذات کی نشو و نما کر سکیں۔ مسلمان کا اقتصاد کا نظام ہر انسان کی کفالت کی
 دینی تھیں نہیں کرتا بلکہ ہر آدمی کی زندگی و بھلا کے لئے ہر سہولت کی فراہمی کی قوت سے ان
 تھیں کرتا ہے۔ میرا موشی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول اذت کے سنا
 مویوں پر چھپے رک گیا ہے اور اذت کا سبب وہ اسے یہاں کر فراموشی کے غلام میں نہیں پھینک
 کہ اگر خدا کے حکم سے کوئی ایسی حالت ہو جائے تو کسی سے وادی ضرر ہوگی۔

معاشی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور ان میں موجود وحدت سے ہمارے مطالعہ سے
 ارتکاز کرنا ضروری ہے لیکن اسلام سے فقہ دینی کی نام نہاد تفسیریت کی وجہ سے ہم معدودہ
 آجے تجارت کی اہمیت اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تجارت اور اقتصادیات سے تعلق
 اپنے مطالعے کو آگے بڑھاتے ہیں اور اس سلسلے میں آگے بڑھ کر یہ بھی دیکھیں گے کہ
 خدائی انسانی کی بنیاد بنانے کے سب سے دلیہ عادل و جامع فی اللہ مدعیہ و سلم۔
 اقدام کئے۔

تجارت کے حدود، اس کے تقاضوں اور اللہ تعالیٰ سے اس سرگرمی کے رشتے کے
 بارے میں روشناس ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْغَنِيُّ اَتُمْنُوْا اَلَا تُمْنُوْا لَكُمْ يٰۤاَيُّهَا الْغَنِيُّ اَلَا تُمْنُوْا
 لَكُمْ تَجْعَلُوْا عَنْ تَوْحِيْدِكُمْ مَّرْصُوْلًا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ
 كَاَنَّهُ يَبْغِيْكُمْ زَيْجٰۤهًا ۙ (۶)

اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال (آپس میں) بچاؤ کی طرح
 سے مت کھاؤ، ہاں اللہ تعالیٰ تجارت کا بھی رضا مند ہے، ہر اور اپنی
 جانوں کو گم نہ کر دو، چنگ اللہ تعالیٰ بہار سے حق میں رحیم (ارہے حد
 ہر بیان) ہے۔

اس آیت مبارکہ کا تعلق تجارت سے ہے۔ اس سے ناجائز طور پر ایک دوسرے کا مال
 کھانے سے مراد رشوت اور دوسرے جیسے ہی طریقے نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی
 تجارت میں ناجائز معاملات شامل نہ کرو مثلاً اسلام نے تجارت اور سود کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
 ایک دوسرے سے الگ کر دیا ہے۔ اسی طرح قمار بازی تجارت کا جزو نہ بننے پائے۔ حق قمار
 کی وجہ سے تجارت کے سنگ دیئے میں شامل کیا ہوا ہے۔ ہر باہمی رضا مندی تجارت
 سے لازم ہے۔ اس کا بھی رضا مندی میں تجارت کی شرکات اور اسے جاری رکھی شامل ہے۔
 شہادت کی امید و ایمان و ایمان ایک دوسرے کے حق کی پاس دہی اور محنت و سرمایہ کا قوام
 ات۔ تن و جنتی سے مسلمانوں کے تجارتی دے باہمی عدم حقوق کی وجہ سے نوت چھوٹ کا
 ۶۹۔ ۱۰۰ ہے تن اور باہمی معاوضہ کی طوئیں رکھا جاتا۔ اس میں مسلمان حاصل طور پر
 حاکم ہیں۔ تجارت کی ترقی کے لئے امن و ایمان اور سبب لفظ ناگزیر ہے اور اس شرط کے
 لئے لا تفعلوا افسسکھ کے ذریعے نہیں متوجہ کیا گیا ہے۔ کل لکس سے مراد خود انکی بھی
 دینی ہے مگر اس آیت میں اس کا کھ نہیں۔ ایک دوسرے کے مال و دکان کی حرمت اور
 احترام کا سہمی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سورۃ التوبہ کی آیات ۱۲۳ اور ۱۲۴ پر انسانی زندگی کے جس منظر، روش و بیان کے پھیلاؤ اور سچی حد و سرحدوں کے حق بدلے میں مسلمان کی اس اخلاقی برتری کی مرل کا سراغ دیتی ہیں جس کا اس کے دل سے اس کے لئے حقدور قرار ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْضُوا أَوَّلَ الْكَلِمَةِ وَأَوَّلَ الْكَلِمَةِ وَأَوَّلَ الْكَلِمَةِ
مُسْتَحْضُوا الْكَلِمَةَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَسْأَلْكُمْ عَنْ كَلِمَةٍ فَلَا تَكْثُرْ
الْكَلِمَاتُ فَلَنْ يَكُنَ إِلَّا سَأْلاً وَكَلِمَةً وَأَوَّلَ الْكَلِمَةِ وَأَوَّلَ الْكَلِمَةِ
أَوَّلَ الْكَلِمَةِ وَعَشْرَ كَلِمَةٍ وَأَوَّلَ الْكَلِمَةِ وَأَوَّلَ الْكَلِمَةِ وَأَوَّلَ الْكَلِمَةِ
كَلِمَةً وَمَنْ يَسْأَلْكُمْ عَنْ كَلِمَةٍ فَلَا تَكْثُرْ الْكَلِمَاتُ وَلَا تَكْثُرْ
وَجَاهِدْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَسْأَلْكُمْ حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ وَاللَّهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۹)

اے ایمان والو! اپنے دماغ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ
کلمہ کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو ان سے محبت رکھے
گا، وہی ظالموں اور گناہ گاروں میں سے ہوگا۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر
تجہارے باپ اور تجہارے بیٹے اور تجہارے بھائی اور تجہاری بیویاں
اور تجہارے کنبے والے اور تجہارے کمانے والے سوال، اور وہ
تجہارے جس کے گھر سے کہہ دیا تو اس کی تم خوف زدہ ہوتے ہو اور
تجہارے (وہ شان دار) مسکن جو تمہیں پسند ہیں، اور یہ تمہیں اللہ داس
کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں، تو تم
اللہ کر کو اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ (اور خطاب) ملے آئے، اور اللہ
فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

قرآن مجید کی آیات، حادیث نبوی، صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
سید رضی رحمہ اللہ عظیم معین سے تجہارے کے پیروی اصول، مہمات اور منکرات اور پند و طر

عمل و تعبدت بذی انصاف کے ساتھ اور سامنے آتی ہیں اور اس بارے میں کوئی
اشتبہ و غبی نہیں رہتا۔ حرام اور حلال کی حدیں مکمل ہیں اور مسلمان کی زندگی سے انہوں
جہارت کا بھی معاملہ نہیں ہے۔ چند نکات غلط فہمی کے خاتمے ہیں۔

۱۔ اسلام سے تجہارت اور سوا کے درمیان جو فرق قائم ہے، اسے وہاں ہدی ہے۔ اور
کے منکرات اور غرائب و منکرات پر بہت پرکھنا چاہیے۔ آج کے ماضی و ماضیات اور
میں تو اس کو اس طرح اپنی گرفت میں لے رہی ہیں اور خود کی طرح برابری و غریبی کا
امت ہو تو امت ۳۳ پیو ہے۔ سو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خوف بگ قرار دیا۔ اس سے
میں سورۃ بقرہ ۱۰ آیات کا حوالہ دیتی ہے۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقْوَمُ الَّذِي يَخْضَعُ
الذُّبَابُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكُمُ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَانُوا مُشْرِكِينَ
وَأَحْسَنُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا "مَثَلُ الْوَعْدَةِ الْمُؤْتَقَذَةِ" مَثَلُ الْوَعْدَةِ الْمُؤْتَقَذَةِ
فَاتَّقُوا اللَّهَ قَلِيلًا تَسَلَّفْتُمْ نَارًا وَأَنْتُمْ أَعْدَاءُ قُلُوبِكُمْ
أَتُحِبُّونَ النَّارَ تَحْتُمُوهَا فَبِئْسَ مَا تَحْتُمُونَ
الَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ مَثَلُ الْكَافِرِينَ (۱۰)

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں نہ کھڑے ہوں گے اگر کسی طرح جس طرح وہ
کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان کے کس (اور کس) نے قبضی اور حاسد
۱۰۔ یہ سو۔ اس سے یہ سود خور کہ کرتے تھے کھڑے تھے بھی سود کی طرح
ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجہارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ جو
فہم اپنے پاس آئی ہوئی رہائی نہایت سن کر کہ گیا اس کے لئے وہ
ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو گزرا وہ حرام کی
طرف ہوتا وہ دوزخی ہے اور ایسے لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں
گئے۔ اللہ سود کو حلال ہے، اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی

یہ مدت وسطے سے سب کا فرمان ہے جس نے کائنات ہالہ سے لی ہے۔ جس کے میراں غلوں و خلق میں نہیں کوئی کمی بیشی تھی۔ اور اس کا علم انیسویں قیامت و آخرت و قرابت تک ہر دو شخص بلکہ زندگی کے ہر معاملے کو اپنے احاطے اور تحریک سے نہیں لے سکتا ہے۔ ساری کائنات و مسرت و ہی سے مدد و کھینچ کر ہر معاملہ خلقی اقتدار سے نہیں دینے کا معاملہ ہے اور مسلمان کو حکم ہے کہ کبھی میزانِ اہل میں کمی نہ آنے پائے۔

یہی کرم علی اللہ علیہ وسلم سے دینے کے، اور اس میں ایسے کمیل موجود اور متعین تھے جو انیسویں صوف کو تو کرتے تھے اور ان کی جنت پہنچنے والے اور خریفے والے کرتے تھے۔ یہ ایک ناقہ و منصب قیامت سے ساتھ ساتھ پہلے مل بھی تھے جو ان سے ہدفوں کی نیچے بھول در پانچ کرتے تھے کہ نہیں یہ تو نہیں کہ وہ کادہ مسوا و عروستہ۔ ان سے ہوئے نکلے ہٹ استعمال کرتے ہوں اور خریفے سے وقت بھاری بات استعمال کرتے ہوں تاکہ دوسروں کو کم مسند میں لائیں اور خود ہادہ و دہان میں بچے حاصل کر لیں۔ اس کے علاوہ اس بات پر بھی نگاہ رکھی جاتی تھی کہ ہر اور دست ہوں اور دکاہ دوتے ہوئے میرا بھیڑی۔ کر سکتے۔ دن تو ہر دہر سات تاب مسلی تھو علیہ وسلم کا کادہ و قرآن و احادیث سے احکام کا کارنامہ تھے، لیکن یہ راستہ کار میرا پائی بلکہ ہم سے دور آخری کتب اور آخری ہوں کو تو دینے کے لئے حکام مطلق کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام قیامت مطلق فرمائے اس میں تاجرانہ بات نہ ہوئی۔ اور اعتقاد کے ساتھ ساتھ تاجرانہ اور خریفہ اور لوگوں کے حقوق کا بھی نہیں بدھادوں۔ تعلقات کی پہچانی اور انہوں و غفلت کو بھی غور فرمایا گیا۔ یہ علم دینا یہ کہ کوئی اپنے بھائی سے پردہ نہ لگائے۔ کہیں لاپتہ نہ رہے۔ رقابت میں شیعہ قیامت کی قیمت میرا مدنی ہو رہے۔ نہ دہر ہے۔ کسی سے نہ دہر کی بھی غفلت کی گئی کے ہر سے آنے والے تھوئی کا علموں کی پیشوائی کے لئے خریفہ دہر سے ہر چاہیں۔ اس غفلت کی علت یہ ہے کہ آنے والوں کو خدا کے حقیقی ریح معلوم ہو جائے۔

اہل مدینہ کا پیشہ درعت تھا۔ راعیت کے چائی کی تہنیم اور اس باب میں بھی

مذہب و دہر میں حکام اپنے نکلے۔ کی طرف روٹی پیدا کر کے خریفہ و قرابت کو پہنچی۔ تو نہیں نہ تاج نہ کیا گیا۔ اس میں جتنی مسلی اللہ علیہ وسلم کی شہرہ کی راست میں قیامت کو رہا۔ وہی شہرہ کے ساتھ ساتھ حصول جنت کا وسیلہ بھی بنایا گیا اور رشتہ و ہوا کہ ایمان و راجح جنت میں انبیاء و صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہو گا۔

کا ایک سبب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رشا ہے کہ قوی مومن کرا در (اور پناہ) مومن۔
بہتر ہے۔

مکعبہ بھاری کی کتاب وجماد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث
موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے چاہیے کہ وہ ایک (جہاد) کے لئے آجائے۔
ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کرائی اور گھوڑے تیار کیے گئے تھے ان کی دوڑ تھیہ اور ان۔
مسجد نبی در بقیہ تک کرائی گئی۔ حضرت ابی عمرؓ کی کمر دوڑ کے شرکاء میں سے ایک تھے۔
گھوڑوں کی دوڑ کا حاصل پانچ چھ میل تھا۔

حسن و حسن کا خیال صحابہ کرام گھوڑوں اور سوار جنگ کے سلسلے میں بھی۔
تھے۔ دانت کی پشت کے چڑے اور انکا اور نوے سے گھوڑوں کی آزمائش کی جاتی تھی۔ ان۔
ہمیں یہ افادتی دوسرے مٹا ہے کہ اپنی چیزوں کو اچھی حالت میں اور سہا سوار کر رکھنا مسلمان۔
افطاح کا ایک ۷ ہے۔ اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پھر گھر کی معافی و اس کی تربیت
لوہس کے ساتھ ساتھ ہی ذات کو پاک صاف رکھنا اس سے نہیں بڑا و اہم ہے۔ اسے گھر۔
کے معنوں کو صاف رکھنا مسلمان کا ایک وصف قرار دیا گیا ہے۔

یہ چھوٹی چھوٹی باتیں دراصل "ماخوہیات" کا حصہ ہیں۔ "تاج" ماخوہیات "نوابہ"
سائنس اور علم کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس کا تعلق قرآنی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
احادیث اور آپ کی سنت سے لیا ہے۔ مسجد قسمی کے بارے میں روشنی توں میں۔
ہے کہ ہر ملک حوالہ کر کے اس سے تعلق (درجہ اول) "تاج" معارفی ہے۔
علم و عظمیہ اصطلاح و اسلام سے شرب کو مد۔ لکھی جاتا تو آپ سے بتائی کاموں۔
چہ کہ ان کی تفسیر بھی تھی۔ جو دیکھتے تو یہ بھی رفتہ رفتہ میں صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتہ معافی ہے۔
ہو تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس سے ساتھ ساتھ ہوا و ان پر بھی حد و حد شفیق تھے۔
طرح انہی سنے مکہ کے پر سکون، حرم میں بی بی باج سے ساتھ ساتھ کھانا کھاتے تھے۔
پھر جیسے یہ دل میں دوستوں کی صحبت کھانے کو نیا ڈانٹھ کھلا کرتی ہے اسی طرح مومنوں میں۔
دستچ کر گاؤں میں گھر پر اور جہازوں کے پتے چکر خوش ہوتے ہیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے افطاح اور صفت حیرہ کا دائرہ کس طرح سان و
اس دنیا کی دھکی پر محیط ہے، یہ اس کا نتیجہ ہے کہ بات جہاد۔ ساتھ جنگ و امراتہ بھیلوں سے
چڑا گاؤں تک پہنچی گئی۔ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ سان کا کائنات اس طرف ہم
رشتہ ہے اور ہم جن باتوں کو بالکل الگ سمجھتے ہیں وہ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔

بیت کا درجہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بہت سے قصے بیان فرماتے ہیں اور ۶۰ صحت کا حسن انصاف قرار دیتے۔ خادموں کے قصے (کلب) میں تیسرا منہ چاہا فرماتے گئے ہیں۔ اور وہ میں لکھے ہی قصے موجود ہیں۔ قصہ حقیقت کی ایک ایسی تزیین کا نام ہے جس میں حقائق کے نکات انہماک کر سائے آتے ہیں۔

۲۳۱۔ سندس بدلیہ ام نے یہ رات اپنی روحانی حالت دیکھ کر کہا۔
کیا عقیم تھا وہ سانس والی اور کبھی نہ رکت تھی وہ سانس والی۔ بہت المومنین میں سے کی
نے یہ قصہ سن کر کہا۔ میں جس وقت سے اس میں اور یہ قصہ نہ لکھنے کا یہ قصہ
تھا جو مجھ کا بیت میں کافی عرصے تک حالت سے منسوب اور چار سال سے یہاں
آ کر مجھ پر یہ کہانیاں اور واقعات ایک کتاب تھیں۔ اس میں ان لوگوں نے رخصت ہو کر
ترکی سے واپس آئے۔ یہ رات انہماک تھی۔ پھر یہاں میں سے بدلیہ ام میں یہاں
دیکھتے میں کوئی جیسٹ نہیں لیکن بہت موشن کے نزدیک یہ رات بھی عجیب تھی۔
عورتیں اپنے شوہروں پر مختلف تھیں اور یہی۔

اس کہانی میں کہا۔ اور ان لوگوں کا سہارا، یہ رات۔ اس سے بعد
ہوتا ہے کہ وہ موشن دیکھ کر کہی کہ وہ یہاں سے واپس آئے۔ وہ ان لوگوں میں
جیسٹ شریعت درم سے۔ اس کہانی میں یہاں سے اپنے شوہروں سے رات
تہہ سے لکھے ہیں مگر بڑی بلاغت کے ساتھ مگر یہ ذکر بھی اہمات المومنین سے آج
بہشت تھا۔ اس سے اس کی سادگی اور پاکیزگی مراد ہے۔ اسے آتی ہے۔ کہ وہ بیت
کی حد میں موجود ہیں جن میں خوشی کو بتایا گیا ہے کہ شلوٹ اور یہاں دیکھیں پس
اور سے۔ یہ راتیں اور ان کے ساتھ یہاں سے آئے۔ یہاں سے یہاں سے اور یہاں سے
خدا کی رحمت کی مثال اور اس کے مطابق تشکیل پائی تھی اس کے مطابق کائنات کے
تربیت کے ہر گروہ پر لڑائی زندگی کو سونپ کر رہا ہو گیا ہے

اہمات المومنین رضی اللہ عنہما کی زندگی کا یہ دور ہے۔ یہ دور ہے جو
ہے۔ وہ اس میں دیکھ دیکھ سہارا رحمت جگہ دیکھ دیکھ رحمت کے سے مومن ہیں۔

۲۳۲۔ اس کی سیاحت کے پاس زوارات تھے مگر سونے چاندی کا مصرف ان کے نزدیک نہیں
سہتے تھے میں۔ یہاں تھا۔ ملت غازیہ کے سامنے سے کسی چارے کے تعلق سے وہاں
ہیں۔ اہمات اپنی چکی کا عرصہ یہاں سے فوراً صحت کر لیا۔ ان کا اصل ہاتھوں کا کس
اخلاق تھا۔ مثال اور چارچروں کے استعمال کی مسلم دھرم کو اپنا ذات ہے مگر جس شخص کی یا
ن اور۔ اور وہاں اور ان کا نظریہ رکھتے تھے۔ اپنے آپ کی مرضی کو غور کرتے ہیں۔
احمات کا شہریت بھی ہے۔ یہاں سے یہاں سے۔ کئی قصہ دیکھیں جس پر یہاں سے یہاں سے
نہاں سے یہاں سے ان کا شہریت میں اس سے ان کے شہریت کو اس سے مستند رہا ہے
تھے۔ اس میں اصل رکت کے علاوہ دینی مشرک کی ساری کو بھی دخل تھا۔

تیس دن اور مگر میں کام کرنے والوں کے ساتھ صحاحیات کا تعلق نہیں رہا تھا۔
اور ان کا اصل میں کہہ کر کہیں ایک ساتھ تھا۔ تاکہ میں مگر میں نے یہاں سے یہاں سے
اور ان کے ساتھ تھا۔ یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
رحمت اور حقیقت کے تھیں اور انہماک کے سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
اور ان کی رات ہے۔ یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
پہلے وہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
اور ان کے شہریت کے عراق کا یہ فرقہ۔ یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
سے ان کے شہریت کے عراق کا یہ فرقہ۔ یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
جس کے علاوہ وہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
اور ان کے شہریت کے عراق کا یہ فرقہ۔ یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے

میں سے میں اس لئے دیکھ سہارا رکھے کہ کتنی ہی مشرقی حاکموں سے یہاں سے
اور ان کے شہریت کے عراق کا یہ فرقہ۔ یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
نہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے
شہریت کے عراق کا یہ فرقہ۔ یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے

اس میں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے

حضرت محمد ﷺ قرآن حکیم نے آئیے ہیں۔

کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ وہ بہتر ہیں چونکہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہلک چوری نہایت کو حفظ فرمایا۔ یہی امت کے غریب ترین فرد کو پاس خاطر آپ کو مزید تھا۔ آپ کسی دہیے کو جیت کی برائے میں نہیں دیتے تھے بلکہ اخلاص تک کا احترام فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے کبھی کا ایک ہار (سرا) بھی پہناؤ تو میں کیا پائے تو میں سے کہوں کروں گا۔ وہی صحتی سر پہ ہوتا تو عیادت کے لئے آپ کسی باری کا تھکا رہا کرتے بلکہ دینا و تشریف سے چاہتے۔

حدیث مسند سے مسلمانوں کے لئے ہر طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کا سورج چمک نکلتا ہے۔ صحابہ کرام سے یہ قربت کے بغیر مسلمانوں کے حیات کا صحیح تصور اور اندازہ قائم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہی کہ تین مہارت میں گزرتیں، انجہ آپ پر لطف تھا، لگتی نمازوں کی ایک رکعت میں آپ طویل ترین سورۃ کی تلاوت فرماتے۔ آپ کا ساتھ دینے کے لئے جو بھی بہ شریک نماز ہوتے انہیں اپنی ہی نظر کرتی پڑتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور پھر اس حقیقت کو کہ اللہ کا حکیم ترین رسول ہر جگہ روشن پیش کرتا تھا۔ اسے اور آج بھی آپ کی عملی قیادت کا ماری راہیں ہم اور کر رہے نظر آتی ہیں۔ ان میں میری کا نتیجہ یہ مرتب ہو کہ مسلمانوں میں صحت (dualism) کا تصور نہیں۔ یہاں رہا ایمان سے دنیا میں رہنے والے ہیں۔ یہاں اس اندہ و فکر کی گمشدگی نہیں کہ قیصر کا حق قیصر کو دے دے اور اللہ کا حق اللہ کو دے حضرت، یہ ان بات کے پاس مسلمانوں کی ایک بڑی امت کی تو میں بہادری کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مانو جاتا ہے۔ حضرت، یہ ان بات جو ہم میں رہا ایمان کا اہل احمد شکہ میں کیا کیا بتائیں۔ حضرت، یہ افسوس دینا کہ مراد و ناکستہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقائق کے بارے میں سوس کا جواب ایسے ہونے چاہیے تھا کہ قرآن پہ چمکتا کا افاق تھا۔ حضرت، یہ اسے سوس کر کے دے آپ کے مشعل اور دلچسپیوں کے بارے میں شکایت چاہنا چاہتے تھے اس سے حضرت، یہ دینی ظہر نے فرمایا کہ "میں کیا کیا بتاؤں" میں "آپ کا چاہی تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہی نازل ہوتی تو مجھے بلا بیچے اور میں وہی کہتا تھا۔ جب محمد بنی کا ہاتھ اترے تو آپ بھی (اللہ سے) ساتھ آدیاں دے دیتے تھے۔ جب عمر حضرت بنی ہاتھ اترے تو آپ بھی حضرت کے آگے سے

مدنی معاشرے میں ہر طرف رسول اللہ ﷺ کا نقش قدم

دنیا کے کم و بیش ہمارے ساتھ رہا اور باپ سیاست لوگوں سے بہت کم ملتے ہیں۔ کیونکہ زیادہ قربت سے ان کی شخصیت کے قد و خال میں سے اسے اسے اسے آجائیں گے اور جو رہا لوگوں سے زیادہ دیکھیں جو رکھتے ہیں اور بھی اپنے اتان کرنے والوں سے بے پناہ ہائے دوسے میں ملنا چاہتے ہیں۔ اسے "شہر میں" میں نہیں، آپ مجھ سے ہیں۔ میں وہاں کی "مقدس" یا "مکمل" تھا، یہ کہتے ہیں جو رات مندر کی عقیدت میں درضاد کرے۔ اس شہر سے ساری تاریخ محمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال پیش نہیں کر سکتی کہ ایک سے اس اور سب سے زیادہ صحابی اپنے کام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آکر دیکھتا رہے صحابہ کے گھر تک پہنچتے تھے اور ان کے دروازے تک نہیں ٹھیک ہوتے تھے۔ اس کے گھروں میں ستر حجب فرماتے اور نہ گھروں کا دروازہ کھانے کے لئے اس میں نذر دفرماتے۔ اس سے میں نے کبھی بھی نظر نہیں رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انوں کو کہنے نفوس سے بھی مزبور اور قرب ہے۔ براہد مشنیں آپ کے بدن پہنچ سکتی تھیں اور قرب آپ حکیم و آپ کے سوا حسد سے جو جس آئی تھی۔ اسی سے مندرجہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت علیہ کے تمام چہلوں، تہنیت، خلعت، واقعات، آپ کا رد و عمل، آپ کی معافی، اخلاقی اور تعلیمی چہ وجہ، آپ کا طرز و استراحت غرض کہ ہر جہ امت

قرآن مجید میں۔ سابقین ۱۰۰ میں یہ طاقی تک زیادہ گرا ہے اس کا خصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی معیت کی مدت سے ہے۔ جو زیادہ کرے آپ کے ساتھ رہا اس کے کر اور اس میں طاقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تو ای قدر زیادہ روشن ہے۔

۳۔ یہ حدیث صحت میں ۱۱ جاتی ہے، پر یہ وہ ہم ہیں۔ ایک ذکر کے مقابلے میں یہ کی شدت اور دوسرے نہیں میں ان کی قربت، حوت اور ان کی جس سے معاشرے کی تعمیر ہوتی ہے۔ طرے مقابل شدت سے وہ اور آگاہ ہوتا ہے جو اسے اللہ میں مضمر ہے۔ سر یہ ہے "مجاہد بن جابر کے سامنے رہتا"۔ اور ان مجاہدوں کی کمی سے بلیے آدمی مسودہ حقیقی کی پارکھ میں کس تک پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو پانچنے سے اکثر ۱۰ ایک معاشرے میں داخل ہونا اور ان کی شکل حقیر کر پڑتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ یہی کی شہی، یہ است کا معاشرہ اس کا ثبوت ہے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ایک پہلو عبادات میں۔ عطا ۵۰ اور ان کی صفت (حوت، برائی وغیرہ) اور معاشرت یا ایک دوسرے کے ساتھ پودہ ۵۰ بدرستہ ہیں۔ وہ ان کے متعدد حدیثوں میں رسد میں مضمون ہے اور سے تربیت حدیثی صفت کے پیر ہونے سے مضمر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا ہے اور ان خیر معاشرے کی تعمیر کی جادہ بن جاتی ہے۔

۵۔ اس لئے کو کچھ بغیر ہم اسلامی معاشرہ اور اسلامی راستہ کا نظم نہیں کر سکتے۔ اس کی کتاب ۱۰۰ سے چار سو جوت سے ان کی صفت میں، اسلامی معاشرے کے بعد ان کی تکلیف کی کمی سے سامنے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اس کے ساتھ رہنے کے بغیر معاشرہ تک پہنچ نہیں سکتے۔ غرض اور چہرہ سیاست کے حوالوں سے اسلامی معاشرے کا قیام اور فراہم جاتی زندگی میں اسلامی اخلاق کا خود ممکن نہیں۔

جنگ موتہ، فوق البشر عسکری معرکہ

دینی سے صحابہ کرام کی فدائی قربت اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فضلے کے مطابق شروع ہوئی تھی۔ ظلم کا مقابلہ دوسرے کے ہتھیار سے ان کی ان کا مقابلہ جس کی ان کے ہتھیار کا مقابلہ میں درکار ہے۔ وہ جو مکارم حدیث کی تکمیل سے لئے تھے جو ان کی عبادت کو بدل دیتے۔ اس کی تعلیمات کی کوئی حرکت نہیں کر سکتے کہ اسلام میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راضی، ان کی ناراضی کا ایسا جو۔ اور ان کے وہ نہیں تھے۔ بہت سی یہ تعمیر نہ تو اس سے پہلے بھی کی تھی اور اس کے بعد۔ ان کی صفت میں یہ تعمیر بھی رونما ہوتا ہے تو سرور کا نکتہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت حسرتی جڑتی ہے۔

جنگ موتہ کا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کا صدر حضرت عاتق بن عبید بن جراح رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی۔ پہلی کوئی کرنا ان میں بھی یہ شہید جرحہ اور رسول رحمت جو رسول محمد بھی تھا اس سے ہی جرم کی سزا دینے کے لئے تھے ہر کا نظریہ عرب دنیا جو وہ ان کی ۹۰ حدیث میں علاقے کی طرف، وہ دنیا میں اور ہی شام میں ملتا ہے قریب موت کے مقام پر یہ معرکہ پیش آیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس معرکے کی کئی باتوں سے بڑے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ باتیں حدیث میں مذکور اور ان کی شہادت کے بعد حضرت عبید بن جراح کو ظفر کا سر ہتر فرمایا، اور ان کی شہادت کی صورت میں ظفر اسلام کو چارہ دی گئی کہ جسے چاہیں سالانہ مقرر کر لیں۔

کے لئے روانہ ہونے والے لشکر کو بھی آپ نے یہ ہدایات دیں۔

۱۔ کسی مرحلے پر چھ مہدی شکی چائے۔

۲۔ ہر طرح کی خیریت سے بچ جائے۔

۳۔ جو شریک جنگ نہ ہو، جو غرض، بیچ، انجمنی ہو، جو سے لوگ اور گلیب میں

معاہدہ کرنے والے اور ان کے قرض نہ کیا جائے، ان کو اکل نہ کیا جائے۔

۴۔ کسی درخت، ہاتھوں میں پھل دار درخت کو نہ کاٹا جائے۔

۵۔ کسی عمارت کو تہدم نہ کیا جائے۔

جب سوائی لشکاروں کے ملاتے محان میں پہنچا تو مسلمانوں کے چار سووں نے

اطلاق دی کہ قیصر رام برقل ایک، کاکے لشکر کے ساتھ جلقا کے قریب شہر نہر اور جنگ کے

لئے تیار ہے۔ اس ایک لاکھ بیس کے ساتھ قبل کے بھی ایک، کاکوئی مہاجر ہیں۔ مسلمان

سب صورت حال سے تیار تھے۔ وہ کاکے لشکر کے مقابلے میں تیار ہوئے۔ ہشت

تے عوض بیس ہائیں فروخت کرنے والے یہاں سب حال افسانہ تھے۔ اس صورت حال

سے انہیں پریشان بھی کیا، حیران بھی۔ وہاں میں دور تیس دہائی مشورت میں تیار رہے۔

بہت سے کھجور کاٹیں تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبورت حال سے گاہ کیا جائے

اور چارے کتب چھیننے کی درخواست کی جائے لیکن دور سے صحابہ نے کہا کہ اس سے بڑی ساری

فوائد اس سے پہلے ہی محکم کے لئے ترتیب میں دی گئی ہیں اور شکست کا تصدیق تو جاری تھا

سے ہیں، انھوں نے کی شکست و قدرت سے ہے۔ ہمارا کام تو جنگ تھا اور بیس چاروں کا زمانہ

قرب رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اپنے جذبات کا ظہار واضح کر دیاں میں فرمایا

لنكنسى اسال الرحمن مطلقا

و حسرة ذات طرع تغلف الوداد (۳)

میں تو اللہ رحمتی سے شہرت کا سوال کرتا ہوں اور اس کے ساتھ محبت و عدا

تکوار کے دھم کا سوال کرتا ہوں، جس سے تمھارا دلاخون بہہ نکلے۔

۳۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۷۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو یہ چارہ فرمائی کہ جس مقام پر حضرت

حارث بن عیسہ شہید کئے گئے تھے اس مقام پر پہنچ کر وہاں کے لوگوں کے سامنے اس کو پیش

کرتا۔ گردہ، سونہاں کر میں تو یہ خبر دے سنے تھکا، کام ہوگا اور یہ صورت دیگر مہد کے

دستے میں ان سے چہاڑ کرنا۔

جنگ ہر دور میں انہوں نے کئے ہوئے آزمائش رہی ہے۔ ہارٹ ہوس سے اپنی

ہوس ملک گیری میں انہی ہستیوں کو منتقل بنادیا اور یہ تاریخ کیا کہ وہ کھنڈر بن گئیں۔ لوگوں

کی رہنمائی عزت و مہم سب بارت دیکھ کر کاجہت باج احاطہ ملکہ سامنے حضرت

علیہ علیہ سلام کا تھکا پٹے کے بعد چنے عوام اور دیندار ہارست نہ ادا تھیں کیا۔

فانك ان لنشركك وادخلوا فريضة الفسلوها وجعلوا اعززة الغلها

ادخلوا وكدسك بعلون (۴)

اس (شک) کے کہا کہ ہارٹا وہاں کسی کسی میں (قحمان) داخل ہوتے

ہیں تو سے چارہ دیتے ہیں اور وہاں کے عزت لوگوں کو دیکھ کر دیتے

ہیں اور یہ لوگ بھی اپنی اپنی کر لیا گئے۔

ملکہ سب کو یہ حکم بھی تھا کہ میں نے یہ چارہ ہارٹا نہیں۔ ہارٹا ہوس و لشکر اور ہا

سب بھی دہی ہو رہے، جو ملکہ سے بیان کیا۔ اس کے بعد چارہ دیت نام کو ایک دستہ اور بیس

خاندان بنادیا۔ یہ ملک گیری میں جلا لوگ اور قوس جنگ کو صرف میدان جنگ تک بھگا دیا

رہ گئیں۔ یہ دور پہنچ گیا ہے پر تھکی چھیننے والے و صحیحہ روکے گئے اور آئیں کہو میں سعد

میں تہذیب کے رہا تھو عرب انھیں قحمان اور عراق میں جو تھو دور ہا ہے سے مجبوریت کی

فتح اور عزم کے حصول حقوق کا نام دیا چہاڑ ہے۔ عراق میں ہر دور میں شہر ہار سے چارہ

ہیں اور وہی امن کے فروغ کے نام پر۔ لیکن روٹ جہاد کے لئے فاقوں کی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو بہت جلد غلطی سے صوفیوں کے مان کر ہا

فتح و شکست سے پہ تیار ہو کر آپ صوفی لشکر توڑ دینے بدیت عطا فرماتے تھے۔ سوتہ کی جنگ

۱۸۷۷ء ۲۰۔ دیکھ لہذا حق اس معرے کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔
 تھا کہ سو سے لے کر سو سے ملے تھے اور جنگ کی تفصیلات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیجئے۔
 تھے جیسے سال پہلے آیت کی یاد ہو، یقیناً ہے۔ سو ہی پر ہمارے نبی اللہ کے بعد
 نہایت معجزانہ بیجا پئے تھے سبیل پر اور یوں اور شجاعت دلی کہ جہان ان روم کے قہر
 فرما گئے۔ جب جنگ میں شدت آئی تو حضرت جعفر نے اپنے گھوڑے کی کولہں کاٹ
 دیں اور خود سے مت واپس لے گئے۔ جس کو جنگ کی تاب نہ لے کر۔ اور حضرت ابراہیم
 وشمس پر رات بوقت کے ادا ہو گئے تھے حضرت جعفر کو دایاں ہاتھ نہ تھا اور
 نبی نے محمدؐ کو دیکھ کر سہل ہو گیا۔ جب اللہ نے شیر کا پاؤں ہاتھ میں کھینچ لیا تو
 ساری پرچہ و ترشوں کو نے سے چھوٹے کے سے حضرت نبی اللہ نے پرچہ کوئی طرح آپ
 پیسے سے لگا دیا۔ اب ایسے اور غمراہان کی شہادت کا سبب ہا تو پرچہ کو گرنے سے پہلے
 حضرت محمدؐ تھیں وہ۔ نے سنو کہ یہ۔ اور یہ منوروش جہاں روپ کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم سے پہلے تھا۔ دیکھتے تھے۔ جعفر بھی اپنے خالق کے حضور پہنچ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی محمدؐ کے موت کے آثار میں شامل تھے۔ نبی
 محمدؐ کی قبر میں آ کر۔ نبی کی قبر میں آ کر۔ نبی کے قبر میں آ کر۔ نبی کے قبر میں آ کر۔
 کہ ہے ہونوں کے غمراہان کی شہادت کا سبب ہا تو پرچہ کو گرنے سے پہلے
 یہیں تھا۔ (۶)

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور آپ کے صحابہ) کے اخلاق کی یہ ملاحظہ
 میں وقت نہ سہل ہے۔ کہ ہے جس خزانہ موت کے فانی لکھ معرے کی جوتھیں۔
 پیش کی جارہی ہے کہ اس کے بغیر نہایت جلد اخلاقی اوصاف، اہمیت تھی تو کل میں اللہ اور
 دوسروں کی خدمت اور صفات کے جبر کا وہ نہیں لگا یا سکتا۔ حضرت جعفر کو اللہ تعالیٰ
 یہ اجر عطا کیا تو انہیں بہشت میں دیا اور دیکھا کہ اور اس باروں کی ہر دوسے اور جنت کی مہیا
 میں پروردگار نے دیکھے ہیں۔ اسی وجہ سے جنہوں کو بھائی اور جعفر علیہ السلام کا لقب مل گیا۔

میں بھی حضرت جعفر کا یہ لقب ان کا شانِ شہداء، مجمع بخاری میں حضرت ہارون رضی اللہ تعالیٰ
 روایت ہے۔

ثبات ابن عمرو إذا سمعنا ابن جعفر قال السلام عليك يا ابن دمي
 الجناحين (۷)

حضرت ابن عمرؓ (رضی اللہ عنہ) جب جعفرؓ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کو
 سلام کرتے تو کہتے اے ابن دمی الجناحين (دو بازوؤں والوں کے
 بیٹے) آپ پر سلام ہو۔

اور ان جانوروں کی شہادت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی
 شہادتوں کے منظر مجھ سے ملے ہوئے دیکھئے گئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی
 روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے کہ اب علم وادب کے ہاتھوں میں
 ہے۔ اب نوید شہید کر دے گئے۔ پر جعفر کے ہاتھوں میں ہے۔ اور جعفر بھی شہید ہو گئے۔
 اب ابن رواحہ نے علم پہنے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔ ہمارے بھی شہید ہو گئے اور جعفر اللہ کی
 تھوڑوں میں سے ایک کو۔ نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے وہیں تک کہ اللہ نے اس کے
 ہاتھ پر حق حیات کی سیج بخاری کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں

فلان اخلا الزمان سبقت من رسول الله حتى قطع الله عنها (۸)

اور جعفر اللہ کی تھوڑوں میں سے ایک کو اور (خالد بن ولید) نے علم
 اپنے ہاتھ میں اقامہ کیا اور اللہ نے اس ہاتھ پر حق حیات فرمائی۔

خزانہ موت کے سنا جانے اور فرات کے پار سے میں واقعہ کے ہیں کے بعد ہم منگو
 نہیں کے لیکن اس حدیث کی روشنی میں یہ کہا درست ہوگا کہ خزانہ موت میں بھی مسلمانوں و
 غیر مسلمانوں کو حاصل ہوگی اور یہی اسی نوعیت کی جیسی ہے مسیح و عیسیٰ کو آپ عیسیٰ نے "مسیح مبین"
 قرار دیا تھا۔ مسیح کے موعج پر حکمت مسیح حضرت عیسیٰ اللہ علیہ السلام جیسے کھلی کبر پر بھی روشن نہیں

فیہم کی پیش کی کیفیت کی بیان کردہ تصدیقات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کائنات کے جسم پروردگار کو جس طرح شہادت کی حیثیت کے اس عاشقوں سے ہمہ کون باری سے جہت ہے۔ چنانچہ یہ روایت غزوہ بدر ہی سے شروع ہوئی تھی جب حضرت عوف بن عاص رضی اللہ عنہ سے شہادت شہادت میں پڑی اور تادیبی درخشاں کی صفوں میں گھر کر جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی۔

جنگ موت کے دہائی متحمل کی تعداد میں کس معلوم لیکن اس بات سے کس کا کچھ نہ رہا ہو سکتا ہے کہ اس دن حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں سے عمار بن عبدمنذرؓ اور جابر بن عبدمنذرؓ کی شہادت اور عکبت ثنی سے روئی عربی نے خوش فہمی کی جگہ پیچھے ہٹنے میں ثابت پائی۔

جب غزوہ موت کے کچھ عرصہ منورہ وہاں پہنچے تو صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے۔ جب غزوہ موت کے کچھ شہر میں داخل ہونے لگے تو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ میدان جنگ سے ہلکا کر آئے۔ وہ تھے۔ اس پر ایمان راست سے یہ نکلت جاتے ہوئے کہ یہ ہلکا کر آئے اسے کچھ بلکہ چٹ رحمت کرے۔ وہ تھے۔ یہ فراموشی، کھٹک، کراہی تھی۔ آپ کے یہ حال غزوہ جوگ کی جوش ملی اور جوش کوئی کا دھڑکے تھے۔ یہ سحر موت کے بعد غزوہ جوگ سے اپنی پورہ روحانی حیات و طہارت کے قلعوں میں شکاک ڈال دینے اور بعد میں مسطرت روانے حضرت فاطمہؓ کی عظیم رضی اللہ عنہا کے ہمیشہ مسلمانوں کے سامنے تحفہ رزائل دینے اور اس کی عظمت و اکرامیاتی "استان پارہانہ" کی اور سحر موت اور غزوہ جوگ کی کئی سمجھی کی بنا پر فتح کے لئے پڑے غزوہ جوگ کا ذکر (تاریخی شواہد کو قدر سے بھرا کر دے ہوئے) مناسب معلوم ہوتا ہے۔ غزوہ جوگ میں ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی عاصی اور "اکرام کرنا" سے۔ حضرت اور کتب کا مقصد لیجئے کہ کیا ہے؟ اور صدق کی دشمنی اور ہیبت کیا ہے؟ غزوہ جوگ سے چھپے۔ صحابی کی یہ پاسداری اور صدق شہادت کی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے سنی تھیں کہ کال موت ہے۔

غزوہ تبوک

اتفاق فی سبیل اللہ کی لافانی مثالیں

غزوہ موت نے اسلام کو عالمی باطل قوتوں کا مقابل بنادیا۔ اس کے فوراً ہی بعد فتح مکہ کے اسلام کو جزیرہ عالمی عرب کی عاصی ترین قوت بنادیا۔ اگر چہ عربی ہونے نفرتی حرکت بدلتی ہے چارہ جہت کا وہ وہاں کو خدائے عظیم کو اس کی تادیب کا حصہ بنایا۔ جنگ موت کے بعد درمیانوں کو شہادت سے اس میں ہوا کہ اسلام میں جوش قدی کے سر میں داخل ہو گیا ہے تین غرار ہیں۔ دہائی وہاں فوجوں کے متعلق سرخ روئی حاصل کر کے ان کی راکھ کو نقصان پہنچا دیا۔ انہ کے تین بیانیوں کو اس بات پر بھی یقین تھا کہ ان معرکوں کا مقصد یہ ہے کہ اسلام تقدیر کا نکات اور تقدیر نشان بن کر رہے اور دوسرے تمام ظالموں پر غالب آکر رہے۔

هو المذنبون من رسول الله بالهدى ودينه المعنى بالظهوره على

الذنب فخله وكنه بالله شهيداً (۱)

وہاں جس شخص نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ جھکا دیا کہ

وہ بدین (اور نظام) پر غالب آکر رہے۔ اور اس حقیقت پر کوئی

دشمن کے لئے اللہ کافی ہے۔

والمحذوث * ذلك منافع الحيوة الدنيا والدة الجنة حسن
المعابد (۲)

انسانوں کے لیے مقرر ہے جس میں عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے
اجیر، (یعنی نسل کے) لینے والے گھڑے، سوئی، درو، زمین بڑی
غرض آئندہ بتائی گئی ہیں (مگر یہ سب ایک چھوڑو) دیا کا مال و متاع
اور سامان ہیں اور بجز ان کا تو اللہ کے پاس ہے۔

اور یہی سلسلہ کام میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کے
اس بجز ان کے لئے بیان کر دیا ہے۔ وہ ان کا تقویٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ جنت کے بغیر
میں سب وہاں ہے اور عقل کی رکھائی۔ اس عقل کی زندگی میں پاکیزہ چیزیں۔ رفاقت الہی کے
لئے ہیں اور اللہ کی رضا کے مسلسل بہ نسبتیہ کے لئے اور اس عقل کی جنت کے مقابل

وما لحيوة الدنيا الا منافع للفرؤ (۳)

اور اس دیا کی زندگی کیا ہے، جو اس کے لئے کسی کے سوا کچھ نہیں ہے۔
اور جو کچھ ہونے کے ساتھ ساتھ اس دیا کا سارا سرمایہ جو فانی الارض،
نام دار میں متعلق ہے کاسب ہوتا ہے کٹر چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو
رہائی پیدا سے کر نہایت کی طرف سے اس کی اصل و اس دین کی جینے سے قوت ہے۔

فمن منافع الدنيا قليل * والاخرة خير من الاولى لمن اتقى ولا تظنن ان

يحيون (۴)

اسے رسول کہہ دیجئے کہ دنیا کا سرمایہ اور پہلی بہت بھری ہے اور آخرت
تقریباً اختیار کرنے والے کے لئے بہت بھری ہے اور تم پر تو رہا رہی
ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ آملی محمد (۱۳)

۳۔ ترجمہ (۱۸۵)

۴۔ تفسیر (۷۷)

تقریباً مومن کے مجموعی امر، حیثیت، عمل کا کام ہے۔ اس دین و امن میں سے
دل اٹھائے بغیر تقریباً حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے حصول کے لئے کچھ عظیم حقائق کی تکمیل
اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے جس میں غرق کی جائے اور اسے
ہے۔ اس کو قرآن حکیم نے یحییٰ کی مثال کے ذریعے پیش کیا ہے۔

مثال لیسین یظنون ان اللہ فی سبیلہ کما ینسب لہ کما ینسب
سبیل فی کل شئ لیسب لہ حبة * واللہ یضعف لمن یشاء
واللہ واسع عظیم (۱) لیسین یظنون ان اللہ فی سبیلہ کما ینسب لہ کما ینسب
لا یظنون ما یضعفون ما ولا یذی اللہم اجرنا ثم عبد ربهم
ولا خوف علیہم ولا هم یخزنون (۵)

جو لوگ اپنے مال اللہ کے راستے میں غرق کرتے ہیں اس کی مثال اسکی
ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات لکھیں، اور ہر دانی
میں سو دانے ہوں اور اللہ جس (عمل اور چیز) کو چاہتا ہے فراوانی عطا
کرتا ہے اور بڑا عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار کی داناؤں کو عظیم ہے۔ جو لوگ
انجام مال و متاع اللہ کی راہ میں غرق کرتے ہیں اور پھر نرا احسان جتانے
ہیں اور نہ (کسی کو) اپنے اپنے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے
اور انہیں نہ تو خوف ہوگا اور نہ عزت و فخر ملے گی۔

ان آیات میں خدایک بزرگات، اس کے خداوندی پیدا اور عطا ہے۔ قدرت
سب سے آگے ہیں۔ زکوٰۃ، اللہ تعالیٰ کی شکل اللہ کا ایک جز ہے جسے اسلام کے ارکان میں شامل
کر دیا ہے۔ جس اطلاق شرائط بیان میں بھی شامل ہے اور سبب کی خداوندی صفات میں بھی۔
ان آیات میں اطلاق پیدا ہو کر عطا ہے کہ اللہ کے راستے میں ماں غرق کرنے والے نہ تو
کسی پر احسان جتانیں اور نہ ایسا رسائی کریں۔ احسان جتنا خود ایسا رسائی ہے کیونکہ احسان
جتنے ان دوسرے کی عزت نفس سے کیجئے ہیں، اور خدایک کا بغیر دینی رشتہ جو یہی ذات کے

ایثار کی ہے است عمر ابدائے کار
 پوچھا حضور سرور عالم نے "اے عمر!
 اسے وہ جوش حق سے ترسے کہ اس کو ہے قرار
 رخصا ہے کچھ میرا کی خاطر بھی تو سے کیا؟
 قسم ہے اپنے خوش و قارب کا حق گزار
 کی عرض نصف وار ہے فرزند زن کا حق
 دتی جو ہے وہ ملت بیضا ہے نار
 ملے میں وہ ریشی بیوت بھی انگما
 جس سے جائے مشق دعت ہے استوار
 لے آیا ہے ساتھ وہ مرد وفا شرت
 ہر چیز جس سے خشم جہاں میں ہو اقبہ
 ملک مبین و دریم و دبار و رشت و جن
 اس پر کرم و فخر و قاطر و حار
 بولے حضور چاہئے فکر خیال بھی
 کہے گا وہ عشق و دعت کا رادار
 اسے تھم سے دیدار و انجم فروغ کبر
 اسے تیری ذات دعت بخیرین روزگار
 پروانے کو چراغ ہے اہل کو یوں اس
 صمد حق کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ جس

عبادت و صداقت و دہان تو اس سے قطع نظر نہ ہو اور دینی قرآن
 سنیوں سے مسلمانوں کے کلام میں کراہ کر چکے تھے۔ ان میں سے بہت سے نئے مسلمان
 تھے جن کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں نے یکدم دینی شرکت کر کے والوں کے قلب
 و فکر کی دیواروں دی گئی۔ اللہ کے دے جس میں جہاد کرنے اور جان دینے کو یہ سبق ملے اور ہم سمجھتے

تھے لیکن تنہا تک کے طویل سفر کے لئے مسلمانوں کے پاس سواریاں نہیں تھیں۔ پیادوں اور
 ضعیفوں کے ساتھ جو مسلمان رکھے رکھنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح میں شریک نہ
 ہو سکے والے کے ساتھ میں فرما دیا کہ اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں اور اس سے تہہ و
 میانہ کی جانیں لی کے اخلاق و اخلاص اور اسلامی کردار کو قرآن حکیم سے ایسا ہیئت میں یوں
 سمیٹ دیا ہے کہ ایک ہیئت میں یوں کا ذکر نہیں کی ہے۔

وَالْعَلَى الْعِلَاسِ اِذَا مَاتَ الْوَكُفُ لِيُخْبِلَهُمْ فَلَمَّا اِذَا
 خَبِلَتْهُمْ عَلِيَهُمْ مَتَوَلَّوْا وُغْنِيَهُمْ لِيَفِيضَ مِنَ الدَّنِيعِ حَتَّى اِذَا
 يَحْمِلُوْا مَا يُلْفِقُوْنَ (۱)

اور ان لوگوں پر بھی تنبیہ اور اعتراض کی گنجائش نہیں جنہوں نے خود
 حاضر ہو کر تپ سے سفر کے لئے سوار چوں کی درخواست کی اور جب
 تپ لے لیا کہ تہہ و دے سے چلے گئے کہ ۳۰ یوں نہیں تو وہ لوٹ
 گئے اور اس طرح کر ان کی تنہوں سے رنج و اہم کے تسو چا رہی تھے
 (اور وہ اس بات پر اصرار دیتے) کہ وہ اپنے طور پر جہاد میں شرکت کی
 استطاعت نہیں رکھتے تھے۔

اور ایک گروہ وہ بھی تھا کہ اسے پاس دولت و دروس کی تھی لیکن انہوں نے پیچھے
 رہ چاہے اور اپنے گھر میں بیٹھے رہنے کو پسند کیا۔ قرآن پاک سے اس کے ۱۰ سے میں
 و اشکاف انداز میں فرمایا کہ طبع اللہ عسی فلزہم۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر غمناک
 لگا دیا اور وہ اس حقیقت تک نہ پہنچ سکے کہ ان کا رویہ کس طرح اور کس حد تک ان کی جانی کا سبب
 ہوگا۔ (۱) یہ لوگ اپنے علاقہ میں سر رہ جڑی تھے کہ یہاں سے نہ گئے اور مدد و تاش کر رہے
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کی اہمیت طلب کرتے۔ اللہ کا رسول بن کر سہاقت
 سے حوب واقف تھا اور ان میں گھروں پر رہ جانے کی اہمیت اس سے بڑی ذمہ داری سے

وجہ رکھتے تھے۔ سائنات میں تو خود کی ہستی بھی مثل قحی۔ قوم مشرکوں سے یہ زوں سے مکر
ترش رہے تھیں اور محکم مکانات قحی تھے۔ ان مکانوں کے مشروبات ہونے پر انہیں بچا
یقین تھا کہ کڑواؤں اور طوقوں کو افسانہ سمجھتے تھے کہ بربط طاب الہی سے انہیں ان پکا تو خود
سہا نہ ہی کر دینگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں کو چاہت فرمائی کہ وہ اس
مضبوط علاقے سے استغفار برسب اور برسر تیری سے گزرا جائیں۔ یہاں آرام کے سنے نہ
ظہر ہیں ورنہ یہاں کا پانی پئیں۔ پانی کی شدید قلت میں طاب الہی کی یاد اور اس کا حرف۔
کیا انہی تاریخی انکی دوسری مثالیں پیش کر سکتی ہے؟

تو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس دن قحی فرمایا۔ بعض روایتوں کے
مطابق یہ مدت یک ماہ تھی۔ وہیں تک نہ شریکی نہیں۔ نہ کھانے کی چیزیں۔ مسخروں کے
حرم اور رادوں کو دیکھ کر وہیں سے پیش قدمی اور اسلامی سر زمین میں سلام کو قحی کرنے کا
اور دوزخ کر دیا اور مہدوں سے اور پیچھے ہٹ گئے۔ چنانچہ اس جیسے میں حضرت موسیٰ کی یاد بھی
مثل ہوئی۔ تیس دن مسخروں سے دو۔ کھانوں کی پیش قدمی کے گئے بند پانچواں تھا اور
سے تو میں ہر مسلمان۔ دوسری سرحد صاف تر تھے۔ پھر نہ سنے تھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صاف تھے۔ اس سے بظاہر درکنوں کی طاقت مسخروں کے موصوں کو بھٹ کر نکلتی تھی۔

اس غیر معمولی حالت میں بھی قرآن مجید صاف مسلمان سے مسلمان کی دینی اور
اندر کی تربیت جاری رہی۔ تو کہ میں ہادی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خدیوہ شدہ فرمایا۔
اس جیسے کے ہر لفظ اور فقرے کی معنویت چودہ سو سال میں واضح تر ہو گئی اور نئے معانی ہم پر
ظہار ہوتے رہیں گے۔ آپ کے عہد سے ادنیٰ اگرچہ ہمارے لئے یکہ عروا بھی ہے مگر
اس میں ہمارے لئے تسکین کا پتہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روش و سنت کے جو پہلو ہم پر روشن ہوئے ہیں وہ بھی آپ کی رسالت کی حجت پر گواہی کا
دہرہ رکھتے ہیں۔ یہ غلبہ طافہ رکھتے ہیں:

اللہ کی کتاب ہر مقام سے بڑھ کر سچی ہے (اہل صدائق کی دین
کتاب) اور اگر تقویٰ سب سے زیادہ قابلِ اطمینان ہے۔ ملت

ابراہیم سب حقوں سے بھر ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ اور
روش حیات سب طریقوں سے بہتر ہے۔ اللہ کا ذکر ہر ذکر سے زیادہ
صاحب شرف ہے۔ قرآن تمام کلمات سے پاکیزہ تر ہے۔ اولوالعزمی
کے کام سب سے بہتر ہیں۔ جوئی بات کمال کی (چرعت) ہمارے
کاموں میں بدترین ہے۔ سب سے اچھی روش (اور راد) الحیا کی روش
ہے۔ شہداء کی موت سب موتوں میں سب سے بہتر ہے۔ دل کا بدترین اندھا
پہن چاہت کے بعد گمراہی ہے اصل فاسخ اعمال میں سب سے بہتر ہے،
جس پر لوگ (آسانی سے) عمل نہیں بہترین روش وہی ہے، دل کا
اندھا بہترین اندھا کہنا ہے، اوپر والا ہاتھ (دینے والا ہاتھ) پیچھے
والے ہاتھ (پینے والا) ہاتھ سے بہتر ہے، خود گمراہی مال اس بہت
سے مال سے بہتر ہے جو انسان کو غفلت میں ڈال دے، چاہا کی کے
وقت کی قرب بدترین قرب ہے، قیامت کے دن کی نعمت بدترین
نعمت ہے، لوگوں میں سے کچھ جو کچھ لکھا کر لئے آتے ہیں مگر ان
کے دل پیچھے (دیر میں) لگے۔ جیسے جیسے، درجنوں کو (یوں ہی) کہی
کبھی اللہ کا ذکر کر لیا کرتے ہیں، کھائی زبان (جھوٹ) بدترین خطا
(گناہ) ہے، بہترین دولت دل کی دولت (اور توکل) ہے، بہترین
توشہ (اور زینہ) تقویٰ ہے، طرف الہی دانالی کا جوہر ہے، یقین اول
میں جگہ پانے والی بہترین چیز ہے، غلبہ، مکر کی شامہ ہے، بین کرہ،
چاہلیت کا کام ہے، ہمدردی (اور دھوکہ) جہنم کی آگ ہے، رائے میں
پرسن آگ میں قیام ہے، (برا اور اصل) جذبات بھڑکانے والا، غصہ،
انہیں کا (آزاد) ہے، شراب گمانوں کا مجموعہ ہے، بدترین روزی قییم
کا مال کھانا ہے، سعادت مند وہ ہے جو دوسروں کو کچھ نصیحت حاصل
کرے، اصل بر بخت (شقی) وہ ہے جو نیکی کی شقی ہو، اصل کا، اصل

کرتے ہیں اور کبھی بڑی احمائی اور بے حیائی سے توڑ دیتے ہیں، سیاست دان پٹی سی
وفا دیں بدل دیتے ہیں، اپنے خدا کی تاویل فقہ و معانی کے ہر اصول کو توڑ کر کرتے ہیں۔
کوئی رشتہ انہیں فقہاء سے زیادہ عزیز نہیں ہوتا، بدلی کوئل کر کے بہن خوش ہوتی ہے۔ اس کی
کری سمیت رہی، سوچہ دار دوست کے اخیر گاٹا جاتا ہے۔ چوبیس گھنٹے لوہے کے تیل و
غریب دوست کے ترو پھر لگا کار جاتا ہے۔ اس کے سے ۱۰ گھنٹے کی مقعدہ مخصوص ۱۰ چار اور
وسید نہیں ہوتی بلکہ اس کی معبود بن جاتی ہے، درود اس خدا کی امید کو بھوس جاتا ہے کہ اسی
دوست اسی سوسے اور چمکی سے اس کی پیشانی، اس کے پہلو اور اس کا جسم اٹا جائے گا۔
قانون کی نفسی کیفیت کا ترجمان (Symbol) ہے۔ خلاق نبوی، امر و نہی کا ثابت مصلی
تھوہیہ، علم کا زہد و تقویٰ اور آپ کا سوا کریم، بندہ مسکین کے دل کو بردہ چہل سے بے بار
کرتا ہے۔

صدق کی وسعتیں

فخر کہ جو کہ جنت میں ان کا ایک جامع مشور ہے اور فقہیات قرآن کا خلاصہ ہے۔
خود کہ جو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل، مسد پر چاروں اور اس کے اور اسلامی ضابطہ اخلاق کو
پنانے کے سلسلے میں آرائشوں کی کال مٹاں ہے، حاسن طور پر ایک خدائی وصف "صدق"
کی قدر و قیمت اور ہیئت چیتھہ رہ جانے والے تھیں سچے سچوں کی رہائش سے اس طرح
بھر کر آئی کہ آج تقریباً چار سو سال گزرے کے بعد بھی یہ مٹاں سچائی کے راستے اس طرح
اجاتی ہے کہ چھتے در ستھنے والے کا ذہن اور اس کا خواہش سو جاتا ہے۔ "صدق" اور
"حانت"۔ یہ دونوں وصاف نبوت سے پہلے بھی لغت سے تھوہیہ مصلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت
اور آپ کا اختیار، جو اور نبوت کے بعد تو آپ کے صدق "آپ کے صوبہ و صلاہ امتوں کی
برٹ سٹ س گیا۔ آپ کا چہ صدق تھا آپ کا بیض صدق تھا، آپ کا سوا اور خوب صدق تھا،
آپ کی زبان سے نکلنے والا لفظ صدق تھا، آپ کی حاشی صدق تھی، غرض کہ زندگی کا ہر لمحہ
صدق تھا، وہاں صدق کوئی نہ کر سکتا، زبان طہارت اور بلی بیت نے اس طرح اپنا کیا کہ ان
کی زندگی کے ساتھ دھبے کی قیمت تک نہ سوں کو دست کھاتے، ہیں گے۔ سچائی لداہ اور
جہات کا راستہ۔

منافقوں اور ہر تریش دیہاتیوں کے عداوتیں سچے بھٹس ورم ورم کو اپنی زندگی
کا جوا، چہنے والے مسدیں بھی خزا کہ جو کہ میں شرکت نہ کر سکے۔ منافقوں اور بہانہ دار
اعراب نے خزا کہ جو کہ سے وہاں ہی پر صوبہ مصلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے بھوسے طہر پیش

کے درجہ صدر مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اس کے چھوٹے خد "قول" فرمائے۔ اور اس خلافتِ بندگی کو دیکھنے کو مصلحت کی علامت "مہد صرا" کو "کلمہ" لاد کی جگہ پر مقرر کر کے شہرہ نہیں کیا گیا۔

یہ تین سچے اور بچے ہوئے کعب بن مالک، بدل بن امیہ، ورم بن ریح رضی اللہ عنہم۔ ان تینوں سے کوئی طرزِ پیش نہیں کیا بلکہ مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی کوتاہی کا اعتراف کر پڑا۔ صحیح بخاری میں حضرت مہدی اللہ علیہ کعب کی ایک طویل روایت موجود ہے جس میں حضرت کعب بن مالک کی کیفیت ان کی ربانی پیش کی گئی ہے۔ ہم اس روایت کو بہت انحصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ روایت کی تفصیلات ترک کر دی گئی ہیں۔

"خود انہوں نے وقتِ مہر کی حالت بہت اچھی سمجھی۔ اللہ کا وہ ہے کہ اس سے پہلے میرے پاس کسی دوسری بات نہیں ہوتی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ کی تیار دی شروعات نہیں تو ایسے دن تھے جب کعبہ پر ریحی اور سامنے میں بیٹھنا چہرہ معلوم ہوتا تھا۔ میں سوچتا ہوں کہ کسی وقت بھی جب اہلِ شریعت کی تیار دی کروں گا کہ ایک صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ اس شکر کو جس سے میں چاکر ہوں گا (کہ کوئی دن گزر گئے)۔ اب سب لوگ دراصل بچے تھے۔ میں نے سوچا کہ رادویہ کہ آپ سے جاؤں مگر یہ تقدیر میں مقرر تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد جب میں مدینہ منورہ میں چل پڑا تو مجھے یہ تمام قائل نظر آتے یا کراؤ اور صیغہ۔ مجھے بہت افسوس ہوتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے رہے تھے تو میں نے سوچا کہ خداوند کے لوگوں نے بھی مشورہ دیا کہ کوئی یہ بہانہ نہ اٹھ آجائے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے چل سکوں۔ نہیں جب آپ مدینہ کے باطل قریب آ گئے تو بہار ساری کا میں میرے دل سے نکل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کے قریب پہنچے تو تشریف لے رہے تھے تو پیچھے روٹنے والے آپ کے پاس نہ کرنا چاہتا تھا کہ اسے اور آپ کو اس کے چاہئے۔

میں نے حاضر خدمت ہو کر سلام کیا تو آپ نے حضور اقدس کے ساتھ سلام کا

جواب دیا۔ آپ نے میرے پیچھے دوہانے کا سبب پوچھا تو میں نے کہا کہ اگر "ج" میں جھوٹ ہو کر آپ کو رضی بھی کروں تو کلمہ اللہ تعالیٰ آپ کو کچھ سے ناراض کر دے گا اس لئے میں "ج" ہی ہوں گا۔ اللہ کی قسم حضور وار ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرا شاہد ہے ہی سے مجھے مغفرت کی میسر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرما دیا کہ تم نے کچھ باتیں نہ کہیں۔ اور چہرہ میں اللہ کے حکم کا نظارہ کرو۔ مجھے معلوم ہوا کہ رادویہ بن ریح و بدل بن امیہ نے اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا ہے۔ یہ دونوں مدنی صحابہ تھے۔ یہ سن کر مجھے سکون حاصل ہو گیا کہ میں ان کا ہم قسمت ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کوئی ہم سے کلام نہ کرتا۔ ہاں محسوس ہوا کہ کوئی ہمیں چاہتا نہیں۔ زمین و آسمان میں گئے۔ میرے دو ہم قسمت تو کھڑے بیٹھے مگر میں بہت کر کے مسجد نبوی میں نماز یا جماعت میں شریک ہونا مگر کوئی مجھ سے ہمت نہ کرے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کرتا تو پاؤں کھینچا لیتا تھا آپ کے ہونٹ اٹھ رہے ہوں مگر آپ بلند آواز میں جواب دیتے۔ یک دن میں پاؤں سے گزر رہا تھا کہ طیارے سے آیا۔ ایک بیہوشی یا تیرہ برسے پاس آیا۔ اس سے مجھے ضراب کی سی بانی وادشا کا لگا دیا۔ اس سے کھٹکا تھا کہ تیرہ برسے رسول تمہیں دلیل کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس چار ہفتہ نہیں بڑی عرصہ سے نہیں گئے۔ میں نے سوچا کہ (اللہ اکبر) اب کا فریہ سے انہوں کی قیامت لگا رہے ہیں۔ میں نے خدا کو ایک تھوڑی آگ میں جھونک دیا کہ ہے میرا احباب۔

دو چار سو دن تھا۔ میں فجر کی نذر کے بعد اپنے گھر کے پاس بیٹھ سوچ رہا تھا کہ مذکورہ خطاب سن کر کہ گئی ہے اور زمین کی وسعت میرے لئے تنگ ہو گئی ہے کہ اس وقت سے بلند ہو کر کسی کی آواز ہو جھونک چکی کہ کعب تمہیں بشارت دی جاتی ہے۔ اللہ نے تمہاری غلطی معاف کر دی ہے۔ یہ سننے ہی میں جب سے میں گر گیا۔

اس وقت قرآن مجید کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ اور انصار و ہجرت کے حال پر اپنی توجہ کرنے کے یوں کے بعد اہل ایمان کو بھی پتہ کر

سے نونے کا اعتدال فرمادیجے۔ نونہ معانی کی آیت یہ ہے

وَعَسَى الْفَلَاةُ الْعَدِيَّةُ يَخْلَفُونَ حَتَّىٰ إِذَا صَافَتْ عَنْهُمْ آفَافُ مَلْجَا
رَحْمَتِ وَصَافَتْ عَنْهُمْ تَلَفُفُهُمْ وَخَلُّوا مِنْ لَفْظِهَا مِنْ مَلْجَا
أَلَا أَيْدِيَهُمْ نَسَبَ عَنْهُمْ لِأَيْدِيهِمْ أَزَلَّ اللَّهُ هُوَ الْفَوْتُ
لِزَحْمِهِمْ (۱)

اور اللہ نے ان قیاس کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ غلطی کر دیا
گیا تھا یہاں تک کہ ان کی پریشانی کا یہ عالم ہوا کہ نکل اپنی قربانی و
صحت کے بدلہ وہاں پر فگ ہوئے گی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ
آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ کی نکتہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی جو
اس کے کراہی کی طرف رجوع کیا جائے اس وقت وہ خاص توجہ کے
قابل ہوئے۔ چنانکہ اللہ بہت توجہ فرماتے وار (توجہ قبول کرنے والا)
اور بہت رحم ہے۔

ان آیات پر مبنی قرآن حکیم کے آیتوں سے مسلمانوں نے دلچسپی لے کر پیچھے رو گئے تھے۔
کعب بن مالک مبراہن و رفیع و درالین میں رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنوں کی تک ساقی
کسی داستان اور کسی عجز سے بات نہ کیا جس کی تھی اور ان میں دونوں کے حد جن کی یہ ہیں کہ ان
سے گھر رہنے کا غم دیا گیا تھا۔ ان تیسوں کی زندگی کو جس مقامات کا مدد پڑا اس کی کوئی مثال
شاید نہ ملے کیوں کہ تاریخ میں کسی اور جب نہ تھا ان کے قصور سے کچھ نہ کی فرمایا اور
اس کا رجوع کیا تو ان کو کیا تو زندگی بیکار ہو گئی۔ دینے سے سب سے سونوں سے بچے سے سب
گئے وہ ایک کارنامہ کی تیس کے گھر ان کی طرف تھا۔ مسلمان ان تیسوں کو ایک اور سے و
تھے اور سے تھے۔ میرین نے کہا وہ ہیں جنہوں نے اپنے لیے لغو کرنے کی کبھی نہ کیا تھا۔

اس نظم و ضبط سے کہرا اور دوسرے کے قیام میں صدق کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔
مائی حلال میں صدق دیکھتے وقت ہے اور اس کے بعد ہی دوسری غلامی صحت آتی ہیں، بلکہ

بیچا تو یہ ہے کہ ان میں بیشتر صدق سے ہم رشتہ ہیں اور اس کا ثبوت یا نتیجہ ہیں۔ صدق توں تک
محدود نہیں بلکہ ان کی دینی بھی جیسا ہے اور ان کو انسانی عمل یہاں سے جو صدق سے ملگ ہو کر
کوئی اہمیت یا معنیت نہ رکھتا ہو۔ معاملہ کی دینی یا اسان صدق ہے۔ رشتوں میں صدق نہ
ہو تو مقدس اور بڑی ترین رشتے بھی محض مظاہن بن جاتے ہیں۔ صدق اخلاق الہی کا حصہ ہے اور
اس نے اپنے کرم سے انسان کو بھی یہ حق دیا کہ حق پر قائم رہے۔

اللہ کا قول یہ ہے، اللہ سے وعدہ ہے حق ہی، وہ اللہ ہی ہے جو اپنے مسلمانوں سے
خراب کو پی کر دکھاتا ہے۔ حق کریم علی اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے ساتھ نہایت کعبہ کے
طواف کا جو خوب ایسا کہ حق کریم صبح صبح کے بعد حرمہ اللہ کی صورت میں سامنے آتی
اللہ نے رسول اور مسلمانوں سے مسلمانوں کی صورت کا وعدہ کیا وہ مختلف صورتوں میں مختلف
موقع پر منتقل ہوا کبھی رشتوں کے رول کی صورت میں کبھی مسلمانوں کے مثال پر مبنی
کے نتیجے میں حاصل ہونے والی شکل میں اور کبھی مسلمانوں کے کھڑے ہونے کے بعد ان کو
پہاڑوں جیسی مقامات سے اٹھانے کے لئے۔ اس دین کے معاملات کے علاوہ جو دینے کے معاملات کی
آیت ہے ان میں عقیدہ اور صدق توں کا تعلق اللہ کے صدق سے ہے۔ قیامت کے پہاڑوں اور
جو حساب کی صداقت پر تدارک مسلمانوں کی دنیا و آخرت کے لیے کہہ دیا اس کا رشتہ اللہ پر یہاں اور زندگی
سے متصل ہے جیسا کہ ہے۔ تدارک اور سے حرم میں مستقیم کی بڑی اہمیت حاصل ہے۔
اس ضمن میں تدارک مسلمانوں کی آیتیں اور زندگی پر آیتیں ہیں جو حقیقی مستقیم ہے کہ مسلمان
اسی ایمان پر اپنی تکلیفوں سے آسے والی دین اور زندگی کو یکجہ جیتا ہے۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا يَأْخُذُ بِهِ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لِيَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (۲)

صدقہ من اللہ حدیث (۲)

اللہ وہ ہے جس سے سوائے اللہ کے کوئی شے نہیں۔ وہ ہم سب کو قیامت کے دن جمع
کرنے کا جس کے آئے ہیں کوئی شے (اور کوئی شے) نہیں اور اللہ سے
زیادہ جگہ امت کیلئے والا اور ان کو ہرگز (اور ان کو ہرگز) ہے۔

لہذا نبی کے اس صدق کو عام سانی میں جیسے کرام مجسم واسلام جہنم نے
پہنچا دیا اور اپنی مثال سے نہ نور کو ہٹا کر قوس مثل اور معادلات میں صدق کے دائرے کہاں
تک پہنچے ہوئے ہیں، صدق کے مکانات کئے وسیع ہیں، وصدق کی طرح مسکن اور کار کے
درمیان خط واسط کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے دو ساتھیوں نے
صدق کی خاطر جس طرح منہ سے میں تنہائی کے مذاب کو بھیجا اور صدق ہی سے جس
مذہب منورہ کے منہ سے میں برطر کا محبوب نظر بنایا اور وہ بھی خوش ہوئی جب سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ان کے چہروں پر پڑی ہوں گی اور بے وسعتی ان کے سج
کی روشنی کا کوہ ہٹا ہوگا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے مسکن بندوں کے مثل اور تہذیب کو بچہ کر
فرشتوں کے سامنے جسے جاسوس کرتا ہے، ہی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صدق
رسول کو اپنے سچے پیش منٹل ہونے کو دیکھ کر کس درجہ کی مسرت حاصل ہوئی ہوگی۔

یہ صدق، کذب اور منافقت کے نشان کچھ ضرار کے انجام کے سامنے اور چمک
نظر ہے۔ یہ کچھ منافقوں سے سلام کو ضرور پہنچانے کے لئے تقریر تھی تاکہ یہ دراصل اسلام میں کفر کی
حمایت کا گڑھ بن سکے۔ منافقوں نے چاہا کہ توک پہنچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس مسجد میں نماز کریں تاکہ اسے "نقض" حاصل ہو سکے اور مسلمانوں سے کفر و شر کا
شکار ہو سکے مگر وہ بدست ہے یہ خبر منافقوں کو کیسے یہ بدست معلوم ہو سکتی تھی کہ رسول اللہ کے
نور سے چہروں اور نہلوں کو دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت سے
وہابی پر دیکھ پائے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توک سے وہیں تشریف لارہے تھے تو
حق الہی نے منافقوں کی چار اور ساتش کا پردہ کھچ کر دی۔

وَلَيْسَ الْبَشَرُ مَسْحُودًا صِرَاطًا وَغَيْرًا وَلَيْسَ الْمَوْحِشُ
وَالْوَاحِدُ لِمَسْ حَارِبٍ اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ قُلُوْبٍ وَلَيْسَ الْخَلْقُ اَنْ
اَوْفَا نَا اِلَّا الْخَلْقُ اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ لِيُفْتَحَ لَكُمْ اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ (۳)

اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے ایک مسجد (مسلمانوں کو) ضرر

پہنچانے کے لئے بنائی ہے، مگر (کو تقویت پہنچانے) کی غرض سے اور
موسوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے کی غرض سے اور اس غرض سے کہ
جو شخص اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول سے لڑ چکا ہے اس کے لئے
سکین کا گدھا کرے۔ اور یہ لوگ حم کیا نہیں گئے کہ انہیں مقتدر ہوا ہے
بھلائی کے پگھلاؤ نہیں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

جس شخص کی طرف سے آیت مبارکہ میں اشارہ ہے وہ عرصہ اب قدح میں کا قلع
نبی کریم سے تھا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کی "جنگ" کی شہادت قرآن
کریم سے دی ہے۔ وہ صدق منورہ کے منافقوں اور بیوروں کا دروغ تھا۔ اور اس جو ہر وقت
اسلام کے خلاف منصوبے بنا رہا تھا۔ اس کے منہ سے مفسدہ کے شرکیں سے گھر سے ادا ہوتے تھے۔ اسی
کے ساتھ ساتھ کچھ دوسرے اس کے ثقافت اسلام دشمنی کی بنیادوں پر استوار تھے۔ یہ شخص
سراسر کے خلاف یہ قوتوں کے اتحاد ہے ایک "انٹرنیشنل سترجی" (عظیم حکمت عملی) وضع کر رہا تھا
اور مسجد سرور کو اس سترجی کا مرکز بنانا مقصد تھا، لیکن وہ جیل کی حکمت اور تدبیر کے گم
منافقوں اور کافروں کا مرکز بنا رکھتا تھا۔ یہ بھی نہ وہ دیکھا ہوتا ہے۔ "خودی الہی کی روشنی میں اس
مسجد کو دیکھو چاہیے اور اس کو گناہ لگائی گئی۔ کچھ ضراری مثال سے یہ دیکھو کہ اسے سامنے آتا ہے
کہ اسلام کے خلاف بعض سازشیں بہت مقدس مقاموں میں مطلق ہو کر ہمارے سامنے آ سکتی ہیں
اور اسی عیالی کا قہر ہے کہ ہم کسی برس میں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سازشیں "جہاد" کے مقدس
نہج کا گہوارے پر ہونے والی تھیں یہ اسلام کے خلاف سازشوں کا مقدس پس منظر اور روشن خیالی
اور کی غور و مدت اصطلاحات کے نام پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ

الفاظ کے پھندے میں الجھتا نہیں "مومن"

مغرب کے سخی اور بیوروں کے منصوبے ساز شہادت سے یہ گھانا نہیں بھیل رہے ہیں
اور اب اس میں مسلمانوں کے حکمران اور دانشور شامل ہوں گے تاہم ہمارا دانشور اب بھی شامل ہو گئے
ہیں۔ دانشور کی اسلامی اخلاق کا ایک جز ہے جس کی مدد سے ایک سازش کو ختم کیا گیا ہے

اور کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

اسلام کی فتح مبینہ - فتح مکہ

مطلع صبح میں کہ موقع پر سورہ فاتحہ پڑھ لی تھی۔ یہ مومنوں کے لئے سورہ یکینہ کی جو مطلع حدیث ہے کہ "پہلائی" سمجھ کر جان بولے تھے۔ اس وقت صلح حداء میں خلیفہ راشد و اسرار جرجر غفلت کے سلسلہ کو کھینچ کر لوہے کے جسد بخشہ وقت گزارنے کے ساتھ سورہ فاتحہ و فاتحہ نے اپنی مستقیمیت کو سمجھ کر پورے پروردگار پر شک کرنا شروع کیا اور وہ تہجد جو وضع تھی وہ شیخ ہوئی کہ قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے۔ اس کے بعد اس کی پیشکش کو کیاں، اس کی تہجد یہ سب علم الہی کے خلاف پہاڑوں کو کھینچ کر تے ہیں۔

اما لفتح لک فیہا یک مکر کے میں مسماوں کی حق کی خبر نہیں ہے بلکہ
مسماؤں کی حق کی کو یہ ہے۔ اس طرح مسکن کا سید مسیح وہ یہی ہے شروع ہو اسی طرح کے گنگے
مرنے کا نام خیر ہے۔ یہ سارا قریب صبح وہ یہی کا ضمیر اسی نے اس میں صرف صبح
بہت رشتوں و شریک کی ہدایت کی اور اس نے ہی حق نہیں کا عفو غنی و بکف کا شمع
ہدایت کی شراکات میں سے ایک شرعہ اور مسیح کی ایک ہلکی خوف و دردی ہے ہے۔ صبح وہ یہی
شرعہ کے مطابق قبل از عرب کو پہنچا دیا تھا کہ وہ نبی مصلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ میں
جس کے چاہیں حلیف بن سکتے ہیں۔ سو کر قریش کے ساتھ شریک عہد ہو گئے اور عہد نامہ
مکہ کا رد ہوا مصلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ پہلی کوئی یہاں ان دونوں قریش کے درمیان عہد
دار سے دشمنی چلی۔ قریشی۔ جو کہ اگلے اپنے عہد نامہ دونوں کے مطابق قریش کے ساتھ ہے
عہد کا آخر سے بدلہ لینے کا موقع بھی۔ اس کا عہد نامہ تھا کہ مسلمانوں کی و قریش اور

دوسرے صلیب کھانک کے ٹوٹے سے ہونے والی مدد سے گریز کر رہے تھے۔ ان کے اس قیاس کی وجہ سے مسیح نامہ جو یہودیہ کی قبر کے وقت تکلیف میں عمر کے بیٹے حضرت ابو جندل کا لقب ہوا۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے اور سبیل سے انھیں جیڑا لینا پھر کر انھیں جیڑا میں جکڑ دیا تھا۔ حضرت ابو جندل کی طرح مدینہ پہنچے تھے۔ سبیل نے کہا کہ مقام سے کے مطابق ۱۱۲ھ سے آدمی کو تیار سے نوے کروڑ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ ابھی مقام پر پرچھٹا نہیں ہوئے ہیں اور مسیح نامہ تکلیف میں ہوا ہے، مگر سبیل نے کہا کہ صورت دیگر میں دے کہ کھڑا تھا۔ مسلمانوں کے لئے یہ بات سخت ناگوار تھی۔ مسلمانوں کے دل تو یکے ساتھ دھڑکتے تھے۔ دو ایک مسلمان کی اسیری اور اس پر چڑھنے کے معاملہ کی بنا پر تیار نہ تھے۔ مسلمانوں کے جذبات کے تیز اور چارے سے انکار تھے، مگر اللہ کے خورشید وقت کو دیکھنے والے رسول نے سبیل کی بات مان لی اور ابو جندل سے فرما دیا کہ گھبراؤ نہیں۔ اللہ تمہارے لئے کوئی صورت پیدا کر دے گا۔ سبیل نے ابو جندل رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ٹکڑی کی ایک شاخ توڑ کر ضرب لگائی۔ اس پر مسلمان رونے لگے۔ یہ ضرب ابو جندل کے چہرے پر نہیں لگی تھی بلکہ بیچ رخسوں میں شریک ہر فرخہ نے اس کی ادیت اپنے چہرے پر عرصہ کی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۱۲ھ اور آپ ﷺ کے لاہر ہونے کے بقیں سے انھیں حاصل کر دیا تھا۔ نظم ضبط اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انھیں ملکہ ایمان کا حصہ تھی۔

مطلع حدیبیہ کے غارتخانہ اہل حق نے غنائی بھڑکائی خزاہ پر حملہ کرنے کی جرأت اٹھائی۔
مسلم اپنے عہدیداروں کی حورجہ پاس داری کرتے تھے۔ صبح صبح پر اٹھ کر توفیل
ہوئے تھے عذر دہشتہ صبح کو قرین کا لائق ہو چکا تھا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایہ چند کوسیر کی تلقین فرمائی اور اس کا صلہ کا ستر ہزار سال بعد یہ شہداء ناکہ نہ شہداء کی ایسی
پاس داری کو کہ جہاد کے عرض کیا گیا ہے اپنی کر کے مسلمانوں کی کزوری بکھینچے ہوئے اس کے
عیقہ کی خزاہ پر حملہ کر دے۔ خوخر خیر نامی تمام پر ہار تھے۔ حکمرانے اس کے مسکن پر شب
خوس۔ رادار کی ذوی ماہے گئے اور بہت سے دشمنی ہوئے۔ اس جیسے میں قریش کے چارہ ہر
دور اور اور ابھی شریک تھے اور قریش نے بھڑک کر سوچا بھی کیا۔ تاہم اسے خرم میں نہ ہو

مگر ہو کر نے حرم کی حرمت کو پا دل کرتے ہوئے وہاں بھی جو خرما کے افرو دکھائیں کیا۔ اسی مہد فکری کے واقعے اور بنگالے کے بعد عرب میں سام خرمی اور اس کے ساتھیوں نے رسول رحمت جھلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن کی اور سارے دھن کے تقدیرات سے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ معاذ سے کے مطابق ہماری دہرفائی جائے۔ معاذ سے اور عہد بیان کو چار کرنا تو اسلامی اخلاق کی بنیادوں میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اسے مسلمانوں کی شاکست قرار دیا ہے اور اس کی قریشیت کو آکار کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں اپنے مہد کا رنگ بہت نمایاں ہے۔ سورۃ المائدہ کا آخرازی اس الفاظ سے ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخَذُوا آلَ الْفُلْوَ (۱)

اے ایمان والو! اپنے مہد بیان چارے کرو۔

قرآن کریم ایک زندہ اور چاروں معجزہ ہے۔ اس کا ہر لفظ ایک جہاں معانی اپنے دامن میں رکھتا ہے اور اس کا ترجمہ ممکن ہے۔ ہاں اس کے معانی کی ترینی اللہ کی مدد سے کی جاسکتی ہے۔ عقد کے معانی میں پختہ مہد بیان کا سخی شامل ہے۔ مہد کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں مہد است بھی شامل ہے۔ وہ مہد بندگی جو ساری انسانی ادوار سے اپنے رب سے کی تھی۔ اس کے معانی میں احکام الہی بھی شامل ہیں جو مکہ پھا کر گئے اور عربی کرنے کے مہد کا دوسرا نام ایمان ہے اور اس میں دو قسم مہد اور مہد ہے۔ شامل ہیں جو انساں ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ ہر شریعت قوم و زمانہ کن معادوں کی پابندی کرنی چاہئے۔ مگر اہل ایمان کو تو اس کا علم دیا گیا ہے۔ ورنہ کے برعکس ہی آوری دائرہ ایمان میں داخل ہے۔ عقد کے لفظی معنی کے مطابق عقد (معاہدہ) اور بندش ہے جس سے اہل ایمان بند ہوتے ہیں اور یہ پابندی اور اپنی جان کی قیمت پر بھی پوری کرتے ہیں۔ مہد کی پابندی۔ ایمان کی بنیادی شرائط سے ایک ہے اور یہ پورے کئے بغیر کسی مسلمان، محسن اور مقلی کے دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ سورۃ البقرہ میں نہایت وسیع میں مقرر ہیں مسلمانوں کی دوسری اخلاقی صفات کے ساتھ ساتھ پابندی مہد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اچس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری صفات ہمیشہ ہیں ورنہ ساری صفات کی نمود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات میں اس طرح ہوئی ہے کہ وہ ابدی طور پر اسوۂ حسنہ کی صورت میں اہل ایمان کی رہنمائی کرتی رہیں گی۔

لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا زُفُوًا وَلَكِنْ الْبِرُّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ، وَالنَّبِيِّينَ، وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ، وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ، وَالْحَسَنَ لَوْ كُنْ يَعْصِيكُمْ إِيَّاهُ فَاعْبُدُوهُ، وَالْبِرُّ لِي الْمَرْءِ بِالنَّسَاءِ وَالْعَشْرَةِ، وَبِالنَّاسِ، أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا، وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۲)

ساری نیک شریعت و دھرب کی طرف مذ کر لینے میں نہیں بلکہ عقل نیک تو اس شخص میں ہے جو اللہ پر، یوم قیامت پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب (قرآن مجید) پر اور انبیاء پر ایمان لایا، اور جو مال سے محبت کے باوجود اہل قرابت، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، اور جو اپنی دولت غلاموں کو آزاد کرنے پر صرف کرے، اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دے، اور جب (کسی سے کوئی) مہد کرے تو اسے پورا کرے اور اللہ دینی اور تکلیف میں اور جب کے دھام پر مہر کرے۔ یہی دھولک ہیں جنہوں نے اکی کو اختیار کیا اور جو عقل ہیں۔

اہل آیت شریف نے اس حقیقت کو کھار کر پیش کر دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ جو اپنے اپنے لیے کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں اس کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں تھا اور بیت اللہ کو مسلمانوں کا قہد طمان بھی دوسری ہم مسلمانوں کی تھاپہ ہے۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ اب امت امتو حضرت امیں اہل کس کے رسول آخر کے توسط سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ اب یہ قہد امت کی یک جہتی کا نشان ہے ورنہ اصل بہت تو ایمان، عقائد، اخلاق اور

معادات کو حاصل ہے اور پھر یہ جملہ نے یہی ملال اور غلامی معادات کو بیان کیا ہے تو یہ دوسرے سے بڑی ہوئی ہیں۔ یہ معادات میں ایسا ہے عہد کو ان کی ہمدانی بیت حاصل ہے کہ قرآن مجید میں کی مقامات پر اس کا ذکر کیا گیا ہے، جیسے عہد کا نظم اور گیارہ دوسرے علاقہ منہ کی بنیاد ان میں سے یہ عہد بنو کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ انہیں عہدوں میں عہد رضوان بھی ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغاثہ و کارفرم پر جن لوگوں نے بیعت کی اور حق کی سرمدی کے لئے ان قرآن کرے کا عہد کیا ان کے حق میں فرمایا گیا۔

اِنَّ لِّدِينِ نَبِيِّكُمْ كَمَا لَدِيْكُمْ اِلٰهًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَكُمْ هٰذَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

فَلَمَّا نَكَثَ اٰمَانَتُكُمْ عَلٰى نَفْسِهِمْ سَمِعْتُمُوهُنَّ مَعٰذِرَتَهُنَّ

لَهُ لَقَوْلُهُمْ خُذْ عَقِبَكُمْ (۲)

اور کس آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ رسول اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو شخص عہد شکن کرے اور اصل وہ اپنے نفس (اور اپنی ذات) سے عہد شکنی کرے اور جیسے اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے۔ اللہ میں قریب اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

یہ بیت میں عہد و پیمان سے عہد کو نفس امارت کے ساتھ ساتھ اجتماعی اخلاق کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہی اگر مسلمانی مذہب و رسم سے دو معاشرہ تشکیل فرمایا کہ آپ کا اخلاق معاشرے کے افراد اور پورے معاشرے میں جھلک اٹھا ہے۔

مرد و عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اجتماعی اخلاق کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہی اگر مسلمانی مذہب و رسم سے دو معاشرہ تشکیل فرمایا کہ آپ کا اخلاق معاشرے کے افراد اور پورے معاشرے میں جھلک اٹھا ہے۔

اور اپنی جگہ سے نکل کر نکلے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا حضرت شہادت۔ تیری ہدایت کی۔ میری ہدایت کی۔ آپ ﷺ کے ان احکام نے قرآن کی آیت کا فیصلہ کر دیا۔ یہ رب جلیل کا فیصلہ تھا جو سوا کر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا ہوا۔

اور ان کا وہ مجلس ہو کر ہو کر تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔

اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اجتماعی اخلاق کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہی اگر مسلمانی مذہب و رسم سے دو معاشرہ تشکیل فرمایا کہ آپ کا اخلاق معاشرے کے افراد اور پورے معاشرے میں جھلک اٹھا ہے۔

حضرت ابوسفیانؓ نے عہد منورہ آپ ﷺ اور کام کو ملے، ان سب کے ایک آئینے کا ذکر سرداری ہے کہ وہ اخلاق و رسم کو ملے کی رحمت کا ایک باب ہے۔ یوسفین عہد منورہ کو پہنچے کی بنیاد میں حضرت ام حبیبہؓ کے مکان میں آئے اور ستر پر بیٹھ چلا انحرام، لہذا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ستر کے نیچے سے چھپ کر دیکھا کہ یہ اللہ کے پاک بنی کا ستر ہے اور آپ کا فرار عیسٰی میں اس لئے اس ستر پر کھینچ بیٹھ گئے۔ یہ چھوٹا سا واقعہ اخلاق و یہی اور انسانی صفوں پر کھینچ دیا۔ دوسری ہے۔ اسل حیات خود بصورت و صاف شہرے اس سے کہیں حاصل ہوئی جگہ پانچ کی ایمان، مصلحت و دعویٰ دیکھنا کہ آپ ﷺ نے یہ بات سامنے آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کو اپنے ہاں پاپا اور دوسرے انسانوں پر بیٹھ دیتے تھے یہی عہد و رسم کے اندر کسی کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

اخلاق اور انسانی صفوں پر کھینچ دیا۔ دوسری ہے۔ اسل حیات خود بصورت و صاف شہرے اس سے کہیں حاصل ہوئی جگہ پانچ کی ایمان، مصلحت و دعویٰ دیکھنا کہ آپ ﷺ نے یہ بات سامنے آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کو اپنے ہاں پاپا اور دوسرے انسانوں پر بیٹھ دیتے تھے یہی عہد و رسم کے اندر کسی کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

رب العزت سے چہنہ رسوں کی اور اہل کد کو اس غزوہ میں بچے بخش اس مقرر کے
 سوار اور دوس کی خدمت ہوئی۔ کھڑے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ بچا حضرت
 عباس رضی اللہ عنہ جو اپنے خندان کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف گامزن تھے۔ پھر عدا
 کے مقام پر یوسفین اس حادثہ اور صلہ دین میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ رسول
 کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچا زاد اور چھوٹی زادہ بنی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 سخت دہشتیں پہنچائی تھیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پڑھائے۔ ان پر
 حضرت مسعود رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ یہ قرآنی رشتہ ہے آپ کے بھائی ہیں اور حق تعالیٰ میں
 کی شہادت کے مستحق ہیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کو کھدایا کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچ کر وہی کہا جو حضرت یوسف علیہ السلام سے یوسفین نے ان سے
 معافی کی درخواست کرتے ہوئے کہا تھا۔

ثُمَّ لَقِيَ الْوَزَرَكَ اللَّهُ عَزَّ وَاجَّاهُ لِحَبْرَتِهِ (۴)

تو آپ کی قسم اللہ نے ان سے چھینیں ہم پر برتری عطا کی اور حج ہے کہ ہم ہی
 خطا کرتے۔

بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس رخ سے اپنے آپ کو بیان اور آپ نے اپنے
 دونوں بھائیوں کو یہ جواب دیا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو دیا تھا۔

لَا تَصْنَعُ فَعَلَكُمْ الْيَوْمَ مِثْلَ فَعَلْتُمْ لَكُمْ وَهُوَ الْحَقُّ
 لَوْ تَحِبُّونَ (۵)

آج تم پر کوئی رحمت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عظمت کرے،
 جنہیں معاف کرے۔ وہی رحمت کرنے والوں میں سب سے بڑا رحمت
 کرنے والا ہے۔

یہی ہے مدارم اتفاق کو بھی ملاں سے پائی تو تم نے سامنے پیش کر لیا اور ہی رحمت

صلی اللہ علیہ وسلم تو مدارم اتفاق کی تحسین کے لئے مہربان ہوئے تھے اس طرح کہ آپ کا اس
 پر دور کے سناؤں کے لئے ایک ملاں کے طور پر چھوڑ دے۔ تمام نبی آپ کے طلاق اور
 اسوۂ حسنہ کے تابعی مگر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔ حق کتبہ کو حق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حضور گزارا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی شان کی یہی شہادت ہے اور بلاشبہ
 علیہ السلام کے فی سورتوں پر عجز انسانی یا نبی کے تسلسل کی ایک شہادت ہے، اور یہی
 تعالیٰ نے آپ کی مثال سے حضرت یوسف علیہ السلام کو ذکر کرنا بھی اور رحمت عطا کی ہے۔

سوالیہ فقرہ مرقی کی طرف تھی سے بڑا حصار دور رہا مگر صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اسلام کی پیش قدمی کی خبر اس کو قریش تک پہنچنے سے روکے رکھا، یہاں تک کہ یہ قافلہ نو
 ہزار آدمی کا طریم پہنچ گیا۔ یہاں ساری لشکر نے پڑاؤ کیا۔ خیمے ایک دوسرے سے قدامت
 خاص پر لگائے گئے اور جب ان بڑوں میںوں میں مشعلیں روشن کی گئیں اور کھانا پکانے کے
 لئے چوسٹے جلانے لگے تو امر انہوں نے، اور حق کا طریم چرغاں پید ہو گیا اور سب چرغاں میں
 اعلیٰ ایمان کے چروں اور دونوں کی روشنی بھی شامل تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرے کے انصرام والکلام
 پر سوار فرمایا۔ پھر ان کے گل عام کے بعد اور مدینہ منورہ سے یوسفین کی ناکام واپسی کے
 بعد سے قریش بہت پریشان تھے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ان تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہمیشہ میں ملکہ معجز کی طرف پیش قدمی کی خبر اس کو پہنچنے سے روک رکھا تھا مگر وہ حق کو سننے
 معجزی حد سے نکل کر کائنات کی شہادت لگائے گئے تھے۔ اس رات بھی یوسفین اور مدینہ میں
 در قافلوں معجز سے باہر تھے تو انہوں نے امر انہوں میں روشن کا شہر دیکھا۔ یوسفین اور
 مدینہ میں ایک دوسرے سے بات کرنے لگے کہ یہ خبر کیا ہے جو ہے۔ یوسفین کی اتنی بڑی سستی یا تک
 نیسے و جہاں میں تھی۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علیہ خبر
 پاکشت کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ انہوں نے یوسفین کی آمد سے آروا کی کہ وہ کھانا
 قریش میں کیا کرے ہو۔ یوسفین نے جواب دیا کہ اب اصل تقریب یہاں ہے۔ حضرت عباس
 نے یوسفین اور مدینہ کے قریب پہنچ کر کہا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے اور یہ

تہا رہی حدیسی اور سرفراہی فریاد کا جواب ہے۔ باطنیوں سے ٹھہر کر کہا کہ یہ یا ہوا کا
 ہانے تار کی شامت اولیٰ۔ حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ پہرہ چوکی کا حکام عمر سے دیکھ میں
 ہے۔ نبیوں نے جنہیں پانچ تو گزرتا اور دین کے۔ اپنے ساتھیوں کو جس بیچ ۱۵۰۰ رجب۔
 پہنچے پھر پڑھنا چاہا۔ حضرت عمرؓ سے باطنیوں کو کیوں داری کی گئی۔ ان کے سے یہ تاب
 ہو گئے۔ حضرت عباسؓ سے پھر کو بڑھائی اور اس حدیسی اللہ علیہ وسلم سے پانچ بیچ کے۔ مختصر
 بات بتائی اور کہا کہ میں سے باطنیوں کو پہاڑ سے دلی سے اور سلام کی صلوات ہو جائے۔ اس
 داری درجہ سے کا بقیہ ہو گیا ہے۔ پھر نے بھی دور دربارت میں حاضر ہو کر باطنیوں کے لئے کی
 اجازت مانگی۔ اس حدیسی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ یہ نبیوں سے پہلے
 میں سے پانچ کو۔ تاہم میں حضرت عمرؓ کو اپنے سہیل کا جواب لے لیا۔ جب پھر کے وقت اور
 بطنیوں خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے تو آقاؐ نے نام اور اعلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باطنیوں
 کیا یہ بھی وقت نہیں کیا کہ تم میں جو کہ اللہ کے عہد کوئی درمیانوں۔ یہ چھوٹا سا جسد خدائی
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تینہ ہے۔ سہم کا سب سے بڑا دشمن چاہے غشی کے لئے دربار میں جا
 ہے لیکن آپ اس صورت میں ہر کوئی تیرا نہیں فرماتے۔ اس وقت بھی آپ نے یہ پیش بند
 اور شرافت و توحیح اور امت کی چاروں تار میں اپنی نظیریں رکھنا۔ اس سے ہونے جیسی کو آپ نبوی
 حدیثیں دیتے بندہ تو حدیث کی طرف جاتے ہیں اور اس صورت میں کو تو حید اور اللہ سے بیہود
 مطلق ہونے کی دلیل کے طور پر پیش فرماتے ہیں۔ باطنیوں نے جو جواب دیا اور آپ کے
 خدائی کریمانہ پر ہے سرفراہی ہو گئی ہے اور مسجورین باطن سے یک گونہ افکار اور ناجی کا ظہار
 بھی۔ باطنیوں سے کہ میرے ہاں آپ آپ پر قربان۔ آپ نے کئے کریم ہیں اور مصدق کی کا آپ
 کو کہتا ہوں ہے۔ کہ اللہ کے عہد کوئی اور مسجور ہوا تو آج پہنچتا ہوں۔ اس کے کہ ساتھ۔ تو حید
 کے قرآن کے بعد سب اقرار رسالت کا مصداق۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد ہے جس
 کے ساتھ فرمایا۔ باطنیوں نے اقرار انہوں۔ کیا یہ بھی وقت نہیں آیا کہ تم جان لو کہ میں اللہ کا
 رسول ہوں۔ اس میں سے پر باطنیوں کی کھالی کی وادی ہوئی۔ اس کی مدد و رسالت کا
 فیصلہ اس کے جواب پر مصلحت تھا۔ اس نے کہا کہ میرے ہاں آپ آپ پر قربان ہوں۔ اس

۲۴۳ افراق محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں

۱۔ میں مجھے چاروں طرف حقیقت نظر ابھی حاصل نہیں ہے۔ اس جواب میں نے یہ مصلحت
 اللہ علیہ وسلم کی شاپ کر لی۔ شاپ رسالت اور ہر داری پر ایک دشمن کی شہادت اور اہلبیہ کامل
 بھی شامل ہے اور یہ کہ مجھے روش ہو جاتا ہے کہ سلام کی بھی مرے پر نکواری ہے۔ یہ نہیں
 پھیلے۔ اسلام اللہ اور رسول کی حقیقت پر اس دشمن کی شہادت کا نام ہے۔ حضرت عباسؓ کی رضی اللہ
 عنہ نے باطنیوں کے جواب کے جواب میں اسلام اور کفر کی مسلسل جنگ کے خواہ سے یہ
 نکو دامن کیا کہ اللہ نے تم لوگوں کی ساری رسالت اور تہذیبوں کو اس طرف متاثر کیا اور اس
 ترجمہ کے بغیر اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا۔ یہ اس بھی تھا
 کہ یہ بات دیتی ہے کہ ابو جہل کی وقت ہے کہ اللہ اور رسول کی حقیقت کا اعلان کر دو نہ حاکم
 انہیں مرے لئے تو خدا اب عزت تمہارا تقدیر ہے گا اور یہ خدا اب داغی ہو گا۔ آخر باطنیوں رضی
 اللہ عنہ نے اللہ شہادت پڑھتا رہا یہ اسلام کا عہد کرنا۔

حضرت ملا علیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ابو
 بطنیوں کا اسلام داغ نکالنا چاہتا ہے۔ باطنیوں کا پند اور غر پرست رہنے اس کی تالیف
 قلب کے سے نکو کرنا من سب ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ اعلان
 دیا جائے کہ جو باطنیوں کے کہ میں پناہ دے گا اس کے لئے ان ہے۔ جو بیت غم میں
 پناہ دے گا اس کے لئے اس ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند رکھتا ہو وہ اس کے لئے اس ہے۔

اس کے اس اعلان پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ باطنیوں کے گھر
 کو دار و باطن قرار دینا کسی سیاسی مصلحت نہیں تھی۔ اس میں باطنیوں کے ذکر کے ساتھ
 ساتھ مسجد حرام اور بیت اللہ کی حرمت کو بھی شامل کر لیا گیا۔ سلام اس کا دین ہے اور مسجد
 الحرام و بیت اللہ اس کا قائم رہے ان شاء اللہ ہے جس میں داخل ہونے میں کسی پناہ دہی
 کے ساتھ ساتھ مادی کی پناہ کا یہ حرام دینے کے جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کیا ہے
 میں مل گیا۔ یہ ایک جتنی میں ایک رسول کا قاتل نہ ہو۔ سورت غفل میں مذکور ہے کہ
 سے اس تاریخی حقیقت کا ظہار کیا گیا ہے کہ جس سبق میں ما شاہد ہمارے کے طور پر داخل ہوتے
 ہیں اس میں شرطیں اور عزت و روی کی تہذیب کے میں مل جاتی ہے لیکن ایک رسول جس کی

شہر میں فوج کے طور پر داخل ہوتا ہے تو اس شہر سے کہیں سرسراہٹا ہوتا ہے، اس کے باوجود
کے فطر کے ملکات چاروں آواز دے رہی ہیں، وہ مفتوحہ کے چروں پر گونج رہی ہیں کہ ہمیں اپنی
قلعت اور دولت کا احساس نہ ہو۔

[illegible]

کے حلال کا یہ ہے۔

دن خزاں فردا کے لشکرِ سحر میں ہدیہ، سدا رہی تھے اس کے دوجہو فیضانِ جوت نے پیشواؤں کو تعلیم کے سچے میں اہلِ حق یعنی مسلمانوں پر قریش کے حکم بہت سے دنوں میں تارو تھے۔ میں ہر برجی شائستہ اور عدا رہی۔ حضرت سدا بنی امروہی نے حضرت عمار کے پرچہ ہدایت دے، جب انصار کا ستہ حضرت ابوسحیان کے سامنے سے اترتا تو حضرت سدا کے ہاتھوں پر چسپاں آتی تھیں۔

اليوم يوم الجمعة

الموسم لتجديد الحزمة

آج کا دن خوش ریزی کا دن ہے۔ آج ہر حرمت حلال ہو جائے گی۔

[illegible]

فَبَعَا رِجْمَةً مِنْ أَلَدِّ لَبِ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غِيبُ الْقَلْبِ

دکرائی سورت کی کچھ سوئی تیت میں فرمایا گیا ہے۔ گویا یہ اللہ میں حجت اور حج کے درمیان کوئی فصل نہیں ہے۔ ہجرت قرآن اور حج مسلسل کے یہ ٹکڑے اور چاروں یوں اس میں تقویم طبعی میں یکساں کے مثل ہیں۔ ہجرت اور حج کے ایک ہی اصل و ذکر قرآن پاک کی توفیق ترتیب کی گجریں اور معلومت کی یہ مشاں ہے۔ قرآن اور حج کا تعلق انسانی ہی موجودہ صورت میں اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس کی ترتیب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت دہلی کے مطابق فرمائی۔ اس کتاب کا کتاب و احادیث کے مورد و احکامات وقت و زمانہ سے ساتھ ساتھ سامنے آتے چلے گئے۔ یہ آپ توفیق مت تک کے لئے لکھا ہے۔

وہ یہ تیت قرآنی بھی اس موقع پر آپ ادا کر رہے تھے۔

حَاءَ الْحَقُّ وَفَاتُ الْبَاطِلِ وَمَا يُفِيدُ (۹)

حق چکا (سب پر ثابت ہو چکا)۔ باطل تو پہلے کچھ کر سکا اور نہ

(مستحق میں) کر سکا۔

ن دونوں آیات کے اس موقع پر پڑھے جانے کی شہادت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ (۱۰)

نبی مظهر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حوالہ دینی پر بخیر کیا تھا اور آپ کے ہاتھ میں ہو گاں تھی اس کی ضرب سے کتنے ہی سہ فرعون ڈھکے ڈھکے ہو کر برسوں بعد صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ کا شریف سے لگے اور کبھی کی طرف رخ کر کے آپ پر ایک دعا میں مضمون یہ ہے۔ آپ کی دعا میں اللہ تعالیٰ کا شکر بھی تھا کہ اس نے تم کو انہوں و بخت دی اور چنانچہ نہ لاہورت اور علیہ صلا فرمایا۔ آپ نے یہی دعا ان کو بھی دی تھی۔ اس سے پچھلے عمرہ اور حج کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہمارے علاقے کی قبر کے سے ضرور دی سے کہتے کہ کادان میں وادے ہے اور ہم اسی چیز پر انکسار و مدحیت کا حق پر کرنے کی کوشش کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کو اس طرح دعا اور عبادت سے ہم تک نہ لایا اس لئے و

جانے بغیر دعا کی طاقت اور اس کی توفیق ہم پر آکا نہیں ہو سکتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاتم بن عمرو کعبہ بردار کعبہ کو گرا کر ان سے خدا تعالیٰ کی کلمی طلب فرمائی۔ کعبہ کی دیواروں میں مسودوں باطل کی تصویریں تھیں اور کعبہ کے اندر کے کتب بھی رکھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر اور حضرت امین علیہ السلام کے ہاتھوں میں ان کے تیرا رکھا گئے تھے۔ ان شخصوں کو کچھ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان شرکوں کو عارت کرے۔ اس عظیم تربیت رسولوں نے بھی تیروں کے اور بے غالی نہیں کیا۔ آپ نے تم کو ان کے ان کو توڑنے اور تصویروں کو مٹا دینے کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں اللہ کی عبادت فرما کر جب کہنے سے پھر انکسار دے لئے قسم دے کر میں قریش صاف صاف کھڑے تھے۔ نظریں جھکی ہوئی تھیں اور ان دنوں ان دعاؤں سے رجوع تھیں اور ان کتنے ہی حادثات کی آماج گاہ تھے۔ کچھ برسوں بعد صلی اللہ علیہ وسلم ورم مسلمانوں پر اسے بھی نہ مٹا لیا جا رہے تھے۔ ان کے انکسار و راز رہے تھے کہ عوام مکاتبات پیچھا ہے۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے خطاب کرنے کے لئے رہاں حوالی تو جیسے آپ نے انہوں سے اللہ کا اکل اور ہے تو بلکہ دشمن مرحوم روح رن تو۔ آپ نے قریش کے مکہ اور احسن کا کوئی نہ کرہ بھیں چھوڑا بلکہ نہات کی مسادات اور احسن ہی آدم کا انکسار فرمایا۔ فرمایا کہ اسے قریش اپنی عبادت کا غور اور اس کا شکر و راجت خاک میں مل گئیں۔ اس کی وہی مسادات کا دشمن شروع ہوتا ہے۔ ہاں ہے اور پھر آپ نے قرآن حکیم کی اس آیت کی تلاوت فرما کر مسادات الہی کا مٹھو۔ اس کی مسادات کے جو اعداد اور چاروں ان کے انکسار کے ہیں اور سب ان کی مشورہ قرآنی سے فرمیں۔ رنگ وصل قبول اور نبیوں کو انکسار نہایت قرار دیا گیا ہے۔ تھوڑی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي حَصْبَةٌ مِّنْ دَكِّهِمْ وَنَسُوا حَظِيصَتِي فَخُذُوا

وَأَقَالِلَ لِّغُلَافِي فَإِنَّهُم مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ لَكُنُفٌ إِنَّ لَهُ عَذِيبًا

حَبِيرًا (۱۱)

کی جاتی تھی اور وہ باروں کو اپنی پیشہ وارانہ ضرورت کے استعمال کے لئے اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس سے اجازت مانگ کر گئے کا یہ سبب واضح ہو جاتا ہے کہ جس چیز میں انسانوں کا نفع ہو وہ جائز ہے۔ قرآن حکیم نے یہ حقیقت بھی بیان فرمائی ہے کہ جس چیز میں صحت ہو، وہ میں میں قائم رہتی ہے۔ اسلام کے حکام کا اعتقاد تھا کہ ان حرکات اور اسباب کو تو تہ پہنچنا بھی شامل ہے جو انسان کو اعمال میں مدد پر لگائیں اور نیکی کی فضا قائم کریں۔

حج کے مکہ کے ساتھ ہی مسام کے قانون میں مذکور ہے کہ اس کی ریاست تک محدود نہیں ہے بلکہ سندھ، مظفرنگر، اسلامی ریاست کی حدود وسیع ہو گئیں۔ اسی موقع پر جو حکومت کی ایک با اثر طاقتوں کا طرز عمل یہ ہے کہ ان کے قریب ہو کر ان کی چوری کی حد (تسلیم) پر آمادگی کر دی گئی۔ یہ بات عرب معاشرے کے لئے عجیب تھی کہ امیر اور غریب دونوں پر قانون یکساں طور پر جاری کیا جائے۔ حضرت مسلمانوں نے قانون کی سادگی سے جو سبب دیکھ کر اپنی قوموں مخالف کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگوار سے جو سبب دیکھ کر اپنی قوموں کی تباہی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ عربوں کو جرائم کی سزا دی جاتی تھی اور سزا یہ دوں اور با اثر افراد پر قانون کا اطلاق نہیں ہوتا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان سے گرفتار بہت عرصہ پہلے چوری کرتی تھی اس پر بھی حد جاری کی جاتی۔ سزا ان کی شان سے قانون کے دار سے بھی برفرونی بری اور ان کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ اسی واقعے کی بنا پر ناپارہد سادہ سے بھی نکل کر دیکھا۔ جہاں انھیں سادہ کار جو سادہ کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے اور بری سادہ کا تہاب بھی سادہ کرنے، اسے پر پڑتا ہے اور اسے تھوڑی کرنے والے پر بھی۔

حج کو سب سے مہاجرین اور عہدہ سے بڑے عظیم خوش کا عظیم موقع تھا۔ ات ذہیل اور مبارک سے موجود ان اہل کعبہ سے مل کر دینے والے اور ان کی اکرام صلی اللہ علیہ وسلم ان شہر حجاز کی جلالت و عظمت کا نشان بن کر دیکھ آئے جہاں سے آپ کو ہجرت کرنی پڑی تھی، لیکن اس موقع پر بھارہ کے دن ایک دینے سے بھر مل گئے تھے اور انہوں نے چلنے چلنے ایک دوسرے سے اس اندیشہ پر گفتگو کی کہ امیر خدا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شہر

میں ہیں اور شہر آپ سے دیکھیں گے۔ انہیں نہیں تھا۔ یوں ان کا شہر سو سال قبل اللہ علیہ السلام کے وجود کی برکت سے عروج ہو چکا ہے، مگر اپنے کی فضا میں آپ کے وجود کی خوشبو کے بغیر کسی ہے کیف ہو جائے گی کہ درمید تھوڑی کے عرب انہیں آپ ﷺ کے خرافات میں گرے آسمان میں گئے۔ جب رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے دل میں نہ بیٹھ کاظم ہوا تو آپ نے اس سے یہ فرمایا کہ اسے کرواد انصار، امیر اور باجیا تھا، اس سے تھا۔ آپ کے اس بیان سے انصار کے چروں میں ان کے دل کی جذبات شکر و ایمان رنگ مسرت کی کر ہو چکے۔ آپ کا یہ قصد بھی آپ کے اخلاق کریمہ کا ایک باز ہے۔ یوں آپ نے انصار کی قربانوں کا شکر کیا اور ان کی شکر اور ہمہ جہتی کی "میزانی" کے لئے اس کا شکر کیا اور کیا۔ یہ شعر موسیٰ کی شجاعت اور اس کے کردار کا حصہ ہے۔ موسیٰ ہر حال میں اللہ کا شکر کرتا ہے اور ان لوگوں کا شکر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ

من لم يشكر الناس لم يشكر الله (۱۳)

جو انسانوں کا شکر نہ کرے وہ اپنے رب کا بھی شکر نہ کرے۔

شکر گزار کی کے جذبات، انسان کی شرافت کی ایک دلیل ہیں۔ جو اس کو کوئی نفع پہنچائے شکر گزار اس کی شکر سے محفل شکر سے ملتی ہے۔ ان کا ایک اعزاز ہے۔ ہم کو ۱۱۰۰ء سے رب سے زندگی اور صحت عطا فرمائی، جس کی ان کی دولت سے نوازا، ہمیں چھارہ تھی، اچھے کے عطا فرمائے، روزی میں دیا، ہمیں اس کی خدمت کی توفیق روزانی کی زندگی کے بنگارے ہم پر رکھ دے۔ عرض زندگی کی ایک ایک ساعت اللہ کی امتوں سے عطا ہے اور ہر نعمت کا شکر ہم پر واجب ہے۔ یہ ایک بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شکر سے یہ بڑے اور اس کی بہت سی نعمتیں ممکن اور افرادوں کے لئے ہیں۔

ومن يشكر فان الله يشكر لمن يشكر الله (۱۴)

جو شخص شکر کرے اللہ بھی شکر کرے اور جو اللہ کو شکر کرے اللہ بھی شکر کرے۔

۱۴۔ ترمذی، ج ۳ ص ۲۸۲، رقم ۱۹۱۲

۳۰۳

تمام قلوب کو اُسنے والے کی اہمیت کو دیکھ رہے تھے۔ مختلف قبائل و قریش کے سرداروں کے دوں میں اس اہمیت سے جھڑپ کرنے کی آرزو کے چہرے سے صدمہ ظاہر نظر آ رہی تھی۔ ہر مسلمان کی تائید قہر کا مہول قرآن میں بیان کیا ہی چکا تھا۔ ان قلوب کا خالق اہمیت انسانی کے برابر اور ہر کردار کی کو حجاب جاتا ہے اسی لئے اس نے موقت القلوب کو دوست کیا ہے اور ایسے ذلیل و خوار پر جبر کرنے کی طرف اپنے رسول کو متوجہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردوں سے یہ رشتہ تھا کہ میں ان کو رسوں نے پانچائی کا کوئی "نکڑا" روپا تو آپ ﷺ کو اس وقت تک نیند نہ آتی جب تک اسے صدق نہ کر دیا جاتا۔ اس دہریمیت کو آپ نے دینے کی رویت سے لئے گی بھی کر رکھا نہ مہاسب نہ تھا بلکہ اسے صوفی القلوب اور خدا دین میں تقدیر کر دیا اور اس طرح کہ وہ مسلمانوں کو اپنی طرف منہ نہ کر دیا ہو گا کہ یہ دنیا پر ہی قیام رکھتے ہیں کہ جس قدر اللہ کے رسول کی نظر میں کئی حقیر ہے وہ ان کی فوجی آپ کو کہہ دے گا کہ یہ ہے۔ آپ سے بعضیوں میں ترس کو کم و بیش چھیر چاندی اور سادہت مرحمت فرمائے۔ ابھی اسلام کی اقتدار کے کوں میں۔ سچ نہیں ہوئی تھیں وہ ان کی طمع نے ان کے دل میں خیر کے لئے جگہ نہیں پر کی تھی۔ نہ خدا پر انہوں نے کہا کہ "اور میرے بیٹے پر یہ وہ آپ نے بکھولیں دیا"۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کو بھی اتنا ہی عطا کیا۔ جس بخشش کو کہی کہ خود بخش دیا اور بدھائی۔ ہر سال کیا "اور اور اپنے مہمان"۔ جو ہر جسم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا پر کو بھی اسی قدر بخش دیا۔ ایک خداوند کو کو ویش افکار پر پڑی اور جس کو وقت اہمیت سے مل گئے۔ اس عطا اور سخاوت کو دیکھ کر بدوں نے آپ کو گھیر لیا اور آپ سب کو کچھ نہ کچھ دیتے چلے گئے۔ لوگوں کی اس بیخود میں آپ ایک درست سے جگے اور آپ کی چارہ راست کی شغوف میں جھنس گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میری پادشاہی ہے وہاں۔ بخشش کا یہ مسئلہ اس وقت تک جاری رہا کہ اہل نے میں سے بھی بکھڑے ہیں۔

نومسلمانوں قریش میں اہمیت کی اس تقسیم کی حکمت انصار مدینہ میں وقت میں سمجھ سکے۔ شیطان انسان کے ساتھ گناہوں سے دوسری پائے ہی اعلان ہر خدا کرتا ہے۔ انصار مدینہ میں پائی سب خود کو پانچ گویاں شہر ہو گئیں۔ انصار میں سے کسی آدمی نے یہاں

تک نہ آیا کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی طرف جھک گئے ہیں اور نہیں ہوں گے۔ اس سے نہیں یہ سچ بتا رہے کہ۔ اپنی پادشاہی حدادت کی بھی حدت کے فرو کو اپنی وحدت اور اپنے مقصد سے کئی طور پر اور کر سکتے ہیں۔ اسی لئے جو حدت کی مختلف اہمیتوں میں اتار دیا۔ ہر ایک دوسرے سے اپنے حیاتیات کا دار رکھیں اور اس ہی میں بکھڑے کے اختلافات و نزاع میں اور اپنے "کڑے" ہونے پر بکھڑے نہیں۔ اور یہاں تو صحت اللہ کے رسول کا تھا جس کے کسی عمل میں بھی کسی غرض یا کسی کی جانب داری کا شائبہ نہ تھا۔ جب انصار کی یہ باتیں حضرت سعد بن معاذ کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ انصار کو اپنے شیعے میں جمع کرو اور حسب انصار جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مجمع میں شریف سے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کرو انصار راہبردی جنگی اور باہمیت کے مسئلے میں تمہاری باتیں اور بدھائیوں سمجھ تک پہنچی ہیں۔ یہاں ہوں گے کہ جب میں تم میں آیا تھا تو تم آپس میں ایک دوسرے سے دشمن تھے۔ میرے اپنے اور اسلام کے ذریعے اللہ میں ہمارے تہجد۔ اسے دل جو دیتے اور جب میں تمہارے درمیان آیا تو تم حق سے اور دھرم سے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہیں جاہلیت عطا کی، میں تمہارا ہمارے درمیان آیا تو تم طمس تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں غمی پیدا کیا۔ ابی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کہ اور مجمع پر ہر سکوت جاری تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید کا ہر موقع پر رستے ہوئے انصار سے یہ نکال کر کہ تم جو کہو جواب دو۔ خاموش رہا ہوا "خدا نے کہا کہ اسے اللہ کے رسول یا احباب دیں۔ سب اللہ اور رسول کا "سبے لغت" ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں نہیں، اس وقت کی حسرت کے ہاتھ میں تمہاری جاں ہے اگر تم یہ کہو سہرا جب تم ہی کو تمہاری تیری عبادت کی اور تمہارے پاس آیا تو ہم نے تیری تہذیب کی، اب تمہیں چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو ہم نے تمہیں چھوڑا تھا اور جب تو یہ یاد دہار دے گا تو ہم تیرے ساتھ دیکھ رہے۔ کہو کہو کہو۔ اور میں تمہاری ہر بات پر کہوں گا کہ تم ہی کہہ رہے ہو۔ اسے اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے رسول کے ساتھ دیکھ رہے "اور اب تم اس دنیا کی اہمیت کے لئے تھے۔ ماضی ہو گئے تھے میں سے تمہارے پاس سے کتر

جس کے سے یوں سے وہاں کے اس جزو سے۔ اسے عباد یا قوم اس بات سے خوش نہیں ہو سکے کہ اس سے کوئی چاہتی دولت بھریں گے چاہیں اور حق کے رسوں کو بے سادہ سے وہاں میں سے تجارت ضرور کی ہے مگر میں اپنے آپ کو تمہیں شمار کرتا ہوں۔ اگر ہمارے لوگ ایسا راہ پر نہیں اور عباد دوسری راہ پر تاقی عباد کے راستے پر چلوں گا۔ سے خدا تو انصار پر رحم فرما۔ عباد کے دشمن پر رحم فرما۔ وہاں کے دشمن پر رحم فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب کن کر انصار۔ سینہ جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔ کن کی سسکیوں اور دوپکا کی آواز میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے جیسے میں کوئی نہیں۔ انصاری ڈاکھیاں ان کے قوسوں سے تر ہو گئیں اس کا عذر چھٹ گیا اس دوست کی غور میں اس سے نصحت ہوئی اور اللہ اور رسول کی محبت سے وہیں کو بھرایا۔ انصار چلا آئے کہ ہم خوش ہوتے ہیں کہ اللہ کا رسول سے رہے جسے میں چاہے۔

یہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی بات میں میں عباد کے لفظ میں ہیں۔ اس سے محبت کے شکر کا ذکر ملتا ہے۔ جب انصار رجب اوریت کا استقبال کیا ہے بخاری شریف میں حضرت برہنہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات موجود ہے کہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ صرف مومن ہی انصار سے محبت رکھ سکتا ہے اور صرف منافق ہی ان سے دشمنی رکھ سکتا ہے۔ ہاں جو میں اس سے محبت کرے گا اس سے بدعتی محبت کرے گا اور جو دشمن اس سے دشمن کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ بغض کرے گا۔ (۱۲) یہ حدیث جب انصاری غزہ میں اس کے بیک شادی سے اعلان کرے تھے تو ان کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کڑا ہو گئے اور آپ نے غم میں تہنید فرمایا۔

اللهم احب الناس انی

تم مجھے سب سے زیادہ عزیز کرو۔

ہوا زن کا وفد خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

ماہ صیحت کی تقسیم سے بعد ہوا زن کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت قدس میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں جو وہ افراد تھے۔ آپ کو انھیں ان کے گئے تھے۔ اپنی شکست نے انہیں یقین دہایا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نہ ہوتے اور آپ کے ساتھ اللہ کی قدرت نہ ہوتی تو انہیں قلب حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اپنی شکست کے بعد یہ لوگ اس فیصلہ پر ہی رضوں کے بعد پہنچے۔ اس وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضی بچے بھی شامل تھے۔ انہیں ان کے بھی کریمہ عصبہ و اپنے بچپن کے ادوں یاد آئے، جو آپ نے حضرت عاصمہ صدیقہ کے قبیلے میں گزارے تھے۔ ان بچہ رضی بچے حضرت زید بن حارثہ سے بنی معروضات پیش کرتے ہوئے کہا کہ چاند صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے وہ غار میں آپ نے وہ چرمیں اور آپ کی وہاں آپ کو باہر لائیں ہیں اور آپ کو دیکھ کر خوش ہوئی ہیں۔ یہاں یہاں میں شامل ہیں۔ آپ بچپن میں بھی تھے۔ ان بچہ صاحب خدی تھے اور بات کے بعد تو آپ سے اطلاق فرمایا کہ یہ بات نے عمر بن کون نہیں رہی۔ آپ حسن بن زید سے قیدیوں کو آزاد فرمادیں۔ ہم تانے سے تے ہیں اور ماہ صیحت تقسیم ہو چکا کہ میں نے ہوا زن کی سزا دیا اور آپ نے قیدیوں کی رہائی فرمائی ہے۔ ہم پر حساب فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدوں کے سامنے ساری صورت حال رکھ دی اور اس سے کہا کہ وہ اپنی خوشی سے قیدیوں کو آزاد کر دیں گے تو اس کا رعب انہیں برعطا فرمائیے گا۔ خدا تو ایک بڑے ہندوئی ہیں سے گر رہے تھے اور یہ جرین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے سے

کئے ہوئے تھے۔ یہاں سے ایک آواز کہہ کر ہر جگہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 لئے ہے۔ ہم اپنے قہر کی اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے آواز
 کرتے ہیں۔ عاقبت، موسیٰ اور بعض قہر کے سرداروں نے قیدیوں کو آزاد کر کے
 رضامندی نہ ہر نفس کی تکیں موسیٰ سے اپنے سرداروں کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے یہ کہ ہم
 اپنے قیدیوں کو رہا کر کے نئی کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فراموشی میں آواز
 کرتے ہیں۔ اس سے یہ بات اٹھ اٹھتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بیش
 صبر پر کرم کے ادب میں تھی۔ اس قہر اور آپ سے آواز کی راہوں کی روایت کس درجہ عام
 کردی تھی۔ یہ مورد میں دہی مشاوری پر کسی قسم کا ولی نہ دیکھیں تو اور صوبہ لڑائی انکار
 علاقہ پہلووں کو اپنے فیصلوں میں سمیت دیتے تھے۔ یہ وہ علاقہ تھا جس میں سے آواز کے
 'مجموعہ' معاشرہ سے گرام ہیں اور اپنے مفادات سے بلند ہو کر فیصلے نہیں کرتے۔

ہر راہ مدینے کی طرف

مخبر کہ کے ساتھ رات بھر اور عیسیٰ کی خدائی کا اور ہمیشہ کے لئے منتظر ہو گیا۔ قہر
 مصیبتوں نے قوم کو زبردستی قریش کی سرکشی سے اس کی سر بلندی کے سامنے رکھا دیا۔ عرب
 کے قبیلوں سے تلخ کہہ کر ہر جس اپنے مستقبل اور اپنے واسطوں کے لئے خدا کا پوچھ لیا۔
 مخبر کہ کے بعد غزوہ فاکہ نے نئی تھیں کہ مستقبل میں اسلام کی دہائی کا دیکھ چکر کر دیا۔
 اس کے بعد وہ بھی اسلام کے دار الحکومت مدینہ منورہ میں قبول عرب کے انہوں نے آواز کا تانا
 بند کیا۔ قہروں کے لئے اندر اور دہائی کے سامنے میں سرور کا نجات صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت میں حاضر کی کے لئے آئے تھے۔

قبائل کے یہ وفد قبول ہمارے سے آئے تھے تاکہ منظر نامہ ایک دم توہمیں ہوں
 جاتا۔ اس کا حال چھپے سے پہلے ۳۱۲ھ افغان اور یمن میں کئی تہذیبوں تھوڑی سے ساتھ رونما
 ہوئی ہیں۔ رات کے تاریک ترین لمحے سکھوں سے اچانک خبر ہوتا ہے افغان کا منظر تہذیب ہونے
 لگتا ہے، آج کا گمان گزرتا ہے اور پھر یہ گمان حقیقت میں بدلے گئے ہیں۔ صبح کا وہ صبح صاف
 میں بدلے گئے ہیں۔ افغان کے باروں کا رنگ سنہ تہذیب میں بدلے گئے ہیں۔ اور انہوں میں یہ
 کیفیت حاسی ہو چکی ہے کہ عرب سورج کی دلیوں کر میں نمودار ہوئی ہیں۔ قبائل کے
 اسلام نے تھے کہ ان کو کھانا کی فضا اور کیفیت سب سنہ تہذیب میں بدلے گئے ہیں۔ قہر کی کلام
 عرب کی خدائی کی ہوا تھی، جیسوں کا بھی کسی کسی قبیلے سے تھیں یہ گزرا دہائی کے لئے ہر
 قہر اور قبیلوں میں مسابقت کا یہ عالم تھا کہ ہر اہم قبیلے کا بہت جوا کا رہا تھا اور خصوصی اہمیت کا مالک

تھا۔ ہر قبیلے کی رہاں کا بچہ بد گانہ تھا اور وہ اپنے بچے کو فصیح ترین آہنٹے تھے۔ ماہاں بھلوں کو ان کے ضلیب و دشنام پانکر کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سال کے بعد بھی یہی کیفیت تھی کہ کچھ مسلمان بھی اس وقت اپنے قبیلے اور اسلام کے مخالفوں اور منافقوں سے اور یہاں اور شری کے مخالفوں پر اپنی غور پر کتبہ کا لکھا ہوا ہے۔ عام افواہ میں جو قبیلے یہ منورہ آئے اس میں سے کسی نے اپنے دشمنوں اور دشمنوں سے نہ تھا۔ کہ وہ ان سے خیرات اور برتری و پیش کر رہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی مذہب حرمت کی زہد کی سے ایک امر رخصت نہیں ہوئی تھی۔ اس اعتبار کو فتح کر کے میں نے سورہی عام لکھا اور بھی پانچ کے بہن کس نے یا حصہ پر ان قبیلوں نے دیکھ کر اس سورہی معاشرے میں قریش کے رہی عام اصحابوں کی صف میں کھڑے تھے اور وہ یہ منورہ کے معاشرے میں بونہر ہر قسم ان صابو جیسے ہر دروازہ ہر مال جیسی اور سلطان فارسی کے مہر پر اور مہر پر تھے۔ وہاں اگر تہہ تھا تو علم و تہہ کی بنیادوں پر تھا۔ اسی طرح اب معاشرت کی بنیاد و قیود نہیں تھا بلکہ اسلام کی حد مت تھی۔ اگر قریش یا پانچ اور اسلام سے متعلق اور اسلام کی حد مت کی باہر۔ جس حد راجست رسولوں کے واسطے یا دو مجسم تھے جس کا اس کا قتل لوگوں کے روایت سے تھا۔ کجائی رعایت اور ہتھیار سے نہیں۔

وہابی مسلمان تہہ کا مسند فتح کے بعد شروع ہوا۔ لیکن یہ قبیلوں کے وفد اس سے پہلے یہ سورہ پہلے تھے ان کا تعلق تجارت پیشہ قبیلے سے تھا۔ وہ اس قہار کی شہاد سے گزرتے رہتے تھے جو یہ سورہ کے قریب سے ہو کر شری تھی۔ قیود وہاں کا وفد اسے دھرماء کے اوائل میں دینے منورہ تھا۔ اس قبیلے کے سردار قبیل میں محمد و نبی کی دھرمی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے یہ مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنے قبیلے میں مسلمان تبلیغ اسلام کی مگر قبیلے وہاں نے ان کی دعوت پر پشت رمل کا اظہار نہیں کیا۔ اس بات سے عرب کے قبیلے اللہ میں سرداروں کی ہجرت کے ساتھ ساتھ قبیلے کے امام کی اہمیت اور ان کی راستہ کا اندازہ اور سکھ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت عقیل بن عمرو رضی اللہ عنہما یہ سورہ نے اور اپنی قبیلے کو خوشی کا در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا اور اپنی

نہا کی کے پیش نظر ہادی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے کامیابی کی دعا کی۔ انہی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کی دعا قبول فرما کر ارفیقہ ہوس کے اس اسلام کے سے نکول دیے۔ قیود وہاں کا یہ پہلا وفد میں ایک قبیلے کے سوتی پر ہر کا جتنی مرست کی خدمت میں حاضر ہوا۔

۳۱۴ اولوں میں کہ وہ پیش نہ تھا نہ وفد نہ منورہ میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وفد سے مسجد نبوی میں حاکمات فرماتے تھے اور آج بھی مسجد نبوی میں ریاض اللہ کا ایک ستون ان وفد کی تہہ کا گواہ ہے۔ ان وفدوں کے احساں و کواکب ٹھٹھ ہوتے بعض کے اس دماغ و سرخووں کرنے پر پوری طرح آدہ تھے۔ ایسے بھی قبائل تھے جو اسلام لانے کے سے اور انی Bana ning کا منصوبہ بنا کر آئے تھے اور اسلام قبول کرنے سے پہلے زیادہ سے زیادہ پیش نہ تھا نہ وفد نہ منورہ میں آئے۔ انہیں یہ کہیں معلوم تھا کہ یہاں پہلے چاہاں کو ہا نے نہ تھا تو راجست کر دینے کا کام ہے اور اس صورت میں تبلیغ یہاں آئے اسے کا سے کہ سے نیچے کے طور پر حاکم و حاکم ہوتا ہے۔ ایسی کی حوش کو روکنے سے یا نہ کر دیکھ طبع حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ شیعہ کی ذہنی تعلیمات کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پرچار اور اندازہ تھا۔ ان بحثوں اور صد بان کی جان کو گدھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ان کے دین اسلام کو قبول کرنے سے یا نہ ہو چاہیں اور صرف ان کی۔ ان ہی قبیلے ملک کے سے بھی اسلام کی قیود قریش کر رہی تھیں

خود نے کہ بھی دیا ان لہذا تو حاصل

دل و گاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اس وفد کے قیود بعد وہ مسجد نبوی کے ایک گوشے میں گیا تاکہ یہ مسلمانوں کے روز و شب کو دیکھ سکیں۔ اس وفد نے دیکھا کہ مسلمانوں میں پانچ مرتبہ کس تکلم سے نماز اور آہستہ ہیں اور کس طرح درس و تدریس کا مسند جاری رہتا ہے۔ کس طرح ان رشتہ اپنے رب کے سامنے قیام و رکوع و کھڑکی کر دیتی ہیں کس طرح مشیت الہی سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں۔ کس نبی اس سورہ اور وضو سے یہ ایک اور سورہ سے معاف کرتے ہیں اور کس طرح ان کی زندگی کے ہر پہلو پر اسلام کی مہر ثبت ہے۔ انی ان کے

بعد اس پر وفد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک معاہدہ امن سے خوار ہیں۔ اس معاہدہ سے کہ اسے انہیں شراب پینے کی اجازت دے کر دہا کر کے اور زندہ کی اجازت دی جائے، انماز کا حکم ان سے ساتھ کیا جائے، انہیں سے پتہ توڑے پر ہجرت نہ کیا جائے اور اللہ کے ساتھ ساتھ حالت کی خدمت کی بھی برقرار رکھی جائے۔ ثقیف والے میدان جنگ میں تو ہر جگہ تھے لیکن ان کے انہوں میں پہلے مذاہنیت کو ہٹا رکھے، کابت زندہ تو تھا، ظاہر ہے کہ اس کی کوئی شہ قبول نہیں تھی۔ ہاں اگر کوئی اسلامی وفد سے کوئی شرط قبول نہیں کی۔ آخر ثقیف والوں نے آپ میں مشاورت کی اور خود اپنی شرط سے دست بردار ہو کر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوئے۔

ثقیف والوں کی کیفیت مختصر یہاں تک کہ وہ اپنے قول کی کھراہیوں سے اسلام کی صداقت کا تسلیم کر کے جہاد میں داخل ہو گئے اور انہیں انہیں سب سے وفادار رہا۔ رکن دودلی کا ذکر کرتے، بعض طابع کرنا مستقل میں رہتے ہوئے والی تبدیلیوں کا اندازہ کر رہے تھے اور آنے والے دور میں افکار میں شرکت کی خواہش ان کے دلوں میں گروت سے رہی تھی۔ بنی حنیفہ کے سرور کی وفد میں مسیحی شخص تھے، یہ بھی شامل تھا جو تاریخ میں اپنے سب سے محروم ہو کر مسیحی مذہب کے نام سے معروف ہوا۔ اپنے وفد کے دوسرے ارکان کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی برقی مسلمانی کے لیے خدمت میں حاضر نہیں ہوئے۔ اس کی سرکشی اس کی جیسی حیثیت کی بنا تھی۔ جس کی سرکشی کا سب اس کا تکبر اور خود پرستی تھی۔ یہی خود پرستی مسیح کا راستہ بھی روک رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسیع افکار کی کریمان کو اس کا وہاب غصے سے کڑوا دی پر محسوس کیا اور اس نے مطالبہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلامی ریاست کی عمرانی ان کے پروردگار کی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وہابہ تسلیم نہیں۔ مسیلہ کے اس مطالبے کے وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں بھگور ایک شراب تھی۔ آپ نے مسیلہ سے کہا کہ اگر تم اس شراب کا ایک گلوں، بھی اچھ سے مٹا لے کے غلوں پر، تو مجھے تمہیں یہ بھی نہیں ملے گا۔ قرآنی روشنی سے۔ میں اللہ کا فیصلہ ہے کہ تم اسلام سے روزگار کرو گے تو اللہ تمہیں توڑ کر رکھ دے گا۔ مسیلہ مذہب سے بچنے سے واقف ہی پر وہابی کیا کہ رب اس امر سے اسے کائنات میں محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کا شریک بنایا ہے۔ اس نے اقوام نبوت محمدی کے ساتھ ساتھ اپنی نبوت کے قرار کو اسلام کا حصہ قرار دیا۔ اب تو یہ ہے کہ اس نے شریک نبوت کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے کا معاملہ بھیجے اور انہیں کام چھوڑ دیں وہ یہاں سے نکل کر اپنی جگہ اور رہتے اور کئی کا یہ پتہ نہ ہوا۔

مسیلہ مذہب نے معاہدے میں شرکت اور حق تعالیٰ پہلا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں مسیلہ سے گفتگو کرتے ہوئے بھگور کی شان تھی اور آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے یہ بیان کیا کہ نبی کی حیثیت بھگور کی معمولی شرف سے زیادہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے توڑ کر رکھ دے گا، یہ کام تو مومن ہوگا کہ جیسے شراب کو کھٹ جاتا۔ مسیلہ کو حضرت خزہ رضی اللہ عنہ سے کاشی دشمنی سے موت کے گھاٹ اتارا۔ سلام قبول کرنے کے بعد وہ بھی جب بھی حضرت خزہ کی شہادت کا اعلان کرتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ جانتے تھے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد حاکمیت کفر سے تمام کٹا اور خدائی معاف کر دیا ہے مگر وہ اپنے جرم کو بہت شدید سمجھتے تھے۔ حضرت خزہ کی وفات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی شہادت بھی ان پر ایمان لانے کے بعد افکار ہو گئی تھی۔ ان کی سرکشی کہہ سکتے ہیں "جرم" کے لئے کہ وہ بگاڑا ہوا بدی سے جس کو کوئی موقع ملا۔ مسیلہ کے قتل سے انہیں کوئی قلب حاصل ہوا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے یہ ان کے جرم کی معافی کا اشارہ عطا کر دیا ہے۔

۱۰۔ وفد میں جو وہابی مسلمان تھے ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ یہ کہ قرب و حور اور عرب کے مشرکین کے وفدوں تک محدود تھے بلکہ مسلمانوں کے نیچے سے تھے۔ ان کے قتل اور عاتقہ کا شہر ہو رہے تھے۔ ان علاقوں میں انہوں کا چیمائی خدائی بھی شامل تھا۔ انہوں کا علاقہ تھوڑے پتوں پر مشتمل تھا۔ یہاں بھی عاتقہ تھے۔ عاتقہ نے انتہائی اس میں بھی مسلمانوں کا احاطہ کرنا سے پناہ قرار دیا۔ اسلام کی بددلی کے دین اور میں بھی یہاں سے رہنے کا تم خواہ۔ اللہ کی ادا میں جو بھی سے مسلمانوں کا یہ مثال ملتا ہے اور خود بھی مسلمان ہو گیا۔ عام الفاظ میں یہاں وفد سے کہا ہے کہ "ت" "ت"

روائی۔ یہی ان کی اور رسالت کے تصور سے خوب وقت ہی سے نہیں بے فائدہ رہا۔
مہاجرین کے گریہ، اور کچھ عرصے کے بعد خراج کے کرادیں ایک اکوہیہ کی طرف بھاگ
اسلام آگئے۔ اور ان کے واقعات کی قدر تحصیل کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔

[illegible]

أَنْ يَمُوتَ عَيْسَى عَبْدُ اللَّهِ كَمَا أَدَامَ خَلْقَهُ مِنْ رَبِّهِ فَإِنَّ لَهُ
 عِزًّا لِكَيْفَ كَانَ ۝ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ
 حَادَّكَ بِهِنَّ مِنْ عِزْمَةٍ أَوْ نَكَبٍ مِنَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا لَكَ
 سُلْطَانًا عَلَيْهِمْ سَبْعَ مِائَةٍ وَتَلَاوُفًا مُتَتَابِعًا فَلَا يَمْنُونَ

۳۱۹ اخلاق محمد ﷺ قرآن حکیم کے آجے میں

نَبِيَّهُمْ فَاجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ اِنَّ هَٰذَا لَآلُوهُ
 الْغُصَصِ الْحَقِّ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللَّهُ وَنَالَهُ الْخَوَارِ
 الْحَكِيمَةُ ۝ هَٰذَا نَزْلُهَا ۝ اِنَّ اللَّهَ عَزَمَ بِالْمُنْفَكِيِّ ۝ قُلْ يَا بَنِي
 الْاَكْثَرِ نَعَالُوهُ اِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَ وَبَيْنَ ۝ اِنَّ اللَّهَ
 وَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُ الْاِنْسَانِ مِنْ دِينِ اللَّهِ
 هَٰذَا نَزْلُهَا ۝ اِنَّ اللَّهَ اَعْلَمُ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ ()

اللہ کے نزدیک جس حد تک اسلام کی مثال آدمی کے لیے اسلام کی طرح ہے
 جسے مٹی سے خلق کیا گیا یہ کہہ کر کہ "ہو جا" نہیں وہ ہو گیا (کنجشون)۔
 تیرے بعد ہی طرف سے حق بھی ہے پس شک کرنے والوں میں نہ
 ہو جانا۔ پس جو شخص آپ کے پاس اسلام اور حقیقت کے جاننے کے
 بعد بھی آپ سے جھگڑا کرے تو آپ اسے کہیں کہہ دیں کہ ہم اپنے دشمن
 اور اپنی گھوڑوں اور اپنی جانوں (اپنے آپ) کو بچا لیں، درجہ بھاری
 کے ساتھ اللہ سے اٹھا کریں اور چھوڑیں پر اللہ کی لعنت (کی دعا)
 کریں۔ یقیناً کئی گنا بات ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اللہ
 علیٰ کمال اور صاحبِ حکمت ہے اور اگر کبھی قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ
 مسدود سے غیب و خفا ہے آپ کہہ دیجئے کہ اسے اہل کتاب میں
 اصناف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے (اور وہ
 یہ) کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کے
 ساتھ (عبادت اور اطاعت میں) شریک نہ کریں۔ اور نہ کہ کچھ دوسرے
 ایک دوسرے ہی کو رب بنائیں، ہاں اگر (محقق سے) اہل کتاب
 میں مؤمنوں کو تم کہہ دو "گواہ رہا کہ ہم مسلمان (اور اہل ایمان) ہیں۔"

کئی کئی طرح سے، رب کا ذات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوئے سے ایا

برہان کی کلیات کے مطابق رہا۔ آپ نے ہر ایک کے ساتھ اپنی قرین اخلاق کا سلوک برتا۔ "ہذا" سے جاری مواد ہے کہ ہر ایک کے مسائل "آپ نے ان کے سوا لہ اور ضروریات کے پیش نظر فرمائے۔ ان میں بعض قابلِ تامل نے سے پہلے ہی ایمان لائے تھے اور اسلامی مہارت و شعائر میں پلٹ ہو چکے تھے۔ انہی قبائل کے افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جرسوات پیش کئے اور عمل ایمان و دعا کی بلکہ ترشح سے قطع کر دیے تھے۔ بکواسے قبائل کے جو ایمان لائے تھے اور ازمادہ روزہ اور اگر ہے لیکن اسلامی طرزِ حیات کے بارے میں ان کے ذہن میں سوائت تھے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ ان میں سے بعض قبائل اپنے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے کے لئے حق کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں آپ کی امداد کے حاسب تھے۔ ان تمام افرادوں کے نام حدیث و مقاری اور سیرت کی کتابوں میں منقول ہیں۔ مگر یہ تمام تفصیل ہمارے دائرے اور مقصد تکلیف سے متعلق نہیں ہیں، اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ہر اقتداء ہر دانشور کی توجہات ہمارے لئے درجائیت کو رہنما کرتی ہیں۔ ہم چند فوائد امان کے حالات و سوانح کو مختصر اظہار کرتے ہیں کیونکہ یہ تشبیہات و اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض گوشوں کو سامنے لاتی ہیں۔

ولہ عبد اللہ کے ملانے و مدد مندوں کے درمیان مشرکین آباد تھے۔ اس لئے عبد اللہ کے لئے خدمت والے کمپنوں میں سلا کر سکتے تھے۔ یہ لوگ ایمان لائے تھے۔ مسلمان کی وہ قدامت، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرنا چاہتے تھے جو انہیں جنت کا مستحق بنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی غرضی اور انجنت کے قریب تھے اور عبد اللہ کے مسلمان جنت انجنت اور خیر کے قریب تھے۔ ان دوران تمام باتوں کا سرچشمہ حامل قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے معان اور ملکہم تا آذان اور ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ ایمان لانا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور عبادت اس کے انکسار کی کامل اطاعت کا نام ہے اور توحید الہی کے ساتھ چھ دن سے اس بات کی گواہی ایمان کا جڑ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے

رسول ہیں۔ میں جہیں نماز کا حکم کر لے، زکوٰۃ دار کے اور رمضان کے روزے رکھنے کا حکم کرتا ہوں اور اس بات کا حکم کو کلیتہ میں سے کس ادا کرے۔ ان بات میں اسلامی کی رواج سے کہ آگئی ہے اور رواج حاکم کی ذات کا صدر ان کو معاشرے میں ہماری دوسری پہچانی ہے۔ اسلامی معاشرے کے تمام ادارے انہیں عبادت کے مشہور اور فرضی مقام پر ہیں۔ نماز کفر اور اسلام کے درمیان فرق ہے اور کفر اور روزے سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور روزہ اسلامی معاشرے میں گروہی زکاویہ ہے جس سے تقویٰ کو طہارت اور معاشرے کو آسودگی و خوش حالی ملتی ہے۔

اس اللہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ اس کبیر کے بارے میں جانتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ تم لوگ رشتوں کے ذریعے تکون کو کھو کر اس میں پانی اور گبرگروہی ڈال دیتے ہو۔ میں کبیر میں پانی ہے جس کے شے میں مدھوش ہو کر تم آہیں میں کھو کر چلائے ہو اور اپنے چچے زاد بھائی کو بھی رنجی کر دیتے ہو۔ ولہ عبد اللہ میں سے ایک شخص کو ایسا ہی زخم لگا۔ حضور کے دست سے یہ بات ان کو کرے عہد کی حرمت کا اہواز ہو گیا۔ اور دوسرے ارکان ولہ کو چھ چل گیا کبیر غرض میں شامل ہے اس سے خدا وند ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس حد تک عجب کے تفصیل علاقوں کے حالات سے باخبر تھے۔ مصالح کے لئے مصالح کے عمل کی تکمیل کے لئے یہ علم اوری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان بیانات اور ارشادات میں جگہ کا ذکر نہیں کیونکہ سب یہ ولہ مدینہ منورہ آج تو اس وقت تک جگہ فرض نہیں ہوا تھا۔

۹۔ حدیث میں مسلمانوں کا ایک دلی قید (واجب) الہی مدینہ منورہ آیا۔ یہ لوگ بھی عبد اللہ کے طرح ایمان لائے تھے۔ درحان اسلام پر کاربند تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم بھی لے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ زکوٰۃ انہیں سے چاہا۔ اس پر چہارے تجلیے کے فرما ہوا مسلمانین کا حق ہے۔ ولہ نے جواب دیا کہ اسے اللہ کے رسول ان کا حق ادا کرنے کے بعد جو کچھ چاہے وہ لے کرے ہیں۔ یہ کہ ایک بار کس موقع پر اپنا سارے اللہ اللہ رسول کی خدمت میں پیش کر کے ملاتے

وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سب کو تجھے مل گئے، یا کوئی باقی ہے؟
 اہل وفد نے بتایا کہ ایک لڑکے کو ہم اپنی قیام گاہ میں چھوڑ گئے ہیں۔ اس نوجوان کو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا بھیجا، وہ حاضر ہوا اور اس سے عرض کیا کہ اسے اللہ کے رسول
 پر ایمان لایا ہے اور عہد شکن ہے۔ آپ نے اسے رہنے کے لیے فرمایا، میں کہہ دو میری
 مغفرت فرمائیے اور میرے دل کو اپنی بات سے۔ انہوں نے اس کی یہ بات دیکھی اور بہت دل لگنے
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خوشی مل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں دعا
 فرمائی، اے میری اہلی، اسے بھی دوسروں کے برابر حق تک پہنچائے۔ وہ انہوں میں کی عہد صادق کا عہد
 حمیں اور تمام حق میں وہ دوسروں کے برابر اور ان کا شریک تھا۔ بلاشبہ اور عدل اور عزت کے
 ظرف اور دل کے مطابق انصاف، اس اخلاقی کائنات کا یہ چراغ ہے اور یہ قوام اللہ کے
 رسول کے علاوہ کسی سے ظہور میں نہیں آسکتا تھا۔

دوسرے وفد کے ارکان نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا کر دین اور
 عبادات کے علاوہ معاشرت اور عام زندگی کے معاملات میں بھی ہدایت حاصل کیں۔ اس
 سے اللہ تعالیٰ ہو سکتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کا پیغام کس طرح
 دنیا میں اور زندگی کو متاثر کر رہا تھا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی معنوں میں ہدایت اور
 مصلحت کا نظام کھمبے سے بلکہ پیادہ پادشاهان میں اور روزمرہ کی زندگی کو بھی پہنچے سامنے ہیں
 احوال سے اور زندگی کے چھوٹے معاملات بھی انسان کی عبادت اور عقائد اور دنیوی امور کا حصہ
 ہیں اور ان سے بے تعلقی نہیں۔

اس آئے وے وفد میں سے بعض نے پہلے ملاقات کی ضرورتوں کے حل کے لیے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاتقِ حبیب کی بات سے دعا کی درخواست کی۔ تھیں وہی مرد
 وائوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ان کا عقد قدوس کی کاغذ ہے۔ انہوں اور ہر قوم
 جو ان کے سر پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات کی دعا کی اور جب یہ
 لوگ تھکے اور دلہادی میں سے کہنے میں دیکھیں لوگ تو انہیں معلوم ہو کہ جس دن رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کئے گئے دعا فرمائی تھی اس دن بارہ رات میں ان کی

ابوکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وفد کے سب سے ایک علی روایت کی
 بنیاد ان ہے۔ یہ پہلا قیدی تھا جو حدیث رسول کے سامنے سے رکھتا تھا یہ قدر
 تعلقی مدین میں ہے۔ رکاوٹ پہنچا کر مقامی مسکن کا سے اور ہر جہاں پہنچے سے
 دوسرے طاغوت کے سختی افزہ روڈوں پر نکلتا ہے۔ ہر مدینہ کے مستحقین کی خدمت میں رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کا پہلو بھی موجود ہے۔

پھر انہیں جب کے مکان وفد نے اپنے قیام گاہ کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم سے قربت خیمہ کا درس کیا اور آپ کی احادیث کے معانی سمجھے۔ اسلام سے اہل وفد کے
 لگاؤ و شہرہ رسالت نے ان کی داخلی اور بیرونی فحش سے اس صلی اللہ علیہ وسلم کو توحیدی
 سرشت حاصل ہوئی۔ علم و عمل کے ہائی رشتے و معجم و علم و ہدایت عقیدہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 رہا وہاں چل سکتا تھا۔ گرچہ یہ وقت ایک خاص سالِ اہلسنت میں گئی تھی سے آخر سے قرآن
 حکیم کا مستقل حکم لکھا گیا ہے کہ

فَسَنُتْلُوهُنَّ اَقْلَامًا مِّنْ شَجَرٍ اَوْ مِّنْ حِجَابٍ (۱۰) (۱۳)

میں تم کو تم کو سننے کو اہل ذکر (اہل علم) سے پڑھو (اور اور پڑھتے
 کرو)۔

اور انہیں جب اسے سننے سے ہم حاصل کر رہے تھے جس کا یہودی اہل کی کاغذ دار
 تھا اور جو اس امانت کو برداشت کر سکتی تھی کی طاقت نہ رکھتا تھا بلکہ جس نے اس کا تک اس
 امانت کو اس طرح پکڑا کہ یہ امانت قیامت تک کے لیے انسانیت کی سب سے قیمتی میراث
 بن گئی۔

اسی پر لاکھوں سلام اور کروڑوں درود

جب انہیں جب کا وفد پہنچا تو ان کے پاس جانتے نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 حضرت جلال رضی اللہ عنہ کو کھرا دیا کہ میں دوسرے وفد کی نسبت زیادہ جلدی تھے اپنے
 چائیں۔ اس کے لیے ان کا جب دین سے ان کا گہر شغف اور یہ تھا۔ جس حد سے

زمین کو محل قرار دیا۔ زمین و انسانوں اور دوسرے جمادات کو سربراہی کی دولت ملی۔ چنانچہ ایسا ہی ملاحظہ ہوا کہ اللہ کے ساتھ پیش آیا۔ ان کے علاقے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہر شئی دہائی اور مسرت دہائی یعنی پانی کی برکتوں کی شکل میں سارے عالم میں۔

اسلام کے لئے نہ صرف یہ کہ پہلے اسلام کا مکتب بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم سب کی تعلیم کے واسطے سے اور امت کو اسلام کے انہماک و ترقی کی شکل میں عطا کیے گئے ہیں تاکہ وہ سب کا گن گھوڑا بن جائیں اور ان کو ہماری ہر رعایت سے آگاہ کر سکیں۔ اس واسطے کہ وہ ہم سب کو ہماری تعلیم حاصل کر سکیں۔ ان کے قیام کا مقصد اسلام کے حکام کا مکمل حاصل کرنا اور قرآن حکیم کی تعلیم تھا اس کو جو اس وقت ابھی تک اپنے لئے قرآن مجید پڑھا تھا۔

دلوں کے آئے اور دین منورہ میں ان کے قیام سے جو کلمات ہمارے سامنے آتے ہیں ان میں سے چند چیزیں کہتے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ادھی اکبر تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو اپنے سب کے علم سے ہماری تعلیم کی طرف بلایا اور اس دعوت کے پیش میں چشمہ و ناز کا کاف۔ کیا۔ اور وہ کہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تپتی سرورت برتی تھیں دین کا کوئی مسئلہ پیدا ہو تو آپ نے انتہائی شفاقت کا اظہار فرمایا۔ ہر تنہا سے ان کا یہ کہ کوئی کوئی وحشت کے تابع نہ تھا۔ ہر چیز کے مسئلہ سے ہر شئی میں شرکت کا مظاہر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حق کے ساتھ ان کے معاملات کو رد کر دیا اور جو کہ ایک شاعر کو شاعر اور ہر صفت قرار دیتے ہوئے اسے دینی ترین رعایت دیے سے انکار فرمایا۔ آپ کے سب سے آپ کو یقین دلا دیا تھا کہ آپ کا دین جو حق مطلق ہے تمام دین پر غالب ہو گا۔

اور آپ سے آپ کی دعا کا جس رنگ و بو اور ہر صفت آپ کے فرماں کی حکمت کی ہم سب کو ملتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر باطنی بات اور ہر عمل یا اس کی طرف ہر عمل کرنے کا حق تھا۔ ان دلوں نے اپنی جگہوں سے آپ کے شب اور کام دیکھا۔ آپ صحت ابھی دیکھ کر ساتھ آپ کی شفقت ہمیں اس کے ساتھ آپ کا بیضا ہر دین کی

تعلیم کے وقت آپ کا ارادہ تھا کہ وہ اس میں ورتوں و عمل کی انتہائی مطابقت ہو جس کو وہ خود اسلامی احکام کی تعلیم و تفسیر کا واسطہ بنائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دلوں کی اور دینی مسائل سے دور کے عمل پیش فرماتے۔ جس آپ نے ہر دور کے مسائل کو پڑھتے اور دینی ترقی کی تمام میں دین اور اپنی ترقی میں کہیں سے جگہ دیا آخرت کی تکمیل ہے۔ ہر سال سنی زندگی کی طرف متوجہ تھے۔ ان کو سب سے اپنے خواب میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو ہر سال کی تعلیم ہوئی۔ اسلام میں خوابوں کی بڑی اہمیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصے کے درمیان سب احضار سے سب کو خوابوں کی اہمیت سے آگاہ کیا اور آج تو غیبت میں خوب کو ایک گلیڈ کی حیثیت حاصل ہے۔ حدیث میں خوب کی تعمیر کو ایک مستقل باب کی حیثیت حاصل ہے۔ سب علاقہ کے باب میں مس سنی کی تعمیر حدود و حدود ہم سے اور خواب میں سنی کی گروہ کی میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی شعوری کو سب جگہ تفسیر اشعور اور اشعور کو سب تفسیر علاقہ کے دائرے میں شامل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دلوں کی معاشرتی مسائل کے مسئلہ میں بھی رہنمائی فرمائی۔ ان مسائل کے علیہ انتہائی علاقہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کسی دلوں سے دور یا نہ یا سہمی تھے دلوں کے لئے کوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دیا کہ ہم ان کو سب ان دلوں کو سب سے اور اس سے زیادہ دیا کہ پڑھ جائیں گے۔ اس کا چاہئے۔ یہ سہمیت اور ہر باطنی اسلام کے علاقہ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ سب مسائل و مشاغل میں ہمیں ہر کام میں برکت و اللہ کا احاطہ کیا کہ اس سے کسی نے سب کو دیا کہ ان دلوں کو سب کے مسائل کا حل رکھنا چاہئے۔ ہمیں کار و ادھر میں قیام میں اس کے سوا کہ پڑھ جائیں گے۔ دلوں کے مسائل میں اور ان دلوں میں ہر سال ہوتا ہے۔ صرف تعلیم کی طرف سے زیادہ اسے تک قیام میں ہر سال ہے جس میں سب سے ہمیں پڑھنا ہے۔ اگر دیکھتے تو ہمیں ہر باطنی بات سے اس کے اقراہت اور کاموں میں شرکت کر سکتا ہے۔ عقلی انداز کی پیداوار سب حدود

اللہ اور رسول ﷺ کا فیصلہ موجود ہوتا ہے اس میں فیصلہ کرنے میں اپنے فیصلے کو بدلے گا کسی کسی کو پس ہے۔ یہ بات نظر آئی اور اجتماعی تمام امور وحدت کا عہد کر لیتی ہے۔ اور عہد رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس عہد میں خدائے مہکھو، لکھی کی نئی اور پہنچتی ہو سب باتیں مل جاتی ہیں۔ اس اصولی گفتگو کے بعد ان عہدوں کا ذکر کر رہے جو اہل اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے ہر آئے کا نظر نہیں کرتے تھے اور یہ مہر کی کامتہ ہر کرتے ہوئے تیار ہیں دیکھتے تھے۔

عہد مذکورہ کے قریب و جوار کے اعرابی اور ملک کے تمام علاقوں کے وفود دارالسلام میں آ رہے تھے۔ ان کی مملکت تہیت کے ساتھ ساتھ عہد کا سہرا بھی چاہی تھا اور سماجی اس سبب حیات کے تمام پہلوؤں کے سامنے آ رہے تھے اور سلام تحفہ قبول سے درمیان فکر و نظر اور عمل کی ہم آہنگی بھی کر رہا تھا۔ کسی بھی انسانی مشرے میں جو مسائل بالخصوص سماجی اور اخلاقی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں وہ بھی سامنے آ رہے تھے اور آہستہ آہستہ یہ سب لوگ مدینہ منورہ کے اسلامی حوزہ کے مطابق اپنے اخلاق کو ڈھال رہے تھے۔ اس میں سے بہت سے نوواردوں میں یہ نفس بھی تھا جو تمام سبب حدود سے تجاوز کرنا چاہتے کر رہے اور قبول کے درمیان عہد جاہلیت کی روایتیں اور تقاضات کسی حد تک اس وقت بھی موجود تھے جو رنجش و رنجش کی صورت میں نمودار ہوتے، اور ان کی تشریح کا عہد پوری طرح فہم میں ہوتی تھی۔ ان سب باتوں کے بدلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق، آپ کے ارشادات اور انصاف و مہر جو ان کا طرز عمل اپنا کر دارالامور کو چکا تھا۔

سب سلام کی حالت میں یہ کہتے کہ دارالامور کو چکا تھا۔ وہ وقت آجے تھا جب نئے حالات و حد عام کے زیر نگین آنے والے تھے وہی نئے نئے مسائلوں کے نئے مسائل کے بارے میں روایتی حدیث کی ضرورت تھی۔ اور بہت سے اخلاقی اور معاشرتی عموماً کی ضرورت تو ہر دور کے نئے ناکرم ہے، کسی سے یہ کہہ دیتے ہوئے منہ نہاے میں ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵

لسان برانام ہے اور جو کلمہ اس سے نکلے اذیت آئی اور اعلیٰ عالم میں۔

کسی کا لہذا اذیت "بے ضرر کی بات" نہیں ہے بلکہ اس سے دونوں میں اور معاشرے میں رخ پڑا ہوتا ہے۔ تاکہ میں دور ہوں پیچھے اہل ہیں۔ ظاہر ہے کہ مذاق اڑانے والا ہے آپ کو بہتر اور ہلکا رکھتا ہے۔ اس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ دوسرے کو حقیر اور کمزور جانتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں اس بات کو "کبر" کہا جائے گا اور کبر، کبریا میں شامل ہے۔ وہ جملہ کے مطابق جس میں کبر اور باؤس پر حسد کی خوشہ حرام ہوگی، کیونکہ یہ دونوں بائیس کفر میں شامل ہیں۔ یہ کچھ بھی قابل غور ہے کہ جڑوں اور مردوں میں ذکر الہی الگ کیوں کیا گیا ہے۔ مخصوص ہے کہ مرد اہل فطرتوں میں اور عورتیں اہل مجلسوں میں حضور کو عام نہ کریں، اگر کافر مشرک یا مہر پر کسی دہائی کے لئے کیا جاتا ہے۔ لیلیٰ کھچے ہے کہ ہماری مجلسیں قرآن میں اور اعلیٰ صرف کو معاشرے میں عام کریں اور اہل اقل سے اجزا اڑا کر جائے۔

اس آیت میں ایک دوسرے پر عین کرنے اور اثر نامہ گانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ یہ بات بہت عام ہے کہ کسی کے خدا دان پر عین کیا جائے کسی ایسی غلطی اور قصور پر جو باطن میں کیا گیا ہو اور جس پر کرنے والے نے عداوت کا اظہار کر دیا ہو اور جو کر لی ہو۔ اسی طرح برے نام کا لقب سے کسی کو پکارنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ کوئی ایسا نام جو آدمی کو پندت آئے ہو رہا لگے۔ آج ہماری اخلاقی کمراد کے معاملے کو کوئی کے ہاتھوں کے ساتھ نظر آئے۔ گلیہ، خند، جھجھک، القاب عام ہیں اور اخبارات میں بھی لوگوں کے نام ان القاب کے بغیر نہیں کیے جاتے اور کہا جاتا ہے کہ یہ فعل شرافت کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ جتنی بھی کی انتہی ہے۔ اہل اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تاریخ انسانیت کی سب سے عظیم درس گاہ کا درجہ برحق ہے۔ اس درس گاہ کے کتب خانے مقامات اور کہیں تھے۔ مسجد نبوی اور صفہ اس کے ساتھ ساتھ اہمیت المومنین کے حجرے وغیرہ، انجمن، افکار رسالت، ثواب علی اللہ علیہ وسلم اور مہمانوں کی رنہ اور عجمی درس گاہوں کا درجہ۔ کیسے تھے جہاں یہ سب آدمی معاشرت، خشنگ اور تدارک خیالات کی زبان اور لہجے اور صفائے قلب و فکر کے درس لیتے اور اعلیٰ امتحانوں سے گزرتے تھے۔ یہ منورہ کے ہاتھوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفریح کے اوقات درس گاہ۔

جانتے۔ یہ درس گاہ تہذیبی سے بہتر تھی۔ انسانیت اور اخلاقی عالم کا "رول ماڈل" معلم بھی تھا اور اس کا بھی تھا اور "رفیق" بھی تھا۔ اس درس گاہ کے طلبہ اخلاقی حثیت کے معلم بنے اور آج تک ان کے واقعات یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

اس درس گاہ اس داستان اخلاق کے معلم کی نظر صرف معشرتی اور رسمی formal اخلاق پر نہیں تھی بلکہ وہ تو عہد انسانی کو اخلاق کا مرکز اور گہوارہ بنا تھا۔ اس نے تجسس اور نیبت کے ساتھ ساتھ رہائی جانے کے مطابق عین و گمن کی خرابیوں سے اخلاقی انسانیت کے دامن کو صاف کیا۔ یہ معلم اعظم علیہ السلام رب کائنات کا سب سے عزیز اور محبوب طالب علم تھا۔ اپنے بھائیوں (انصاف نے باقی) کی طرح وہ بھی انسانوں کے اخلاق کی تعمیر پر مہم لایا کیا تھا مگر اس فرق کے ساتھ کہ اس کے درجے اللہ تعالیٰ نے دین کے دوسرے شعبوں کی طرح اخلاق کی تشکیل بھی فرمادی۔ تقری طور پر بھی درمل طور پر بھی۔ قرآن مجید کی ایک آیت نے معاشرتی و باطنی اخلاقی معائب کے ساتھ قلب انسانی کے ایک اخلاقی مکتبہ کو کس طرح سمیت لیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح ان کا تدارک فرمایا معلم اور اس کے طالب علموں کی زندگی اس پر گہا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ اَعْمَلُوا الْجَمِيْلَ عَمَلًا فَاِنَّ الظُّلُمَ اِنَّ يَلْبِثُ الظُّلُمَ
وَلَا يَحْسَبُوْنَ اَوْ لَا يَغْنَبُ تَغْنَبُكُمْ بَغْفًا لَّيْلِيًّا اَمَّا تَحْمَنُ
يُنْجِلُ لَكُمْ اَنْتُمْ مِمَّا لَكُمْ لَعْنَةُ اَوْفُوا اَللّٰهُ بِنِ الْاَلَةِ فَوَاوَبُ
وَرَبِّكُمْ (۴)

اے ایمان والے! اور اہمیت گمن کرنے سے اجتناب رہو کہ بعض عین اور گمن مہم ہیں اور عموماً کے معاملات میں تجسس نہ کرو و تم میں سے کوئی کسی کی نیبت نہ کرے نہ کیا تم میں سے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پند کرے گا۔ دیکھو تم خود اس سے کراہیت عموماً کرتے ہو (درجہ کھاتے ہو)۔ اللہ سے ڈرو اللہ بڑا تو بہ قبول

سبحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من يضمن لي ما بين يديه وما بين رجله ينضم له الجنة (٤)

جو مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کے

نئے جنت کی مہمانوں کی دعا ہو۔

نہایت دراصل آدمی کی فطرت جو وہی میں اس کی عزت پر غصہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو
 عاجز نہ ہو وہ اپنی مخالفت میں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنسن و سوسن کا یہ قادیانہ
 ہے۔ اس قبیل میں طبیعت کی سخت کسی حسن سے چمکتی ہے۔ طبیعت نے اس کو اس طرح فیض
 سے روکا ہے کہ وہ باحکوم ہے کہہ دیتے ہیں کہ ہم یہ بات نہ کی جو وہی میں تمہیں کہیں دیا ہے۔
 ہم جو کہہ کہہ رہے ہیں وہ بالکل سچ ہے۔ معصوم و معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قسم سے تو معصوموں
 کی عقل بندی کرتے ہوئے اس معصوم سے کہتے صاف اور واضح کر دیا ہے۔ صحیح معصوم میں
 حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا کہ اللہ

اور سببِ اعظم۔ اس کا مکمل علم تو اللہ کو اور اس کے رسول کو ہے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (کسی مسلمان) کی ایسا دات

کا ذکر جو اسے ناگوار ہو۔ کسی نے عرض کیا کہ اگر وہ بات میرے بھائی

میں موجود ہو، اچھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بات

اس میں مزاج ہے اور اگر کے تو یہ فہم ہے اور جو اس میں مزاج رکھیں

(A)۔ عہدہ سیکریٹری، ایف۔ آئی۔ اے

عزت و شرف کے لئے جو کچھ کرنا ہوگا وہ کرنا چاہیے۔

[illegible]

Page 22

اَعْمَالُكُمْ مِنْكُمْ عَلَيْكُمْ لَا تَعْمَى الْجَهَنِّي (4)

اور وہ جب کوئی غور و بہود بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کشی اختیار

کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان رے الٹا لگائے گئے اور تھپڑ

افعال تمہارے لئے رقم پر ساتھی ہو، ہم جاہلوں سے لینا نہیں چاہتے۔

لغوی قرآنی اصطلاح بہت وسیع ہے کی میں کہہ کرے سنہرے در مسکنوں کے ساتھ

قسم سے کر فہمت، بہتاں اور فطوس ہائیں در فطوس کا مرسب ہی شامل میں اور ملازم ملینک،

کنہ رو کسی کا احاطہ سے اس کے غور و بات کہنے پر سہولت کا غبار یہ یہ احاطہ سے کہ سہارہ سہارا کہ

ہے اور یہاں راستہ الگ۔

اس کی جڑیں پانی کی جڑیں ہیں اور ان کی جڑیں پانی کی جڑیں ہیں

یعنی انہوں نے کہا کہ وہ اس کے لیے جو اس کے لیے ہے، اس کے لیے ہے۔

من ذی ذنوب عظیم، انشاء اللہ، کل جاعل الذنوب جال

بِذَلِكَ يُدْعَى إِلَى تَحْقِيقِ الْقِيَمَةِ (١٠)

جوانے مسلمان بھائی کی حمایت کرتے ہیں

تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ قیامت کے دن اسے جہنم کی آگ سے

— 1177

رسول اللہ صلی

دعویٰ میں ایک دوسرے کو خیر خواہی اور محبت تھی اور دونوں چاہا نہیں اور عزت کے کلمے،

جہاں؟ شخص کی موت اور تیرہ محفوظ تھی، جہاں یہ پہلی اور سب سے پہلی کی آواز دہائی دیا تھا۔

یہاں کی لکھنؤ میں بیرون کی تہذیب و تمدنی ترقی اور معاشیوں کے اچانوں سے ہر طرف روشنی

کی جی جی اور ان کے شہر کے ایک لڑکے کی طرف سے دو دوستوں کی طرف سے ایک شہر کے

٥٥ - الفصل

درج رکھتا ہے۔

اسلامی انقلابیت کی بنیادی حقیقت اس کی مصیبت اور انسانوں کے لئے افکاریت ہے۔
مخصوصاً انہوں نے اس میں بیعت کی پادرت سے مقصود و گواہی دی ہے کہ وہی جیسی ہو۔ غلط و
خام کی کیفیت کا حق حاصل ہے تاکہ وہیں کو اس فکر کا علم ہو سکے وہ وہی ہو اور انہیں لیکن مظلوم
جو کچھ بیان کرے اس میں جھوٹ اور سچ نہ ہو، بلکہ یہ کاش چنگ ہے۔ سوئی طرح شہائی یا
کے معاشے میں کسی فرق کو دیکھو اور دیکھو کہ جس اور انصاف سے ہے پانے سے ہے۔ یہی حقیقت
اس کے سامنے پیش کی جائے جو دوسرے فرق کے بارے میں ہوتا ہے جی ہاں۔

جس دوسرے ماحول سے کسی کو پکارنا اور نصیحت ہے سب باتیں اور گناہ اور انفرادی
ہوتے ہوئے بھی جتنی اثرات و مضامین رکھتے ہیں۔ یہی طرح میں اس کی ایک طرف سے
لگنے والی شدید دوسری بات کی فکر کو متاثر کرتی ہے۔ یہی جتنی دلی عزت کا ماحول، اس کا
چھوٹا ہے دوسرا لینا بھی مشکل ہوتا ہے۔ یہی وہ شے ہے دوسرے میں اس کا ایک
دوسرے سے ہر پہلو کا ہونا اور اسے معاشے کے لئے عیسٰی فخر و تین پاتا ہے۔ دوسری
مطابق مصلحت میں چڑھتی ہے۔ یہی وہ شے ہے کہ اس کے بغیر وہ دوسرے کے دماغ اور دماغ گرو
ہوں۔ کوئی نسل تعصب یا ایک دوسرے پر برتری اور برتری کی خواہش اس کا سبب ہو سکتی صورت
میں وہوں گروہوں سے ہے آزادی اور برائت معاشرے کے دوسرے کے ماحول پر لازم ہے۔ ان
میں سے کسی فرق کا ساتھ نہ دیا جائے اور اگر نہیں ہو تو دونوں کو کھانے کی خوشن چاہئے تاکہ
معاشے میں ان اور سب اوصاف کی لطف پھر سے قائم ہو سکے لیکن ان میں اپنے اوصاف کا وہ
دار ایک گروہ ہے تو معاشے کے بغیر چاہئے۔ یہی وہ شے ہے کہ اس کے بغیر وہی پانے
اور گروہ ہونے اور ہر طرف سے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

وَالَّذِينَ هُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاصْلَحُوا لِنَفْسِهِمْ إِنَّ اللَّهَ
أَخْبِرُهُمَا عَمَلَهُمَا وَلَهُ أَعْلَمُ إِنَّ اللَّهَ
أَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ إِنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ

اصلاحی مہم کے لئے قرآن مجید کے آیتیں ہیں۔

يُحِبُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝ تَبٰرَكَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۝ (۱)

اور اگر مومنوں کے درگروہ بھی اکل و قال کر رہا تو ان کے درمیان صبح
گراؤ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ کے ساتھ نہ دیتی
کرے تو یہی بات کرنے والے سے لڑا یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی
طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ (اللہ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو ان
کے درمیان عدل کے ساتھ صبح گراؤ۔ اور انصاف کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ
انصاف کرے۔ وہوں نے یہ توجہ نہ کی تھی۔ سوئی توجہ دوسرے
کے یہی ہیں جس نے یہی ہے۔ یہی وہ شے ہے حقائق غیب، خود وہ
سے دیتے ہوئے۔ یہی وہ شے ہے کہ ہم پر ہم کیا پائے گا۔

مومنوں کے درمیان لڑائی کوئی اچھے کی بات نہیں مگر یہ بھی جنگ معاشرے کا
مستقل حصہ نہیں۔ یہی وہ شے ہے کہ اس کے بغیر یہاں تک کہ اس میں اور اس کا ماحول اور اس
ایسے حالات پیدا کرتے ہیں۔ ایک گروہ کے موقوف پر موقوفوں نے یہی حالت پیدا
کر دی ہے کہ ہاں جہیز اور انصاف میں، یہی وہ شے ہے کہ اس کے ماحول حقیقت بننے سے قریب ہو گئے
تھے۔ لیکن انہوں نے اس کے ماحول کے ماحول کے بغیر یہاں دار مسلمان ایسے گروہوں میں
صبح کر رہے ہیں۔ یہ اسلامی خلق کا رہے کہ مسلمانوں کی نہایت حیرت و سرکشت
ایسے حالات میں نہ شہائی میں نہیں ہو سکتی۔ اور وہوں گروہوں میں اللہ اور اس کی طرف
ملاتی ہے اور اسلام کو صبح کا دین ہے۔ اسلام کا مقصود اور اس کے بارے میں
اثر ہے کہ اس میں داخل ہوا ان کا بھی۔

صلح جیسی بھی انصاف کے ماحول کو پکارنا۔ یہی وہ شے ہے اور انہوں نے مظلوم میں تہا
ضروری ہے اگر نہ مظلوم و مظلوم دیتی اور ان دوسرے کے دوسرے سے اس کا اس سے جنگ
کر دیتی ہے۔ یہی وہ جنگ میں وقت تک کی ہے کہ عام علم ہے۔ یہاں ہے۔ یہی جنگ کا
مقدور ہیں کوئی دوسرے کوئی ہوگا کہ ان سے انعام لینا۔ کاش کہیں کی جائے گی۔ یہی وہ

کے حکم کی طرف لوٹ آئیں اور ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہیں۔ بھائی تو ایک دوسرے کا غیر خواہ ہوتا ہے۔ اور جو غری کے معلوم میں یہ بات شامل ہے کہ ایک مسلمان کے حقوں اور سبکدوشی کی جان تو وہاں محفوظ رہے گا۔ اس معلوم کی وجہ سے بہت زیادہ میں کیونکہ اس اخوت کے بغیر انسانی معاشرہ وجود میں آسکتا ہے نہ قائم رہ سکتا ہے۔

صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزواتی اور غزواتی خط میں یہی بہت بھائی سے۔ ردوی تعلقات میں صبح سے کر مسلمانوں کے درمیان صبح اور دوسری قوموں کے ساتھ جو شک و تعلقات صبح کے بغیر کوئی سالی ذات ہے وہاں چاروں کے کس رشتہ اور نہ یہ جو عیب ہو سکتا ہے۔ مگر اس خوشی کے ساتھ زندگی گزاریں اور ان کی تو نایاب زندگی و میں اور خوش گزارنا سیکھیں۔

اسی صبح کے حصول اور قیام کے لئے عقل و حقیقت اور بہت کچھ (معاذ اللہ) کو اپنی عقل پر فرود کیا ہے۔ لیکن کہہ دیتے ہیں کہ اپنی عقل پر فرود کیا ہے اور یہی جنگ کا سب سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائی میں اس حقیقت کو سامنے پر اپنے عمل اور اخلاق سے صبح کرنا کہ حوت کے بغیر انسان رشتہ خوت میں شلک نہیں ہو سکتا۔ یہ اخلاقی معاصی اور انسانی جرم و گناہوں کو تقسیم کرتے رہیں کہ۔ حق بھی اس ہیئت قیامت کے قید خانہ میں یہ ہو کر انہی وحدت کے تصور کی تکمیل ہے۔ اس علاقہ میں سب سے نقصان اور صبح کی بنیادوں کے کر کے حد قرآن حکیم نے مسلمانوں کو سب ملکہ دیا ہے اور اس کو ایک کرتے ہوئے وحدت اور اتحاد کا پتہ دیتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانی انسانیت کی طرف مبعوث فرمائے گئے تھے۔ اور وہی حد میں ہیں۔ انسانیت کے سارے دھوکوں کے چاروں طرف۔ سارے لوگوں اور درجوں کی شکست سے کہ اگر ایک وحدت میں واحد ہے۔ مگر وحدت کسی سب سے بغیر وجود میں نہیں آسکتی تھی کہ اسسانی وحدت کی ساری تعمیر ہے۔ خالق کی توحید و حق کو ایک وحدت بناتی ہے۔

بِأَيُّهَا الْإِنْسَانُ اذْكُرْ خَلْقَكَ مِمَّا دَخَمَ وَأَنْتَ وَحَفْلَتُكَ شُغْرًا وَ

فَبِأَنِّسَ بَعْدَافُؤْاِنْ اَكْمُرْكُمْ بِعِندَ اللّٰهِ اَنْتُمْ اِنْ اللّٰهُ عَلِيمٌ

عَصُوۡۤا۟ (۱۴)

اسے انسان کو اہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور جو جسما سے قبیلے اور برادریاں بنائیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت اور برگزیدہ وہ ہے جو سب سے زیادہ عقلی (عقل و فہم) اور پرہیزگار (پسندیدہ) ہے یعنی اللہ کی عظیم و خیر سے اسب بڑھتا ہے اور یہی جہان میں ہے۔

یہ عقلی بہت وحدت اور کمال ہے۔ اس کا کمال ہے۔ اس وحدت کے مندرجہ میں ہے۔ انسان کی تخلیق میں وحدت ہی عباد ہے۔ یہ ایک ہی ارادت کی شائیں ہیں۔ اس کی پیدائش میں کوئی تفاوت نہیں کوئی اونچا و کوئی پچھلا سب پرانی اور پچھلی برتری کی جڑ نہ پاتی ہے۔ اس کی تعدد اور خطوں کی توسیع کے ساتھ رنگ اور رہاں کے وہ اختلافات ہیں جو کبھی ہی جنگ و آسان کی تفریق کا سب سے۔ اس اختلافات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق قرار دیا اور قائل کو تو اللہ کا چہرہ کہ تیار و خلق کا وسیعہ سالی تیار میں سب کی سمجھت سے کہ اس خلق سے منسوب کر سب سے دھوکوں اور کجی جنگوں کو ختم دیا اور ان کی تشریح ان لوگوں کے پاس پر بخیر ہے۔ یہ ان کی تخلیق کو ان نشان دی ضروری ہے کہ سب سے اس پر ایمان ہو جائیت اور بھائی سب سے مل جائے چہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق سے اس کا مدح کا جو کتب اس سے لئے کھلا تھا انسان اسے خود بخود ہی امتثال کر دے۔ کیونکہ تمام نام کو اپنی زندگی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جان کرنا ہی پڑے گا۔ وہ لوگوں کے عہد چہ و ان کی خدا پرست و عبادت اور علاقہ کے تمام پتہ کو کو ہمیشہ ہمیش سے سنے اور ان کی کائنات اور مقدر انسانی بہت کر دیا۔ وحدت کی یہ تہیت بھی کسی عقلی معنی کی طرف سے۔

انہیں طبعاً دی جائے درس سے بھی زیادہ کرائیں وقت اور موقع دیا جائے کہ وہ اپنے لئے جائے پناہ اور محفوظ جگہ تلاش کریں۔ ۹۔ جس جب مسلمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت میں فریاد رنج و کرسے کے لئے روانہ ہو گئے تو حوراء ابرارؓ (سے ۱۲۴) تو یہ بھی کہتے ہیں (نارلی ہوئی لہو بہ رب احزنہ) جل جلالہ کی طرف سے معافیت کے قطع کرنے کا اعلان تھا۔ لیکن مسلمانوں کو اس مسئلے میں اطاعت کرنی نہ کرنا دوسرا دیکھا۔ شرکوں کو چار بیسے کی ضمانت مہلت دی گئی۔ انہیں یہ اختیار دیا گیا کہ چاہیں وہ وہ سلام قبول کر کے اسلامی ریاست کے شہری رہیں ورنہ صورت دیگر وہ انسانی ملکیت سے نکل کر نئے ملک سے آباد کریں۔ یہ فیصلے کی حکمت سمجھنے کے لئے بار بار شرکوں کی جہد فکری کو سامنے رکھنا ضروری ہے ورنہ عام حالات میں دوسروں کے حقوق مسلمہ میں واردہ بھی اسلام کی غلط فہمی کا ثبوت ہیں۔ چار بیسے کی مہلت اور اس کے بعد حق مسلمہ میں دوسروں کی مظلومی کاربانی اعلان رنج کے موقع پر سنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت و وقت میں ادا کئے جانے والے رنج کے موقع پر اعلان برکت بتایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے تلفظ پہلو اس مسئلے میں فکر کے سامنے آتے ہیں۔ رنج کو نہایت سادہ و آسان دی کا سب سے بڑا اور جتنا حق اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج سے پہلے تم را کا دشمن۔ سے سے ہذا دی گئی۔

قرآن مجید میں دوسروں کے قطع کرنے کا اعلان بہت متعطفانہ تھا۔ فریاد جتنی کے حقوق کا پورا پورا اظہار نہ کر گیا

فَرَأَاهُ قَامَنَ إِلَهُهُ وَرَسُولُهُ إِلَى الدِّينِ عَاقِبَتُهُمْ مِنَ الْمُنْشَرِّ كَيْفَ ۝
فَسَبَّحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْتَمُوا ۝ انْظُرُوا عِزَّ مُنْجَرِي
الْمَلِكِ وَإِنَّ اللَّهَ مُجْرِي الْكُلُوبِ ۝ وَإِلَّا نَكُنَّ مِنَ الْمُنْشَرِّ إِلَى
السَّمِاسِ يَوْمَ الْحُجَّةِ الْأَكْبَرِ ۝ إِنَّ اللَّهَ بِرَبِّكَ أَعْلَمُ ۝ مِنَ الْمُنْشَرِّ كَيْفَ
وَرَسُولُهُ فَإِنَّ نِشْمَهُ هُوَ عِزُّ الْكُلِّ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاغْلُظْ أَعْلَمُ الْكُلِّ
عِزُّ مُنْجَرِي اللَّهِ وَيُشْرِ الدِّينَ كَلْفَرًا مَدَابِ الْيَوْمِ ۝ أَلَا الدِّينَ
عَبْدَتُهُمْ مِنَ الْمُنْشَرِّ كَيْفَ نَبْزُ لَمْ يَنْقُصُوا نَحْمَ حَقًّا وَنَبْزُ

يُنْظَرُ هَذَا عَلَيْنَكُمْ أَحَدًا فَاجْعَلُوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ أَلَيْ مُنْجَرِي ۝
اللَّهُ يُجِبُ الْفُتُوحَ ۝ (۱)

اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ہزاری (اور انا خلق کا صاف اعلان) ہے ان شرکوں کے بارے میں جن سے تم سے عہد دینا چاہتا تھا۔ پس (اے شرک) تم ملک میں چار بیسے تک تو حکوم بکراؤ اور جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کا کفروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ اللہ اور رسول کی طرف سے رنج اکبر کے دن لوگوں کے لئے اعلان ہے کہ اللہ شرکوں سے سب سے بڑا ہے اور اس کا رسول بھی۔ اگر تم (سبھی) تو یہ کر لو گے تمہارے لئے بھڑے اور اگر تم روگردانی کرو گے تو کہ تم اللہ کا عاجز نہیں کر سکتے اور اسے ہر انہیں سکتے اور (اے رسول) کا کفروں کو خطاب الہام کی وحید پکچا دیجئے جو ان شرکوں کے جن سے تمہارا مساجد ہو چکا ہے اور انہوں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے اور تمہارے خلاف کسی کی مدد نہیں کی تو تم بھی ان کے ساتھ معاف سے کی مدت جاری کرو۔ اللہ تعالیٰ علی بندوں کو دروست رکھتا ہے۔

یہ اعلان ان شرکوں سے برکت کا اعلان تھا جس سے متعین مدت کا معہد نہیں تھا یہ جن سے متعین مدت کا معہد تھا تین تینوں سے عہد دی نہیں کی۔ چار بیسے کی مہلت اس لئے دی گئی کہ شرک اسے بارے میں فیصلہ کریں۔ اگر وہ سلام قبول کریں تو اسلامی راہ لاری اور ریاست کا فائدہ و وحدت برآئیں گے۔ بصورت دیگر وہ دشمنی سے نکل جانے کا فیصلہ کریں گے۔ اس اعلان برکت سے ان شرکوں کو کتنی قر راجہ دیا گیا جن سے زیادہ مدت کا معہد تھا اور انہوں نے اپنے معہد سے انکار کیا کہ ان کے لئے حکم ہوا کہ لَعَلَّوْا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمُ الْمُسَى مَدَّاهُمْ۔ اس حکم سے عہد دینا کی حرمت اور اہمیت سے آتی ہے اور

فرماتے صحیح پیکرام س نُس روک کر آپ کی بات سمجھتے تھے۔ کچھ تو صحیح کی توجہ اور کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عداوت رہی اور اس کا مظہر کہ آپ کو آواز نہ ملا اور آپ کو پیش تک پہنچا جاتی اور اسی کے ساتھ ساتھ قرعہ سے آپ کے ارشادات سننے والے قاتلے میں بھیمل کر سب تک آپ کے ارشادات پہنچا دیتے تھے۔ عمر کی شہادت کے سلسلے میں یہ سب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعات اور قرآن کی تحقیر تھی۔ صحابہ کرام سے صاحب کی باتوں کو نہ مانیں اور رکنا عداوت چاہتے تھے اور اپنے دہر وادی کی قوت سے ان کے قتل کا یہ عالم کہ آپ کے ارشادات میں اس کرتے ہوئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جنس و بطن پر تحقیر بھی کرتے اگر کوئی بات بیان کرتے ہوئے آپ نے اپنا پہلا جملہ کیا یا کبھی سے کوئی اشارہ کیا تو وہ حدیث کو بیان کرتے ہوئے آپ کی بخشش اور ارشاد سے کوئی دھرتی نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوات کے قتل کا یہ عالم کہ کج تکلم ان باتوں کو دعات کا حصہ سمجھتے ہیں اور جس آپ کی اور انیس بھی ان تمام صدیوں میں جاتی رہی ہیں اور یوں اللہ کے رسول کے خلق کے یہ چاروں مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں زحور ہے ہیں اور زحور ہیں گئے۔

دعویٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شہادت کے وقت مسجد الحرام میں تھریٹے ہوئے۔ جب آپ کی نظریہ اللہ پر پڑی تو آپ نے وہاں چاروں جوان بھی برابر حاضر نہ کھڑے ہوئے۔

اللھم زدھذا البیت تشریفاً وتعظیماً وتکریماً ومہابة
اے اللہ اس گھر (کعبہ اللہ) کے شرف، بزرگوں، تعظیم اور دہشہ میں
اور اضافہ فرما۔

کعبہ امنی واسطی کا نشان اور اشارہ ہے۔ یہ گھر اللہ کی کبریا کی مظہر، اعلان ہے۔ سب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بند کر کے ہنسی کا یہ کارخانہ فرمایا، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ یہ کبریا کی نشانوں کی مساحت کی صاف ہے اور سات کے لئے امن کی توجہ ہے۔ آپ نے کعبے کے سامنے پہنچے سب کے عطا کردہ اس اور مساحت کی کارفرمایاں اللہ ہی سلام ہے، صاحب امن اور وہی اپنے گھر کو امن واسطی کے نشان کے عطا ہو جاتی۔ کعبے کا درمیں وہی

ایمان کے ساتھ زندگی کی دولت عطا فرماتا ہے۔

خاندان کعبہ کا حوالہ ہند کا طوف ہے۔ آج ہم حوالہ سے ہر جہر میں مخصوص رہے ہیں۔ ان باتوں کے الفاظ ہماری برکت اور جوش کا اظہار ہیں۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حوالہ ہند کی کوکھ باتوں کے ساتھ مخصوص اور محدود نہیں کیا بلکہ آپ نے دیں اور دنیا کے خیر اور بھلائی کا مظہر ہے اور آج جو جن جن "م" سے نجات کو دے مسخر بنا دیا۔ وہاں ہر عرب اسلام نے ہمیں عطا کی ہے۔ اور آج بھی رکب لہائی اور قرآن کے درمیان ہماری دعا کے لئے اپنے سب سے ہم کام ہوتے ہیں۔

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُصْرُوا إِصْرًا
وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا أُصْرُوا إِصْرًا

اللہ (۲)

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں خیر عطا فرما، اور آخرت میں بھی خیر عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب (اور زخ) سے بچا لے۔

طواف کے بعد اہل بیت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی میں قیام کیا، پھر محمد بن حنفیہ کی رسم کو لاؤتے ہوئے حرا طواف میں قدم کر کے یہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرا طواف کے لئے اور قرآن فرماد۔ وہ جب جو مشہور نہایت فقیر، عموماً طواف عموماً لہر رہے ہیں کہ کعبہ کے دروازے میں محمد کریم آپ سے مناسک حج کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ یہ ایک نالوں سے رہا وہاں جمع اور بارگاہ تسنن حکام کے راستے میں رکاوٹیں۔ آجہادوں نے ان پہلے سزا دئے اور قرآنی بعد میں دی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی فرمایا، کوئی حرا نہیں، لیکن مناسک کی تربیت نہ اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمل سے ہمیشہ ہمیش کے سے متعلق ہوئی۔ جتہ اور اس عداوت، مناسک تربیت و تعلیم کا بہت ہی پی پی معامی صاحب قرار، قیامت تک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق حج کا چار کرتے رہیں گے۔ وہی عمل مستحکم ہے جس پر دعاوی انی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مہر ہے ہو۔

نبی، رسول اللہ علیہ وسلم سے چھ اوراق کے موقع پر مسمیٰ میں بھی خطبہ آیا۔ لیکن خطبہ چھ اوراق سے سوا آپ کا خطبہ عرفات ہے۔ چھ اوراق کے موقع پر قیام خطبوں میں بعض نکات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دہرایا ہے خاص طور پر اس بات کو یاد ہے مشتعل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتماع میں اس کے ساتھ ہوں۔ چھ اوراق کے بعد عورت سے متنبہ ہو جائیں۔ وہ بڑی کے ساتھ چلے کہ اسے کی تشکیں کی گئی ہیں اور اس ساری رات وہ انکس متنبہ کے ساتھ آؤ گئے۔ اچھے سے یاد رکھیں چھ اوراق میں چھ خطبہ ہیں اور اس میں چھ خطبہ ہیں۔ (۳)

خطبہ چھ اوراق اہل ایمان ہی سے نہیں بلکہ سارے انسانوں سے عالم انسانیت کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطاب ہے۔ اس میں اپنے بعد ہی رخصت ہونے سے ان لوگوں سے اس کی حیثیت کا تعین ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے دشمن کی تکمیل کے بعد سارے لوگوں کی وصیت فرمائی جو انسانیت کی وحدت بنکر ہے۔ اس وصیت کی بنیادیں

خطبہ چھ اوراق انسانی حقوق کا منظوری نہیں ہے بلکہ انسانوں سے ایسا خطاب ہے جو ہمیں ہے مقدمہ تعلق اور انسانی حقوق کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ محض قانونی دستاویز نہیں ہے بلکہ وحدت اور کمال کے لئے ہے۔ چھ خطبہ انسانی ذات، انسان کے اخلاقی پیروں کا احاطہ کرتا ہے اور وحدت انسانی کی بھی کو پیش کرتا ہے۔ اس کے بعد انسانی معاشرے کے حوالے سے فلاحی اخلاقی باتیں کی جاتی ہیں اور چھ خطبہ وحیات، حکماء اور انسانی اور انسان کے رشتے و پیشہ یا گاہ ہے۔ جس زندگی کی ہر جہت اس خطبے میں آگئی ہے۔

انسان کے واضح کردہ منشور پر اور اور انسان عکس انسانی (انسان کی ساری) اور انسانی معاشرے میں فلاح و امانت کے لئے اس احساس سے ہماری ہے۔ خود انسانی معاشرے کی بنیادوں کی گائی ہے، بلکہ وہ معاشرے کی بنیادوں کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا "عالم احمد" کا اردو دیکھتا ہے جس میں یہ "عالم احمد" ہے۔ اس اندھ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاحی اصطلاح فرمائی، اسے اخلاقی اوصاف سے مزین فرمایا اور اس حد تک کہ وہ معاشرے کے "عالم احمد" کے بعد خطبہ چھ اوراق میں بیت نکلتا ہے اور ۲۰۰۰۰ اس مضمون میں خطبہ چھ اوراق کے تمام فقرات ہی قابل ہے۔ جو ہیں۔

فحاشا کے ساتھ یہ سہ سبب تھے۔ خواہ اور ہر وقت کے رشتے کو سلام کے علاوہ کوئی اور حکم میں تو ان خطبہ نہیں کہ سارا جو انسان اور انسانی معاشرے کی وحدت اور سلامتی کا ضامن ہو۔ بشر کی نظام میں خود انسانی جبر کا فکار ہوتا ہے۔ ان کے امکانات پر اسے فائز نہیں آتے۔ وہ ہر وقت میں مشنری کا پردہ ہوتے ہیں۔ وہ اس سے زیادہ چاہتیں اور اس میں ان کی جبر کو پار کرنے کے لئے کارروایاں کر رہے ہیں اور جس وقت ان کی نظام میں انسانی تحریرت وجود میں آجاتی ہے اور انسان جیسا امر و آہیں میر ہو جائے تو اس کی فہمی تحریرت جو جمعی تحریرت کی طاقت سے قہر و مدد و پادشاہی ہے۔ عبوری نظام میں لڑائی، دلی اور دروغی ہے۔ لگاتار ہوتی ہے اور آخر دلی کے حکم پر معاشراتی میدان میں سخت کامیاب ہو کر رہتی ہیں اور حکومت معاشرتی مقصد میں ہے۔ یہ امر اور اثر مرئوس غریب تر ہوتا ہے۔ عبوری حالت میں اپنی حدود کو توڑتی ہوں عوام کی تحریرت بن جاتی ہے اور عوامی رائے کا ریلو خدائی قدر کو بھی بھلے چاہے اس میں صانع اور اخلاقی حریت یافتہ اور دو معاشرے کے درمیان وحدتی خطوط چمکتے ہیں۔ خود اخلاقی اور غلبہ خدا نہیں آتا۔ چار جہت سے، دیکھ دینا ہے اور ایک طرف تو خلی کے رشتے میں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں اور دوسری طرف اجتماعی و بزرگ اخلاقی مسائل طے کرتے ہیں۔ ایسے افراد ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں جو افراد کے امکانات کی تکمیل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مقصد رویت معاشرے میں عملی طور پر چاروں دوسری نظر آتی ہے۔ ہر شخص کے امکانات اپنی جگہ آسانی سے پہنچا دیتے ہیں۔ اقبال صلی اسلامی معاشرے کو اپنے اس شعر میں پیش کر دیا ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملکہ کے مقرر کا ستار

ایسا اساس کی تکرار خطبہ چھ اوراق کو تو تک آئے والے انسانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب بتا رہی ہے۔ وراہی کے ساتھ اس خطبے کو سننے والوں نے میدان عرفات میں اپنے آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راست خطاب سمجھا ہوگا۔ اس خطبے کی یہ کیفیت بھی دیتی ہے اور اس میں دیتی ہے۔ اس کو بڑھانے دیتی ہے۔ اس کی بھی ہادی نوع بشر

بہتیں دعوت عمل دے رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدیت کو بھول کر ہم بات بہ بات پر در عمل در وقت کے گرداب میں گھس گئے ہیں اور پکڑ رہے ہیں۔ آپ تو اس کی انکاری شائستہ بن گئے ہیں۔ تو آپ جس اور توں معارف سے مسلمانوں کی سستیاں اور تباہیوں پر غور ہو چکی ہیں۔ انہی کی کیا دیکھو؟ انہی کو چاہا کہ ان کے جس جس میں کی کی جان کھوٹا نہیں ہے۔ عارف اور پاکستان کے شہر خواجہ شمس الدین کے ماضیوں میں ان کے ایک سے زیادہ غیر کھوٹا رہا ہے ہیں اور یہ سب نامور ہیں۔ یہ سب سچے سچے تھے۔ غور تو یہ ہی کیا اور یہ تو ان کے شماروں پر اپنے شہر پر فوج لگی اپنی جگہ تھیں اور ان کا وار جیت سے کام پر نہ ہوا تھا، ان کا کھڑا ہوا تو ان سے جو کچھ کر رہے ہیں کی روشنی میں غلط ہے اور کور کا یہ ارشاد دینے پر اب معافی سے ساتھ ہم پر واضح ہوتا ہے کہ دین میں ہلو (انتہا پسندی) سے بچ کر ہم سے پہلے کی قومیں ہی ملوثی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔

ایاکم و القوم، اندھلک کاں قبلکم بالعلو علی اللعین

آج کے حالات سے پہلو ملاتی اندھن کا پورا فہم انہی کی ہادی میں نہیں آتا تھا مگر حق صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کے دل سے مستقل کو حال کا ہم دوش بنانا چاہا تھا اور ان کے لئے وہ وقت ان کے سامنے ہی غریب مل گئی کہ آپ کے روحی کی غریب میں گئے تھے جس غریب آپ فرماؤ کہ وقت کو دینے میں دیکھ رہے تھے۔ اندھ ماضیوں میں اور مستقبل کا نہیں قدر ہم چاہتا ہے اپنے رسالوں کو کھلا کر دیتا ہے۔ اعلم باللہ اللہ۔

عہد ہندوستان میں گزشتہ کئی برسوں کا پہلو سے جس کا تعلق ہمارے ہر عوامی و جماعتی معاملات اور امور شرعی و غیرہ کی طرف غرضی سے جو دین و مصلحت اندیشیہ و محبت و فتنوں کے فروغ ہوا۔ پھر مٹ کے رہا ہے جس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت تھو (وہ تڑپا) سے زیادہ دین و دین تاق کیل ہے۔ یہ علم ماضی میں ہم داری اور اختلاف کے لئے کتنا اہم ہے اس کا اندازہ مشکل نہیں۔

آج خبرات میں "حقوق" کے نئے ہی اطلاعات اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور ان لوگوں کو نہیں کہ جو "حقوق" کر کے حق کی کوئی اصل نہیں کہ کسی ادارت کو ان کے

جس سے عزم کر دیا جائے کسی کی جائیداد کی کے نام چل کر کے، اور یہ چاروں گوشوں کو عزم کر دیا جائے۔

"آپ نے عہد ہندوستان میں مسلمانوں کو اللہ کے نام پر بھولی نہیں کھا سے منع فرمایا، مگر دینے کا کھڑا اور رسوں اور مسلمانوں کا عہد اسمے کے نام سے ہوا جس جدت دہائی کے طریقوں سے جو کچھ میں اصل کر دیں سے پہلے کو طرہ میں پورا ہے اور تباہیوں میں سے فہم چاہئے۔ ہم سے ہوا جس میں آپ نے تو اس حق سے کھڑا چھوڑا، اعلیٰ عہد ہم پر راہیں ہیں سے حق سے حق سے ہی ایک صورت، جو ان اصل اللہ علیہ وسلم سے یہاں فرماں کے ہم کے چاہئے وہاں ختم ہو چکا ہیں۔ سو حدت ہوئی اور قاضی قیامت کی روشنی میں یہ حدت دین میں "حق" سے اسلام میں غور ہے ان کے یہ ایک مل گئے ہے جس کا کھلا مان سے اتفاق کرنا، سے اجتناب سے جس علم سے حقیقی، دین سے کھڑا، اور ماضی اللہ تعالیٰ تعین تھے جن کی رقی و اختیار نشست و ایدت سے ہر مہر مہر علم اور رقی تھی۔ ان کے بعد حقائق ہائی اور مہر مہر سے مستند سستیوں سے دین عزم ہو گئی، لیکن قاضی قیامت غیر حق اور جو سے وہاں کی صورت میں ہم جاری رہا۔ جو کچھ ہم نے بدست مسم ہے کرنا ہی کا تسلسل اور مستقبل کی ماضی میں شر سے ہم ۱۹۵۷ء کے لئے اندھن کی کے میں مطالعہ تھا۔

ہم کے فہم چاہئے ان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ لوگ حق و رقی میں ہونے پہچان لگ جائیں اور ہم کا تصور اور عقیدہ بدل جائے۔ ہمارا اور جسے دس کا ہوا۔ قرآن کا ہوا اور حقیقی مہر مہر سے بدست کو ہم عزم راہیں اور رقی راہیں ہیں۔ ماضی ہم کے حقیقی مہر مہر اور ماضی بدست سے بدست ہوا۔ ہو گیا ہے۔ ہم کا تعلق ماضی مہر مہر سے رشتے اور ماضی ترقیوں کے ساتھ ساتھ حق و رقی اور ان کی "قیوں اور حق اللہ رقیات نے ساتھ تھا۔ ہم کا رشتہ صرف ماضی اور بدست سے وہاں ہو گیا ہے۔ پہلے وہ ہم کو اپنی ہم بدست تاق ہوئیں پھر ماضی ہوا۔ اور ماضی ترقیوں کے ماضی میں ترقی و بدست سے سچے سچے ہونے دے۔ ماضی ہم کا ماضی یہ ہے کہ ہم علم اور ماضی ماضی میں جن کے جھوں سے زیادہ جو کچھ اور ماضی فہم کا اصل ہو نہیں۔ اور بدست کا تصور ماضی ماضی سے عزم ہو چکا ہے۔ ہم کا حق ملحق قدر

اس کی اہمیت سننے والوں کے سامنے رہے اور اس کے بعد آپ نے "کتاب اللہ" اور صحیح رسول اللہ کا جان کر فرما دیا کہ اس کا رشتہ نبیوں کے سامنے واضح ہو جائے۔ اللہ کے رسول سے اللہ کی تعلیمات کو انتہائی تکمیل کے ساتھ حاصل کے قاصد میں احوال کراہل یمن کی رہیں روشن فرمادیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قرآن مطلق کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ نے انجیل عقائد و مبادیات اور انسانی روحی مطالبات کے لئے قرآنی احکامات و اخلاقیات سے ان پر عمل کے راستوں تک رہبری فرمائی۔ نورانی لور ہے جو آپ کی نواز سے مطلقات رکھتی ہو، نزول کو آگے آداب و طریقہ اویسے جو جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی سرنگی ہو، حج کے ساتھ کہ اللہ کے رسول نبی اور ان میں سوا، کھت و پادہ۔ سنانوں کے سامنے پیش فرما، کر قیامت تک کے لئے اہل ایمان کے لئے نبوی میراث کے طور پر چھوڑ گئے۔

تیس سال تک اللہ کی جو مبادیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کی صورت میں آنجیکر آپ کا خطبہ: الوداع ان کا حاصل و خلاصہ ہے۔

خطبہ کے اختتامی جملے امت سے اللہ کے رسول کی رخصت کا سند یہ بھی ہیں۔ ہر ایک لفظ رسول و امت کے دائمی رشتے کی عہد کا اظہار ہے اور اس کی طرح دھڑک رہا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے شہادت بھی ملتی ہے اور دعوت کی تکمیل کا حال بھی۔ آپ نے حجہ اور ان کے شریک صحابہ کرام و قیامت تک کے آنے والے امتوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا۔

میں عرض کر چکا ہوں تم سے پہلے پہنچیں گا اور تمہاری کھڑت اللہ کی بنا پر دوسری امتوں کے مقابلہ میں تم پر لڑ کر دیں گا۔ تم میری رسولی کا سبب نہ بن جاؤ۔

خبردار! میرے بعد کا فرقہ نہ ہو جائے کہ ایک دوسرے کی گروہیں دہنے لگوں۔ دیکھو! تم سے مجھے ابھی طرح دیکھ بھی لیا ہے اور مجھ سے (اپنے دین کی خاطر کی) باتوں کو اسی طرح سن بھی لیا ہے۔ تم سے من قریب (اور میرے بعد) میرے حلقے پر چھانے گا (تم صداقت کے ساتھ میری

سے ہائی نہ رہا۔ آج معلومات کا علم کہ چارہ ہے۔ یہ علم و آگاہی کا دور جس بلکہ معلومات کا دور Age of information ہے۔ یہ علم کے خدو پھانے کی ایک صورت ہے۔

"علم اور آگاہی کا یہ دور جدید" اپنے خود ساختہ معیاروں کا ایسا سیر ہے کہ سامنے آتی انجیل سے منہ موڑ لی ہے اور یکہ "فرعونیت" کو قائم رہے۔ آج کے علوم کے سب پر مبنی غرور ہے کہ ان دیکھو! احمیہ بیست گھنٹی کی ہے۔ آج خدا کا آشنائیت سے جو روشنی پھیل رہی ہے، سے جگر مر وادی کی وسیع کر، اصطلاح "جمل کر وادی" معرفت میں سے نکلتی ہے۔

جمل خرد لے دن یہ دکھائے۔

گھٹ گئے انسان، چھ گئے سامنے

قلی قدریات کو گھمرائے والے انسان سامنے سے زیادہ کچھ دیکھیں۔ علم کے اللہ جانے کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ علم کی خالی جگہ پر جمل کر وادیوں ہو گیا ہے۔ اس علم کو "دانش پرانی" بھی کہا جا سکتا ہے اور یہ دانش پرانی داخلی گورنری میں دیکھ کر روشنی سے جی سامنے سے اور اس کی جڑی کرتے ہوئے آج کا سامن "حیرت کی قرادانی" میں گم ہے۔ جدید علم کا کوئی ساحل نہیں ہے۔

اور انسان کو ساحل مراد پر کتاب اللہ کی پہنچا سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے سامنے کی خبر دینے کے بعد نبی کا نام رہے۔ علم (جو علم سے راستے پر انسان کی رہبری کرتا ہے) کا سرانجام الفاظ میں خطاب فرماؤ۔

لوگو! میری امت سنو۔ میں نے سب کچھ تم کو بتا دیا ہے۔ میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ چیز ہے کتاب اللہ۔

میں نے تمہارے درمیان ایک چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم ان سے وابستہ رہے اور ان کو مضبوطی سے پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

روشن اور یمن اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کی سنت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے "کتاب اللہ" کا ذکر فرما دیا کہ قرآن حکیم کی

ہائیں پر پھٹے والوں کو تھوڑا) جس نے مجھ پر جھوٹ دیا وہاں رہا ہے۔
نام سے گڑھ کہہ تیں لوگوں کو بتائیں اور اپنا لٹکا ہوا جسم میں دے۔

جو یہاں (میدان عرفات) میں موجود ہے وہ صرف یہ ہے جس میں
حاضرین تک ضرور پہنچاؤ۔ شیعہ بعض ایسے لوگ یہاں موجود لوگوں
سے زیادہ سمجھ دار ثابت ہوں۔

[illegible]

اور غلط فہم کرتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ اپنے رب سے غلط ہوئے اور
 "مومن" نہ ہے۔ آپ کو حقہ طاعتیں، ایک حد تک، فرضی رسول ماننے والے سے کہہ
 سکتے ہیں کہ "مومن" ہے۔ یہاں تک کہ مکمل طور پر پہچان لیا نہیں
 اور جب یہ سچا نہ ہو، مومن نہ سمجھ سکتے ہیں۔

یہ سب سے لہذا کہ یہ ترک کریں، بھی طرح نہیں ہوتا کیا؟

[illegible]

اے اللہ! گواہ رہتا ہوں، اے اللہ! گواہ رہتا ہوں، اے اللہ! گواہ رہتا ہوں۔

آفریقہ کی کمالات کے دن سے ۹۵۶ھ تک آہن اور زمین ایک دوسرے سے اتنے قریب تر نہ ہوئے ہوں گے جتنے قریب وہ آجہا اوزار کے عام معرفت کی اس شام ہو گئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریب تر ہو کر غلط کرتے ہوئے فرما دیا کہ اسے اللہ آگوا کر دے۔ اور یہ ہر چہ زبانی امکانی سے ہوا تو یہ کیونکہ وہ دن امکان کا حلقہ ہے مگر ہماری رہبان کی عقل اور ہمارے تحصیل طبع کے حدود سے اور جب اپنی حدود میں ہم اس شام اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے امتحان کے حامل کی طرف اللہ کے جبرائیل ہونے کے بارے میں سوچتے ہیں تو کیا عجزاً انکھریا کر رہے ہیں۔

اور اپنے رسول کے خطاب و پہنچان کا خدا و رب تعالیٰ قرار دیتے ہوئے وہ
حکامات ص ۱۱۱۱ نے پھر توحید کے لئے قائل ہو گئے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ

لَكُمْ الْإِسْلَامُ دِينًا (۳)

آج میں ملے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنا
نعت انجام کر دی ہے اور اسلام کو تمہارے دین کے طور پر پسند کر لیا
(قبول کر لیا)

فہمہ چاندی و داغ اپنے مقام کو پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ
وقوف عرفات میں مصروف تھے لوگوں پر دعا نہیں جاری تھی۔ انھوں نے کہہ دیا ہم سے یہاں
عرفات میں ارتعاش ساتھ قراب الہی ایک زندہ احساس کی طرح بھاپا کرام کے نغزِ تقدیر
کو کلونیت کے سانچے میں ڈھال رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف تو اللہ جل جلالہ
کی معیت کے کوئی تاجپوش میں جھک رہے تھے اور دوسرے طرف اس مجمع میں شاہین
شریک تھے جس کا فرمان تھا کہ تمہارا ہوا میں گونہ دار ہے جب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علاقہ کا تیسرا قدم چھلی ہوئی دھڑکی سے اٹھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
دسم پر کیا بات نال ہو رہی تھیں درد و دلی کا جو بحر برداشت نہ کر سکی۔ یہ سب کچھ آپ نے وہ
مغرب صبح دیکھ رہے تھے جو ترابِ وحی کی سب ملامت اور تکلیف کو خوب جانتے تھے۔ یہ
قبولیت دعا کی گھڑی تھی اور آج بھی مسلمان میدانِ عرفات میں قبولیت کے کمالِ یقین کے
ساتھ اپنے رب کے حضور اپنی انتہائیں پیش کر رہے ہیں۔ یہ ان کے سے صفتِ نزن آیت تھی جو
باری ہوئی۔ اس کے بعد جو چند بات نال ہوئیں۔ فافق مادت و اثبات و ثبوت سے تھیں۔
اس آیت کے سوا کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دین اس دنیا میں رہے یہاں تک
کہ اس طرح ان کو اس کا

زمانہ خالی شد الخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۵)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تئیں عبادت کا ذکر فرما دیا ہے جو نئی کرام
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امت کو اٹھانے لگے۔

۱۔ اکمالِ دین: مسلمانوں اور ان کے وسیلے سے انسانیت کو تمام فرائض و قوائد
و ذب اور مدد دعا کر دی گئیں۔ جو جوئے مسائل اور ان سے متعلق احکام سامنے آتے

۵۔ یہ سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مثال تاریخ و اوقات ہے۔

جس اور ان کے وہ سب اللہ تعالیٰ کے انہی کے۔ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے جس
کی مہر اللہ تعالیٰ سب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی ہے۔ یہ کی۔ قانون کا
مقتدر نفسِ نبوی کی ہدایت تھی۔ اور افاق کا نشوونما ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جس جس کو ہدایت عطا کیا ہے اس کی رعایت کی ہے۔ شاید تم تقویٰ
افتیہ کر رہا۔ جب نبی اور غریب الہی کی پیادوں پر اپنی آبرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سراسر کی
تربت کر دی اور آج صبح تیری اور صبح پیکر کی زندگیوں کی موت تک کے لئے ہمارے لئے
روشنی کا چراغ روشن کیا۔

۲۔ اقامتِ نعت: انکس دین کے بعد اس آیت میں رب عزت کے تمام نعت کا
دکر کر دیا ہے۔ دین کے انکس سے بڑھ کر نعت کی تکمیل اور کیا ہوتی ہے۔ اور نعت کی تکمیل
صحابہ کرامؓ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور اقامتِ نعت ان کا اپنی کی قربت تھا۔

انہوں نے دیکھا کہ کس طرح نعت کے پتے پہلو کے اس طرح تیرنگوں ہو گئے
اور کس طرح خداوند اور انسانوں کے دل و جان سے پاک کر دیئے گئے اور کس طرح رب
الہی کے کام کو غلط بندہ اور کس طرح اللہ کے کام کے ساتھ کسی کے دوسرے کے دکر کر نعت
حاصل ہوئی۔ نعت کا اتم سبب ہے کہ اس کی رعایت عمل ہوگی اور کائنات کی انکس کی نعت کے
اتم سے عمل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کائنات کے منصوبہ دار انکس کا خالق سے دین کی
نسبت مسلمانوں کو انکس کی طرف کی اور تمام نعت کی نسبت اپنی طرف کی۔ یہ پیر میر
مسلمانوں کے ذمے ہو گیا کہ وہ اپنے ایمان و احوال، کردار و گفتار کے ذریعے دین حق اور اس
کی برکات، احسان کی سامنے پیش کریں اور اس کے نتیجے میں اس نعت کے ثمرات کو مرتب
کرنا دینی تھی۔ اپنے کرم سے اپنے ذمہ لے لیا۔ دینے کی کوشش نہ نہ کہ دے دے اور
اس کے نتائج اور ثمرات کی کو انہی کے مطابق مرتب ہوئے ہیں۔

۳۔ ختمِ نبوت: اس آیت میں ختمِ نبوت و رسالت کی طرف بھی واضح اشارہ موجود
ہے۔ انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مصلحت سے اسلام ہی تھا۔ سام رہا ہر جہد کے
نہوں کی ضروریات، امن کے خیم اور کئی مصلحتوں کے اعتبار سے کال تھا۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں ہر دوسرا شخص ہوا گیا۔ مرض الموت کی حالت میں جتنے بھی آپ نے اس شہیدانہ اذیت اور تکلیف میں کوئی نیا رد و نفاذ کی اہمیت فرمائی۔ آپ نے فرما دیا کہ صلوٰۃ معراج، مواہب اور آخری ایام حیات میں اس قول پر اپنے عمل کی سب سے عرصہ مبنی ہے کرانی۔ یقیناً خدا اور پھر اپنے سر میں نہ رہا۔ ہاں ہاں فریضہ کو تو ادا کر دے گا لیکن نماز کی عاقبت درجہ جس پر ہی تکس ہوگی۔ ہمارے مسلمان کی سرگوشی بھی ہے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ واسطی کا رستہ بھی اور احباب اللہ کی تعمیر بھی۔ اپنے اصحاب کی منیت و وفاقت اور ان کی تعلیم و تربیت کا فریضہ آپ امت نہایت اور اپنے مختصر خدمات کے ذریعے اپنی عمر کی کے آخری ایام تک ادا فرماتے رہے۔ ہمارے دل آپ آپ پر قربان ہوں۔

حالات جتنی چارہ تھی عمر کی اہمیت کے ساتھ اور ہر صلیب کے ساتھ مدد کا خیال ہر وقت صلی اللہ علیہ وسلم کو رہتا۔ آپ ہر دوسرا شخص فرماتے کہ کل سنی یا سنی ہے؟ کل سنی میں کل کے تجربے میں رت گراؤں گا۔ جیسا ہی طاقت آپ کا ساتھ جیوڑی ہے۔ چند قدم چلتا آپ کے لئے دشوار تھا۔ حالات کے سختی جتنے کے آخر میں صحت اور کمزوری نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی تکلیف ہم سے برداشت نہیں ہوتی آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ خدا اور دنیا کے عادی و مخالف دونوں آپ میں مدد کے ہی معیار متبع اور اس کے تقاضوں پر روبرو کریں۔ زندگی کے ہر شعبے میں "قیام مدد" و نہایت خوبی و دیکھ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دوسرا آئے والے اپنے اختیار کو عدل و انصاف کے معنوں سے آکا فرمایا۔ قرآن حکیم سے بھی مدد کا یہ قصہ ہمیں عطا فرمایا ہے۔ کہ کسی قوم کی دشمنی بھی ہمیں یاد دہاں سے نہ دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ لَإِنَّكُمْ فِي مَنَاسِكَ اللَّهِ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ لَإِنَّكُمْ فِي مَنَاسِكَ اللَّهِ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۱)

اے اہل ایمان! تم اللہ کے لئے حق پر قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ حق اور سچائی کے گواہ بن جاؤ۔ کسی قوم کی دشمنی جیسی انصاف کے خلاف عمل پر آباد نہ کر دے۔ عدل کیا کرنا کہ وہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ کا خوف (اور رحمت) اختیار کر دے۔ یہ ایک اللہ تعالیٰ تھا رے اللہ سے چاروں طرف سے۔

قرآن مجید سے مختلف سیاق و سباق میں مدد پر درود ہے اور اسکی بات کی تعمیل کسی جس منظر و روشن راس کی عین نہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور اخلاق و عبادت کے علم سے اسکی بات واضح تر ہو جاتی ہیں اور قرآن کریم کا یکساں ایک منظر آپ کے اخلاق کے پس منظر میں چمک اٹھتا ہے۔ "شہداء بالحق" کو اس وقت کے پس منظر میں بہتر طور پر سمجھ پا سکتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفیر نے اپنے دین و دنیا کو اس وقت ہی شہداء پر جانی لئے کیا کہ میں اس لمحے پر ہی وقت راضی ہوں گی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر شہادت دیں گے۔ حضرت ابیہر رضی اللہ عنہ حضور کی شہادت عاقل کر دے گئے تھے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اہل ایمان صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ "کیا تم نے اپنے سب بچوں کو ایسی ہی عید دیا ہے؟" جواب میں انھیں، ہادی عوراء شریف نے کہا "اللہ سے آراء اپنی اور اہل دینوں انصاف کو اس علم پر گواہ بنیں ہوں گا۔" یہ وہ دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سمجھیں میں موجود ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ ایک طرف تو آپ نے اجتماعی معاشات میں اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف کیا اور دوسری طرف اپنے ہر دشمن میں ہی صلہ مدد کو کر دیا۔ یہی کی شہادت میں جب آپ پر رضی کے سبب فطرتی طاری ہو جاتی تھی آپ نے رواج منظر سے دوسروں کو کفر نہ کیا۔ اپنی مرضی کے مطابق کسی ایک جگہ رہنے کی ہدایت جب اور ہر قسم امت سے مل گئی تو آپ نے حضرت عائشہ کے گھر سے کو اپنے قیام سے لئے چند فرمایا۔ اس وقت مرض کا فہم تھا آپ کے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور ہر ایمان آپ کے لئے دشوار تھا۔ آپ کو خدمت اعلیٰ مرض میں جس قدر عذر اور رحمت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بہر دینے کو ہوتے تھے۔ اس آپ جہرہ ان شہداء میں تشریف لائے۔ کی جہرے سے آپ

نے اپنے رب جل جلالہ کی ملاقات کے لئے عالم کو پاؤں کی طرف سڑک کیا۔

ولادت سے پانچ دن پہلے بخاری شہادت میں اور اضافہ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے مطابق مدینہ منورہ کے کئی کنوئیں کا پانی بخاری چش کر کرنے کے لئے آپ کے ہمراہ لے کر آیا گیا۔ حجر و عاتشہ سے آپ کو یہ نبیہی میں اصحاب اہل کفر ازاد کے ہٹے صلب پھڑی کرتے اور لازماً اور کرتے دیکھتے تھے۔ صحابہ کرام کے دل و دماغ پر آپ کی چاری کا خیال ہر وقت مسلط رہتا کہ لازماً جماعت کے قیام میں کوئی اندیشہ ممکن نہ ہوتا۔ انتہائی تنظیم کے ساتھ لازماً اور ایسی ہوتی۔ کسی قسم کی ایسی آواز نہ سنائی دیتی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حراج میں کوئی تکبر پیدا ہوتا۔ جسم پر پانی ڈالنے سے آپ کے کچھ فرقہ محسوس کیا، بخاری چش کچھ کم ہوتی اور آپ کو یہ نبیہی میں تشریف لے گئے۔ آپ کو دیکھ کر صحابہ کرام نے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھائی۔

صحابہ نے اپنے جذبہ بات پر قابو پاتے ہوئے انتہائی چش کا مظاہرہ کیا۔ سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوا۔ آپ کے گرد صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر گوش اور ہر چشم بٹے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بیٹھے ایک مختصر خطبہ دیا جس کا موضوع ”انبیاء کی قبریں“ تھا۔ اہم سا بقیہ اور بالخصوص اہل کتاب کی تاریخ، ان کی عمریں اور بدھتیں آپ کے سامنے تھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہود و نصاریٰ اور ان کے شریکوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا دیا۔ اب یہ وہ صرف اللہ کے لئے ہے۔ میری قبر کو قبرت نہ بنانا۔ آپ دنیا سے اپنے رخصت ہونے کا اعلان کر رہے تھے۔ آپ کے چار دائی آہوں اور آنسوؤں کو روک رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کانوں سے دلوں میں گرجی تھی۔

موضوع گفتگو بدلے ہوئے آپ نے فرمایا اگر میں نے کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو تو اپنے آپ کو قتل کر دوں کہ وہ اس زیادتی کا بدلہ لے لے۔ صحابہ کرام نے اس طرح اپنے آپ پر قابو پا دیا اور طبیب اس کی شہادت منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی دے رہا ہے۔ ایک صحابی نے کہا کہ آپ کے دس دس میرے چین درہم ہیں۔ صحابی کو اپنے درہم مزین نہ تھے بلکہ یہ بات اس کے لئے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا احسان یا وجاہت نہ رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس کو چین درہم کی اور ان کی کا حکم دیا۔ اس

کے بعد آپ منبر سے چھ تشریف لائے اور بڑے کھڑا چڑھا۔

لازماً سے فارغ ہونے کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور انصار کے حقوق اور اسلامی معاشرے میں ان کی اہمیت کے بارے میں خطاب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار کو یہ نبیہی میں اس دور میں جس حکم و چین و دوران کے بعد مالی قلت کی تہمیت کے بعد کے حضرت سعد بن عبادہ کے چیمے میں آپ کے خطاب اور اپنی ایک لفظی کے مناظر یاد آئے ہوں گے۔ فرقہ تھا تو کہ اس دن خطاب انصار سے تھا اور آج سب سے انصار کے بارے میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی ہر ت کے سلسلے میں انصار کے ساتھ اور ان کی جان فطانتوں کا جو احساس تھا اسی کے چش نظر آپ نے فرمایا تھا کہ اب میرا بیٹا اور میرا تیار سے ساتھ ہے۔ اور اب جب دنیا سے آپ کے رخصت ہونے میں پانچ دن باقی تھے اپنی مسجد کے منبر سے آپ نے اعلان فرمایا:

انصار میرے شب و بھر ہیں۔ اسلام کی نصرت کے لئے انہوں نے اپنی فیس داری اور فرض کو پس کر دیے۔ مگر ان کے حقوق کی اور ان کی تمہارے ذمے باقی ہے۔ انصار کے ایک خصال کو ان کی نیکیوں کا اعتراف کرنا اور ان کی خطایں کو نظر انداز کرنا اب اہل ایمان دیتے جا نہیں گئے مگر انصار کم ہوتے جا نہیں گئے اور وہ کھانے میں ایک کی طرح رہ جاتے ہیں۔

اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں آپ انتہائی انصار اور بلاغت کے ساتھ اہم نکات اور تعلیمات کو صحابہ کرام کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ امت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہ عالم تھا کہ بخاری کی تکلیف کو بھینے بھول گئے۔ یہ آخری ایام حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میدان شریعت امت کے ساتھ آپ کے تعلق کا دیا چڑھے۔ وہ سخت ”دن جب ستارے ماند چڑ جائیں گے، آسمان چھڑا دیا جائے گا اور پہاڑ ڈھلک ڈالنے جائیں گے“ (۲۰) سورج ٹپٹ دیا جائے گا اور ستارے ٹکڑے ٹکڑے جائیں گے، مسند بھڑکانے جائیں گے۔

کے (۳) اس عالم میں جب رشتے فوت جائیں گے کسی کو کسی کی خبر نہ ہوگی اور ہر ذی نفس "انفسی نفس" میں جلا ہو گا اور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے یوں پر "احسنی" کا نثر ہو گا اور یہی نہیں انجیل کے بائبل ایجنوں کی تکلف کے لئے آپ کی سطرش طلب فرمائیں گے۔

آپ کے اس فیصلہ اور امامت کا واقعہ جہ ۷ راجع الاول کا ہے۔ ۸ راجع الاول سے آپ کی تکلیف اور بڑھ چکی۔ جبر و عاتق میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم، دوسرے عزیز اور بعض حکماء پر بھی آپ کی حجاز پر ہی کے لئے حاضر ہوتے رہے اور آپ کی تحقیق، ہدایات اور وصیتوں کا سلسلہ جاری رہا، آپ نے مدینہ آئے والے خود کے اکرام اور ان کی توفیق کی وصیت کی، زیر موتوں کے حقوق کی مسلسل توجہ داتے رہے۔ ۹ راجع الاول تک آپ مسجد نبوی میں نمازوں کی امامت فرماتے رہے۔ ۸ راجع الاول کو مطرب کی نماز تک یہ سلسلہ جاری رہا اس نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں سو دواہر سلامت کی تلاوت فرمائی۔ اس سورت میں قیامت کی ہولناکی کا ذکر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی سے کراں اور بے پایاں تھی۔ آپ کی ساری جدوجہد کا مقصد مسلمانوں کو کافرانوں سے بچانا تھا۔ اس دنیا میں غلبہ دین کی صورت میں اور قیامت کے دن ہر ہول، خوف اور امتحان سے گزر کر جنت میں داخلے کی صورت میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کام رہائی کی آیات کے ذریعہ جماعت صحابہ کو قیامت کی یاد دلائی۔ رسول کی حاضری کا وقت جب چھلانے والوں کی جاسی ان کے اور سب کے سامنے ہوگی، اس دن آگ کی لہجیں کا قراں کے لئے عمل بھی ادا ہوگی اور بلند ہوں گی اور چنگار ہوں گی اور نظر آئیں گی جیسے زرد اوندھ اچھل رہے ہوں۔ لیکن صفائی کی جماعت کی امامت کے لئے مسجد تشریف نہیں لے جاسکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زمین عرب اٹھنے اور صہد جانے کی کوشش کی لیکن شقی طاری ہو گئی۔ اور آخر جماعت صحابہ مسجد میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ آخر میں آپ نے کہا: ابھیجا کہ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے صدیقی نے حکم رسول کے مطابق امامت کی ذمہ داری اٹھائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام میں دو جامعیت اور کاملیت ہے جو ایک جگہ رہا ہوا ہے۔ دین کا دل ہو چکا تھا، اللہ کی نعمت تکمیل کو پہنچ گئی تھی، اللہ کا پیغام آپ نے عالم انسانیت کے سامنے علی طور پر پیش کر دیا تھا کہ امت سے آپ کا تعلق خاتمان اعمال کی مکمل اختیار کر رہا تھا کہ اگر مسلمان جانتے ہیں کہ آخری ایام کو اپنے سامنے رکھے تو اس کی دنیا اور آخرت کو سونامی کے لئے کافی ہیں۔ معمار اعظم ربانی بنائی ہوئی عمارت کو دیکھ رہا تھا اور عمارت (نظام امن) کے ایک زاویہ اور گوشہ کو نظر میں رکھ کر امت کی سمت لٹائی کر رہا تھا۔ اہم الفاظ، ہدایات اور اعمال کی تکرار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کا بڑھ رہے۔

ان آخری یوں میں سربراہان مسلمانہ کی حیثیت سے آپ نے لشکر اسلام (رضی اللہ عنہ) کی اورنگی کا حکم دیا۔ یہ وصیت اسلامی اخوت کی عظیم روایت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تھی۔ صحابہ جرن اور قریش کے اکابر موجود تھے، عظیم القدر انصار سپہ سالار بھی مسلمانوں کے درمیان تھے۔ اس کے باوجود ایک "غلام ذوالسہ" کو سارا لشکر بنایا عربوں کی نسل صہبت کو کھنکھ کرنے کے لئے ضروری تھا کہ وقت ہیچ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ اگر برتری کی کوئی بنیاد ہے تو وہ حق ہے اور یہ بھی لوگوں کے سامنے ہے کہ اپنے اہل و عیال کو آخری اطاعت مس طرح کی جائے؟ اور "سچے طاقت" کی حدود میں ہو جائیں۔

وقت سے ایک یا دو دن پہلے ستر یا اقرار آپ دو صحابیوں کا سہارا کر مسجد نبوی تشریف لے گئے۔ عمر کی نماز حضرت ابوبکرؓ کی امامت میں ہو رہی تھی۔ نماز میں شروع اور ایک سوئی کے راز اس صحابہ پر کام کا دھیان نماز میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت فخر اور احساس پر حاوی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے والے صحابیوں کی آمد نماز میں اور ان کے امام کو کیسے اپنی طرف متوجہ نہ کر سکی۔ استغراق عبادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام، ان کے ایمان کے لئے کوئی تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کو دیکھ کر امام کی جگہ سے پیچھے ہٹنے لگے لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ اور آپ کے حکم پر دونوں امرا بیٹھ گئے آپ کو ہدین اکبر کے بائیں طرف بٹھا دیا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اقتدار کر رہے تھے

اور روک و بندھ دو کی تجویزیں دوسرے معتد جہان تک پہنچا رہے تھے۔ نماز کی اہمیت، معاشرے اور ریاست کی اہمیت کا اشاریہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں دونوں اہمیتیں یک جا تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل نے آپ کے بعد دونوں اہمیتوں کی یک جہائی کا نکتہ روشن کر دیا۔ جانشین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی مثال آپ بنائے۔ دوسرے خلفائے راشدین اور حضرت صدیق اکبر کے بعد دوسرے کے خلیفہ ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور اس سے خلافت اعلیٰ منہاجِ اہللوہ کے معلوم پر کوئی زبردستی نہ ہوتی۔

نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی، نماز ایمان اور کفر کے درمیان حد و فصل ہے۔ نماز مسلمان اور اس کے معاشرے کو فاضل اور منحرف سے بچاتی ہے، نماز کی صف بندی معززہٴ حیات میں اعلیٰ ایمان کی صف بندی ہے، اللہ کے رسول نے دنیا سے جاتے جاتے نماز کے سارے پہلوؤں کی صف بندی کو روشن کر دیا۔ وفات کے دن یعنی ۱۲ ربیع الاول کو جب مسجد نبوی ﷺ میں فجر کی نماز پڑھ رہی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت صدیق اکبر کی اقتداء میں صف بست تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے حجرے کا پردہ ہٹایا اور اس منظر کو دیکھا کہ مسلمانوں کے روک و بندھ دے وہ صحابہ ابورقی تھے جس سے کائنات ہمیشہ روشن رہے گی۔ آپ کے کلب اپنے مبارک پر جسم کی کرن چھوٹی، وہ دن آج بھی مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے والوں کے مقدر کو دیکھ رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کے ساتھ حجرے کا پردہ گرا دیا۔ یہ آخری نماز تھی جس کا آپ نے مشاہدہ کیا اور جو آپ نے حجازہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ادا فرمائی۔

ایک طرف تو امت کا اس درجہ خیال، ازواجِ مطہرات کے حقوق کی دم آخر تک ادائیگی اور دوسری طرف اعلیٰ بنی اور اس کے بچوں کے ساتھ آپ کی محبت۔ اس بنیاری، بنیادی کے شہداء میں ان کی محبتوں کا آپ نے اس طرح حق ادا کیا کہ مسلمان اسے یاد رکھیں تو ان کی کھریلے زندگی، اعتدال و توازن اور حسن کا نمونہ بن جائے۔ خوش گو اور کھریلے اور عائلی زندگی کے بظہر انسان معاشرتی زندگی میں ایمان حسن و خوبی کے ساتھ نہیں بھا سکتا۔ جب دو شیعہ کو سورج بلند ہو گیا تو آپ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا۔

حضرت فاطمہ کو نو چہ سائی کہ میری اور تمہاری جدائی چند روزہ ہے، میں جنابِ فاطمہ کے علم کو خوش میں بدل دیا اور انہیں جو حق کی سیادت کی بشارت دی۔ سیدۃ النساء العالمہ۔ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو اپنی بیجاؤں سے نوازا۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو تسلی دی اور وصیت کی اور اسی کے ساتھ ساتھ انہوں پر اللہ، رسول اعلیٰ اور ائمہ کبار سے زبردستی کے الفاظ جاری رہے۔

آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی خواہش کا اظہار کیا۔ مسواک پیش کی گئی اور سخت تھی، سیدہ صدیقہ نے اسے اپنے منہ میں لے کر نرم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی بجزیرین اعداد سے۔ پھر یعنی اعلیٰ سے طاقت کی تیاری تھی۔ آخر وہ صراحت کیا جب دنیا آپ کے آجود پاک سے عزم ہو گئی۔ اس وقت آپ کا سر مبارک حضرت عائشہ کی تسلی کی ہڈی اور حموڑی کے درمیان تھا بنی قریش اعلیٰ کے الفاظ آپ نے حسین مرتبہ ادا کئے اور آپ رضیع اعلیٰ سے چائے۔ چائے میں ایسی غلوت، جو لوگوں کے کھجور میں اپنے رسول اعلیٰ سے یہ قربت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، انسان اور انسانیت کے لئے ایک معراج ہے۔ اور آپ کی مثال ہی نبوت کا کاغذِ مومن سے نکال دیا۔

سلام اس پر جس نے انسان کو سر بلند فرمایا۔

کاش ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادبی شکل میں خاک رو بہ کی سعادت حاصل ہو۔

AF-1105



طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفرنامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com